1846

قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت اور پسندیدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ

نصیحت فرجام نامہ و پیام

الملقب بہ

موعظۂ حسنہ

یعنی

مجموعہ مکتوبات جناب مولوی نواب نذیر احمد خاں صاحب بہادر سابق ڈپٹی کلکٹر و ممبر آف دی بورڈ آف ریونیو حیدرآباد دکن حال وظیفہ خوار سرکار عظمت مدار
حضور نظام دام اقبالہ

جس کو

بہ اجازت مولوی بشیر الدین احمد صاحب سوم تعلقدار سرکار عالی نظام مولوی سید محمد عبد الغفور صاحب شہبازؔ نے ترتیب معقول سے مرتب فرمایا
بعد نظرِ ثانی کامل و افزائش مضامین مفیدہ و تجدید رجسٹری کے

اول بار

سنہ ۱۳۰۸ھ

مطبع احمدی [illegible] مولوی محمد عبد المجید صاحب [illegible] میں طبع ہوا

فہرست کتب بلا محصول موجودہ دوکان نذیر حسین کتب فروش دہلی بازار

مجموعہ لیکچر سر سید احمد خان صاحب
معہ سوانح عمری عمان
سوانح عمری سکندر اعظم
شاہ مقدونیہ ۸ر
سوانح عمری ملا دوپیازہ
معہ لطائف وغیرہ ۳ر
گلدستۂ ظرافت ۳ر
دلکش یہ ایک ناول ہی دو حصوں
ہیں حصہ اول حصہ دوم
تاریخ جلسہ قیصری اب
ہیں دربار دہلی شدہ کا
معہ نقشہ فوٹوگراف رنگین سعہ
نہایت عمدہ کاغذ پر چھپی ہی
لاہور سرکاری مطبع میں چھپی قابل دید
الف لیلہ ترجمہ جدید مطبوعہ
دہلی اس کتاب میں ستر قصہ
زائد ہیں جو آج تک کہیں نہیں
چھپے تھے قابل دید کہ عا ۴ر
پیرزا بانج ناول مذاق انگلش ۶ر
طلسم ہوشربا چار جلدیں لعہ ۴ر
تیار ہیں جلد اول جلد دوم
سوم چہارم
جام سرشار یہہ ایک ناول ہے عہ ۴ر

افسانۂ عجائب جواب فسانۂ عجائب
یہہ قصہ نو تصنیف طبع ہوا ہے ۲ر
مذاق نفاق اس کتاب میں
تنازعہ ہندو و مسلمان سیہرہ
و محرم کا کل کیفیت سانحہ لکھا ہے ۳ر
اسلامی ڈنکا رد نیشنل کانگریس ۲ر
برکات الاسلام رد وغیرہ مذہب ۲ر
محسن سلیم ۲ر
مثنوی خوف عشق ۸ر
مثنوی ترانۂ ہوش سہر
مثنوی نکہت گل ۲ر
ابیات حکمت ترجمہ انوار سہیلی ۱۰ر
فسانۂ آزاد جلد اول عا
جلد دوم لے
جلد سوم لے
جلد چہارم لے
انشا رحیق تیے ۴ر
قصہ بہنگ اول ۷ر
ایضاً دوم حصہ ۷ر
مثنوی نظم البیان اسلام
کتاب بدعات وغیرہ کا رد ہے ۴ر
کتاب التوحید ۴ر
تعلیم نسوان کی پہلی کتاب ۱ر

تعلیم نسوان دوسری کتاب ۱ر
تہذیب النسوان و تربیت
الانسان اس کتاب میں کل
باتیں کار آمد ایسی لکھی گئی ہیں
تک لکھیں ہیں کہ کسی دوسری
سے محتاجی نہیں دینی و دنیاوی
معاملات وغیرہ میں یہہ
کتاب نہایت عمدہ ہے عہ ۴ہر
حزب المقبول فی احادیث
الرسول اس کتاب میں
ہر وقت اور ہر کام کے واسطے
موافق حدیث شریف قابل
یہہ کتاب ایک عمدہ نایاب تھی
اب مطبع انصاری میں چھپی ۴ر
ریاحین العابدین ترجمہ
ریاض الصالحین مؤلفہ
اسکے امام نووی رحمہ اللہ
تعالیٰ ہیں اس کتاب میں آیات
سے اول آیتیں قرآن شریف
کی لکھیں ہیں بعد انکی
حدیثوں کا ذکر کیا ہے
قابل دید ہے عا ۸ر
قانون شریعت محمدی ۶ر

تصنیفات قدیم و
مولوی محمد نذیر احمد

مرآۃ العروس ترمیم شدہ
حواشی وغیرہ جو کہ
دہلی میں طبع ہوئی
کاغذ ولایتی
بنات النعش
مطبع انصاری
توبۃ النصوح ترمیم شدہ
ابن الوقت
محصنات یعنی فسانۂ
نظر ثانی شدہ معہ
منتخب الحکایات ا
موعظہ حسنہ ترجمہ
نصاب خسرو
چند پند
مبادی الحکمت
رسم الخط
صرف صغیر
ما یغنیک عن الصرف
اتمام حجت
مجموعہ لیکچر

فہرستِ مضامینِ موعظۂ حسنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچۂ طبعِ ثانی

مولوی نذیر احمد کی کتابوں کو تو کچھ ایسی خدا کی سنوار ہی کہ ادھر بنیں اُدھر چھپیں۔ اِدھر چھپیں اُدھر بکیں۔ اسی مارا مار میں موعظۂ حسنہ کے پہلے اڈیشن میں کتابت کی غلطیاں خطوں کی بے ترتیبی اور بعض ضروری کی متروکی کئی نقص رہ گئے۔ اس دوسرے اڈیشن کے وقت میں نے دل پر ٹھان لیا تھا کہ بلا سے دیر ہو تو ہو مگر جیسی کتاب کیا عبارۃ کیا مضامین کے اعتبار سے عمدہ ہی اور جیسی لوگ اس کی قدر کرتے ہیں اُسی مناسبۃ سے ترتیب اور تکمیل اور کتابۃ اور تصحیح اور چھاپہ سبھی چیزیں عمدہ ہوں۔ میرے نزدیک یہ دوسرا اڈیشن حجم میں ہر طرح کی بہتری میں پہلے سے اگر ڈیوڑھا نہیں تو سوایا ہونے میں کچھ شک بھی نہیں۔ پس جو لوگ پہلا اڈیشن لے چکے ہیں وہ اسکے ایسے ہی محتاج ہیں جیسے نئے خریدار کنقر الیہم اس میں میری منظوم تقریظ ملا کر تین تو تقریظیں ہیں انڈکس ہی حواشی ہیں اور خود مصنف کے بہت سے خطوط ہیں جو عند التہیؤ للطبع الثانی بہم پہنچائے گئے۔ اس کتاب کے جمع کرنے سے جو غرض تھی اب اس اڈیشن سے حاصل ہوتی ہی تاماً کملاً ✣

العبد۔ سید محمد عبد الغفور شہباز

ے چھاپہ۔ طبع ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظات

موعظۂ حسنہ کا ریویو

جناب مولوی سیّد محمد خاں صاحب بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ عظیم آباد کے قلم آزاد رقم سے

بالفعل جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب بہادر مصنفِ مشہورِ دہلی کی ایک نہایت مفید بکار آمد۔ اور عمدہ کتاب میری نظر سے گزری۔ یہ وہ دل چسپ مجموعۂ مکتوبات ہی کہ جس کو مولوی سیّد محمد عبد الغفور صاحب شہباز نے اپنے خاص اہتمام سے مُرتّب فرما کر مطبعِ قومی پریس میں چھپوایا ہی اور جس کا اشتہار آج کل بعض بعض اُردو اخباروں میں نظر افروز ہی۔ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کو اردو کی انشا پردازی کی دنیا میں ایک مصنّف ہونے کی حیثیت سے ایسی غیر معمولی۔ بجا۔ اور رشک انگیز کامیابی حاصل ہوئی ہی کہ جسکی نظیر ان دنوں مشکل سے ملے گی اور مجرّد اُنکا نامِ نامی کتاب کے مقبولِ خاص و عام ہونے کے لیے کافی ضمانت ہی۔ اُس پر اس کتاب کو ایک ایسے ذہین۔ قابل۔ اور شوخ طبع نوجوان نے مرتب کیا ہی کہ اُسکی متانت رائے۔ صفائی خیالات۔ اور قدرۃ تحریری سے بھی بہت سے قابل لوگ اکثر مشہور مقامات اور تہذیب یافتہ حلقوں میں واقف ہیں اور اُسکی شرکت ایک ایسے فرخندہ فرجام کام میں اُسکی عمدگی کی عمدہ سرسری دلیل ہی۔ گو مجھے اُس غور اور توجّہ سے اس کتاب کے مطالعے کی نوبت نہیں آئی کہ جس کی یہ مستحق ہی اور

نہ میری یہ غرض کہ میں اس کا کوئی جامع اور حاوی ریویو لکھوں لیکن بہرکیف جس قدر موقع کہ مجھے اس کتاب کے دیکھنے کا ملا ہی اور اُس میں میری جو سرسری رائے کہ اس کی نسبتہ قائم ہوئی ہی اُسکو آزادانہ قلم بندکردینا مناسب جانتا ہوں ؀

اس کتاب میں وہ نصیحتہ آمیز اور جواہر ریز مکتوبات ہیں کہ جو مصنفِ مرآۃ العروس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو اُسکے زمانِ طالب العلمی میں بہ نظر اُسکی تعلیم اور تہذیب اخلاق کے لکھے ہیں اور جن میں حکیمانہ اُصول سے اُسکے خیالات کی بلندی و پستی اور اُس کی غلطیوں کو نہایتہ دردمندانہ اور پُراثر عبارۃ میں بتایا ہی۔ اس میں شک نہیں کہ اُن کو ایسے رقعات کے لکھنے کی ضرورۃ تھی اور شاید اُن سے بہتر اس کام کے لئے بہت کم لوگ تھے۔ اوّلاً اس قسم کی کتاب اردو زبان میں بہت کم بلکہ نایاب ہی اور ثانیاً بعض قابل اور مشہور زباں دانوں اور تجربہ کار شاعروں کے مکتوبات جو جمع کیے گئے ہیں اُنکی بہ خیال شستگیِ عبارۃ و شیرینی و صفائیِ زباں جو کچھ مدحتہ کی جائے مگر اُن کے سارے مطالب اور مضامین کبھی اس لائق نہیں ہیں کہ کوئی تہذیب یافتہ رغبتہ سے اُنکو دیکھ سکے یا نوجوانوں کو اُنکے پڑھنے کی اجازۃ دے سکے۔ ہاں اگر اُن سے کوئی ویسے تہذیب سوز مضامین نکال ڈالے تو البتہ اُنکے منتخب حصّے عام کے لئے مفید اور مُلک کے فنِ ادب کی ترقی کے لئے معاون ہوسکتے ہیں اور میرے نزدیک اس انتخاب کی بہت اشد ضرورۃ ہی کیونکہ فرطِ عام پسندی سے لوگ بعض ویسی کتابوں کو نہایتہ شوق سے دیکھتے ہیں۔ موعظۂ حسنہ میں کیسے دردمندانہ۔ آزادانہ۔ اور حکیمانہ پیرائے میں ایک نوجوان کو مختلف اُمورِ ضروری کی تعلیم کی گئی ہی اور اُسکی ہمتہ کو کس خوبی سے ترقی کے زینے پر چڑھایا گیا ہی اور اُسکے پست حوصلے اور کام چور دل کو کس شائستہ عنوان سے نصیحتہ اور ملامتی کی دھیمی دھیمی آنچ سے بڑھایا گیا ہی۔ ان مکتوبات میں معلومات کا ایک بڑا خزانہ اور لڑکوں کے مُرغِ خیال کے لئے بہت کچھ تازہ۔ مزہ دار۔ اور شاداب آب و دانہ ہی۔ عبارۃ کی قوۃ و لطافتہ۔ بندش کی چُستی۔ مُحاورات کی خوبی۔ زبان کی پاکیزگی۔ مضامین کی متانتہ۔ جائز اور ضروری ظرافتہ کی شوخی۔ نصائح کی دل پذیری۔ اور تسلسل و آزادیِ خیالات

ہیں یہ مکتوبات میری رائے میں اس قسم کی کتابوں میں بے مثل ہیں۔ خداوند کریم
مسلمان باپوں کو اپنے بیٹوں سے اس انداز سے نامہ و پیام کرنے کی لیاقت اور صلاحیت
دے۔ بہت کم تربیت یافتہ اور قابل لوگوں کا خیال ہندوستانیوں میں ایسے اُمور
کی طرف متوجہ ہی۔ عمدہ کالج میں لڑکوں کا داخل کردینا۔ عمدہ ماسٹر یا مولوی کا گھر میں
نوکر رکھ دینا اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لیے اعلےٰ درجے کا سامان سمجھتے ہیں حال آنکہ
ہر ایک باپ کا سب سے بڑا کام یہ ہی کہ اپنی اولاد کی تعلیم میں اپنے قلم اور زبان اور اپنے
کردار و گفتار کی نظیر سے ہمیشہ مدد دے۔ اپنے خیالاتِ ناقص کی اصلاح میں ہمیشہ مشغول
رہے۔ اگر ہمارے ملک کے تربیت یافتہ لوگ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب
کے ان مکتوبات سے ایک یادگار اور پر منفعت سبق لیں تو بجا ہی کیونکہ یہ مکتوبات
اُنکو دکھا اور بتا دینگے کہ تربیت یافتہ باپ کا کام فقط منی آرڈر بھیجنا یا اپنے لڑکے
کو بہ صرفِ زرِ کثیر بے امتیازی سے ولایت روانہ کرنا نہیں ہی۔ بلکہ باپ اپنی اولاد
کی اصلاحِ خیالات و عقائد و خصائل کا بہت بڑا جواب دہ معلم اور اتالیق ہی اور وہ
اپنی اس خدمت سے کبھی پہلو تہی نہیں کرسکتا۔ باوجود کثرتِ مشاغل اور اتنی تصانیفِ
بلند و مشکل کے صاحبِ موعظۂ حسنہ کو اسکی فرصت ملتی تھی کہ اپنے پیارے بیٹے کو
ایسے مُراسلات بھیجا کرتے کیونکہ آنکو اپنی یہ جواب دہی اور اپنے کلام کی قوّتِ تاثیر
بخوبی معلوم تھی۔ یہ کتاب لڑکوں اور بوڑھوں دونوں کے پڑھنے کے لائق ہی اور
سوائے فائدے کے اس سے کسی طرح کے ضرر کا گمان نہیں ہی۔ یہ مکتوبات گو ایک
خاص لڑکے کے لئے لکھے گئے تھے۔ مگر خدا جانے کتنے ہزار نوجوان ان سے فائدہ
اُٹھائیں گے اور کتنوں کے یہ کام آئیں گے۔ اس قسم کی چیزوں کی ہم مسلمانوں میں
بہت بڑی ضرورۃ ہی اور ضرور ہی کہ جس قابل آدمی کے مکتوبات اور سوانحِ عمری
مُیسّر آئیں اُنکو اہتمام سے جمع کرکے زیورِ طبع سے آراستہ کیا جائے۔ یہ وہ کتاب ہی
کہ ہر سردارِ خاندان کا واجبی کام ہی کہ ہر ایسے لڑکے کو جو اس کو پڑھ کر سمجھنے کی استعداد
رکھتا ہو اسکی ایک ایک جلد ہدیہ دے اور اسکے پڑھنے کی نسبت اُسکو تاکید کرے۔ میں اس زمانے

کے دیکھنے سے بہت خوش ہوں گا جب کہ یہ کتاب مدرسوں اور اسکولوں میں نصاب میں داخل کی جائے کیونکہ اسکے پڑھنے سے طلبہ کو چند در چند نفع حاصل ہوگا +

مقام باقی پور - مہندرو

فقط ۸ - تحریر ماہِ اگست ۱۸۹۷ء

جناب مولوی نذیر احمد صاحب خان بہادر کی کتاب موعظۂ حسنہ کا ریویو جناب شمس العلما مولوی محمد حسین صاحب آزاد کے کلک مرصع سلک سے

موعظۂ حسنہ

اس کتاب کو جو ابھی چھپ کر مشتہر ہوئی ہے میں نے دیکھا ہندوستان کے خاندانوں اور اُن کے نوجوانوں کی سقیم حالت دیکھ کر ایسی تصنیفات کا پھیلانا جزو مصلحت ہے - اس لیے قلمِ آزاد پر واجب ہوا کہ اپنا فرض ادا کرے +

یہ ایک فاضل سن رسیدہ مصنف کے خط ہیں جس نے کاروبارِ زمانہ کو ہر حال میں دیکھا اور سمجھ کر دیکھا - برتا اور سمجھکر برتا - ان میں عبارۃ آرائی یا ترتیبِ انشار کے لئے فرضی مطالب کو فقروں میں نہیں ڈھالا - اصلی خط ہیں کہ پیارے باپ نے پیارے فرزند کو سچی ضرورتوں اور واقعی مواقع پر بے تکلف عبارۃ میں کھُلے دل سے تحریر کیے ہیں جو کہ وقت بوقت اور روز بروز حالتِ عنفوان میں ہر ایک شریف خاندانی کو پیش آتے ہیں - اس واسطے نوخیز جوانوں کے لئے نسخہ ہے تقویتِ دماغ - پرورشِ عقل اور ورزشِ فکر کا +

فاضل مصنف عالمِ تجربہ کا طبیب اور زمانے کا عمدہ نبض شناس ہے - دیکھتا ہوں کہ جسطرح نورفتار بچے کو اُنگلی پکڑ کر چلنا سکھاتے ہیں وہ اپنے نوفہم نازپروردہ کو مسافتِ فکری میں چلنا سکھا رہا ہے - اُس میں قدم قدم پر کہیں روکتا ہے مگر حکمتِ عملی کے

سائقہ - کہیں بڑھاتا ہی مگر ذوق و شوق بڑھا کر - کہیں ہٹاتا ہی مگر خوش نما مصلحت دکھا کر اور نیچے کو نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی حامل مجھ پر میری خواہش یا حالتِ موجودہ کے مخالف عمل چاہتا ہی - یہ ہدایتیں زیادہ تر تعلیم - طریقِ تعلیم - سلسلۂ تعلیم - انضباطِ اوقات - اور کہیں کہیں مسائلِ علمی پر بھی مشتمل ہیں - اکثر اعمال و اطوار و اخلاق پر موثر ہیں - اکثر تدبیر المنزل یعنی گھر والوں کے لئے گھر کے کاروبار میں انتظام اور اصلاحیں ہیں انھیں معمولی لوگوں کی طرح دلیلیں لکھ کر ثابت نہیں کیا - فقط طرزِ بیان اور اندازِ ادا دلوں سے تسلیم اور قبول حاصل کرے گا ❊

نوجوان لڑکے یا بصیرۃ طلب انسان کو راہِ زندگی میں بہت نشیب و فراز پیش آتے ہیں اور سوچتا رہ جاتا ہی کہ کیا کرے - کہیں پھیر کھاتا ہی اور کہیں ٹھوکر کھاتا ہی - یہ مجموعہ اُسے مواقعِ مذکورہ سے ہاتھ پکڑ کر نکال لے جائے گا - اللہ اللہ ایک دن وہ تھا کہ آزاد بہ مقتضائے سن خود ایسے رہنما کا محتاج تھا - آج سب منزلیں طے ہو گئیں لیکن پھر محتاج کا محتاج - ؎

درین تعلیم شد عمر و ہنوز ابجد ہمی خوانم
نہ دانم کی سبق آموز خواہم شد بہ دبستانش

پڑھتا ہوں ایک مطلع و مقطع میں حسبِ حال
اک دن وہ تھا کہ ٹوٹتے تھے دانت دود کے
اب حال یہ ہی عالمِ پیری میں اے ظفر

دیگر

دیکھے تماشے ہیں نئے جو ملکِ وجود کے
پھر یہ ہوا - گزرنے لگی کھیل کود کے
باقی نہیں حواس بھی گفت و شنود کے

مقام لاہور -
تحریر ماہِ اگست سنہ ۱۸۸۶ع

راقم
بندۂ آزاد محمد حسین

تقریظِ نظم از قلمِ نیاز رقم جامعِ این اوراق

ہو جو تصنیف تو ایسی ہو کہ اک دھوم ہے آج
ہے سرِ لوح پہ شہرۃ کا چمکتا ہوا تاج

نہیں یہ لوح فصاحت کا ہے چینی ارژنگ
نہیں یہ لوح بلاغت کا ہے رومی دیباج

کیوں نہ ہو۔ اُسکے یہ خط ہیں جیسے فرہنگِ فرنگ
کیوں نہ ہو۔ اُسکے یہ خط ہیں جیسے ہے ملک کی لاج

اُس کے خط ہیں جیسے معلوم علوم اور فنون
اُس کے خط ہیں جیسے محفوظ رسوم اور رواج

اُسکے خط ہیں جیسے مشرق میں ہے مغرب کی سمجھ
اُسکے خط ہیں جیسے دہلی میں ہے لندن کا مزاج

اُسکے خط ہیں جو ہے امراضِ دماغی کا طبیب
اُسکے خط ہیں جیسے معلوم ہے خاطر کا علاج

اُسکے خط ہیں جیسے ہے کشورِ شہرۃ میں عروج
اُسکے خط ہیں جیسے ہے عالمِ تصنیف میں رائج

اُسکے خط ہیں جو ہے اقلیمِ معانی کا امیر
اُسکے خط ہیں جیسے دیتا ہے سخن باج و خراج

اُسکے خط ہیں کہ ہیں سب جسکے سخن کے خواہاں
اُسکے خط ہیں کہ ہیں سب جسکے قلم کے محتاج

اُسکے ہیں خط ہے زباں جس کی بلاغت معجز
اُسکے ہیں خط ہے جیسے عقل کی حاصل معراج

اُسکے خط ہیں جیسے تالیف ہے خرما و ثواب
اُسکے خط ہیں جیسے تصنیف ہے اک پنتھ دو کاج

اُسکے ہیں خط کہ جو ہے بہرِ ذکی دودھ میں کھانڈ
اُسکے ہیں خط کہ جو ہے بہرِ غبی کوڑھ میں کھاج

اُسکے خط میں ہے اثر جسکو کبوتر کی جگہ
وہ کبوتر ہے فصاحت جسے شہپر کی جگہ

ہیں یہ خط اُس کے بھلے کو جو ہے پروردۂ ناز
باپ کا لختِ جگر۔ نورِ نظر۔ عمر دراز

دانش آموز تھا جب مدرسۂ دہلی میں
شفقت تھی اُسے لکھتی یہ خطِ روح نواز

جب کہ بہکاتی تھی ناتجربہ کاری اُس کو
نثر یہ پڑھ کے بتاتا تھا نشیب اور فراز

ہارتی تھی کبھی ہمت جو طبیعت اُس کی
کرتی تنبیہ تھی دروازۂ ناکامی باز

کبھی انداز سے پڑتا تھا قدم گر باہر
ادب آتا تھا بتانے اُسے حُسنِ انداز

جھکتا اسفل کی طرف تھا جو کبھی مرغِ نظر
عرشِ اعلیٰ کی سمجھاتا تھا خرد کا شہباز

ساحلِ علم پہ ہوتی تھی اگر تشنہ لبی
کھول کر خضر پلا جاتے تھے اک دفترِ راز

کبھی شوق اُسکا بڑھا دیتا تھا ذوقِ تسوید ‏— کبھی ذوق اُسکو بنا دیتا تھا انشا پرداز
کبھی تھی باغِ مضامین میں اُسے نزہتِ فارس ‏— کبھی تھی بیتِ معانی میں اُسے سیرِ حجاز
کبھی لندن میں وہ کرتا تھا خیالی گلگشت ‏— کبھی دہلی میں وہ کرتا تھا خیالِ شیراز
کبھی آزادی سے آدیان پہ دیتا تھا وہ رائے ‏— کبھی دینداری سے مسجد میں وہ پڑھتا تھا نماز
کبھی تدبیر میں دُنیا کی وہ ہوتا مصروف ‏— کبھی تعمیر کو عقبیٰ کی وہ کرتا آغاز ٭

الغرض اسمیں بدولت اِنھی مکتوبوں کی
آگئیں آن ہیں ساری صفتیں خوبیوں کی

جانتے ہیں اسے جو لوگ کہ ہیں رمز شناس ‏— نہیں مکتوب یہ ہے دفترِ تعلیم اساس
اس کی تعلیم ہے تعلیمِ اتالیقِ شفیق ‏— اسکی تادیب ادب آموزیوں میں فرسٹ کلاس
اسکے پڑھ لینے سے جاتی ہی نہیں علم کی بھوک ‏— اسکے سن لینے سے بجھتی ہی نہیں علم کی پیاس
یہ بڑھائے تو ہمیشہ رہے بڑھتا ہوا دل ‏— یہ بندھائے تو ہمیشہ رہے بندھتی ہوئی آس
یہ ہو نزدیک تو کچھ دُور نہیں عُمر کی قدر ‏— پاس یہ ہو تو بس آسان ہے اوقات کا پاس
ہے کبھی اجر کی تحریص سے تلقینِ شکیب ‏— کبھی تشویق زیادہ سے ہے تعلیم سپاس
اس سے عادات کی اصلاح ہے بے عدّ و شمار ‏— اس سے اخلاق کی تہذیب ہے بے حدّ و قیاس
اس سے ناداں ہیں حکیموں کی ہے پیدا خُو بُو ‏— اس سے انسان میں فرشتوں کی ہے ظاہر بُو باس
یہ وہ ہے نخل کہ عسل پہ ہے ناچیز درخت ‏— یہ وہ آہو ہے کہ ہے مشک فشاں سُوکھی گھاس
نہیں حکمت پہ یہ ہے موجبِ تصحیحِ نظر ‏— نہیں منطق پہ یہ ہے باعثِ اصلاحِ قیاس
جب کیا ہے کبھی تلخیِ نصیحت نے ترُش ‏— گھول دی ہے وہیں شوخیِ عبارت نے مٹھاس
اُسکی جتنی ہے نصیحت وہ ہے مصری کی ڈلی ‏— اسکی جتنی ہے نصیحت وہ ہے شربت کا گلاس

پند ہے لیک بھرے اسمیں مزے قند کے ہیں
لُطف ہے پند میں لُقمان کے صد پند کے ہیں

ہے یہی نامۂ پیغامِ نصیحت فرجام ‏— ہے یہی موعظۂ موردِ تحسینِ انام[۱]

[۱] تحسینِ انام سے اشارہ ہے حسنہ کیطرف جو موعظۂ حسنہ کے نام کا جزوِ دوم ہے حسنہ اس بحر میں موعظہ کے ساتھ بے تکلف موزوں نہیں ہو سکتا تھا اس لیے یہ پیرایہ اختیار کیا گیا۔

ضبطِ خوبی سے اسی میں ہیں اصولِ ترغیب
شوق افزائی میں ہر جا ہی اسی کو ابرام

کہیں بدشوقوں سے یہ یاد کراتی ہی سبق
بدزبانوں کے کبھی منہ میں یہ دیتی ہی لگام

سنگ ریزوں سے مٹاتی ہی کہیں یہ لکنت
لاتی پوڈر[1] سے کہیں ہی یہ شفا کا پیغام

کہیں کرتی ہی گھڑی بن کے یہ حفظِ اوقات
بن کے عینک یہ دکھاتی ہی کہیں چرخ کا بام

کہیں گفتار کی تلقین میں ہی بلبلِ باغ
کہیں رفتار کی تعلیم میں ہی کبکِ خرام

کبھی ہی مشغلۂ صرف میں یہ یغنبک[2]
کبھی ہی مرحلۂ نحو میں توضیح المرام[3]

کبھی ہی دفترِ انگریزی میں یہ جبۂ زرق
کبھی ہی عسکرِ تازی میں شعارِ اسلام[4]

آئے جب ذکرِ حدِ[5] علم سر آئزک نیوٹن[6]
لائیں جب لگے زمانے کے صحف ابنِ سلام[7]

ہی بیاہوں کے لئے یہ کہیں شادی کا نباہ
بن بیاہوں کے لئے ہی کہیں شادی کا پیام

کبھی تقدیر سے دیتی ہی یہ تدبیر کو زک
کبھی تدبیر سے لیتی ہی یہ تقدیر کا کام

اس کو فرصت میں بھی ہر لمحہ خیالِ اشتغال
اس کو محنت میں بھی ہر لحظہ لحاظِ آرام

حرکت میں ہی سکوں گہہ یہ سکوں میں حرکت
گہہ سکوں میں ہی سکوں گہہ حرکت میں برکت

مقام باقی پور ـ مہندرو ـ فکر یارہ ستمبر ۱۸۹۹ء

مطبع چھچھیرہ

[1] گو آپوڈر کی طرف اشارہ ہی جس کا بعض مکتوب میں ذکر ہی [2] یغنبک فی الصرف زبان اردو میں فنِ صرف کی ایک کتاب ہی صاحبِ موعظہ سے تمام مسائل ضروریہ کو حاوی اور نہایت عام فہم اور خوش نظم [3] توضیح المرام مولوی علی احمد صاحب برادر صاحب موعظہ کی ایک کتاب ہی جسمیں تمام ان مسائل نحو کو جو شرح ملا جامی میں نہایت مغلق اور دشوار پسند طور پر مذکور ہیں نہایت ہی سلیس اور عام فہم طور پر کمال فصاحت کے ساتھ زبانِ اردو میں بیان کیا ہی [4] جنگ اور سفر میں کسی قوم کی شناخت اور علامت ـ وردی ـ پردالی بہ الامتیاز [5] یہاں حد پایاں اور تعریف منطقی دونوں معنوں میں منطبق ہی [6] انگلستان کے ایک مشہور متبحر حکیم کا نام ہی جس نے مرتے وقت فراوانی علم کی نسبت یوں بیان کیا کہ ہر چند میں نے عمر دراز پائی اور بہت کچھ اوقات تحصیل علم و حکمت میں گنوائی لیکن پھر بھی دریائے ناپیدا کنارِ علم تک نہ پہنچ سکا اور پڑا کنارے ہی پر کچھ خوش رنگ سنگ ریزے چنا کیا [7] عبداللہ بن سلام سے عبارت ہی جو مدینہ میں یہود کے بڑے عالم تھے اور مشرف باسلام ہوئے ـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچۃ الموعظہ

جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب سے میری ذاتی شناسائی مطلق نہیں مگر جس تفصیل سے میں اُن کو جانتا ہوں اُن کے دوست آشنا تو خیر اُن کے قریب کے رشتہ دار بھی اتنا ہی جانتے ہوں گے۔ لو کشف الغطاء[۱] لما ازددت یقیناً[۲]۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مجھ کو۔ الولد سر لابیہ[۳]۔ چھوٹے پیمانے[۴] کے مولوی نذیر احمد یعنی اُن کے فرزند یگانہ مولوی بشیر الدین احمد صاحب کے ساتھ اس درجے کی مخالطت رہی ہے کہ ہم دونوں یک روح و دو قالب تھے اور اب سوء اتفاق سے مخالطت نہیں ہے تو متصل اور متواتر مراسلت ہے ایسی کہ المکتوب نصف الملاقاۃ[۵] کے حساب سے اب بھی ہم دونوں کسی وقت ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ میں نے جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے تمام مصنفات کو بالاستیعاب[۶] دیکھا ہے نہ ایک دفعہ بلکہ بار بار ھو المسک ما کررتہ یتضوع[۷] جب کہ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے مصنفات معلی القاب نواب سر ولیم میور صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر ممالک شمالی مغربی

[۱] اگر حجاب اُٹھا دیا جائے جب بھی یقین میں کچھ افزایش نہ ہو یعنی یقین مرتبہ کمال کو پہنچ گیا ہے
[۲] یہ قول ہے حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ کا کمال عرفان میں [۳] بیٹا اپنے باپ کا بھید ہے یعنی مظہر صفات باطنی [۴] پیمانہ [۵] خط و کتابت آدھی ملاقات کے حکم میں ہے [۶] اول سے آخر تک۔ سراپا۔ سب کا سب
[۷] یہ تصنیفیں مشک ہیں جتنا رگڑو اس کی خوش بو پھوٹتی جائے

جیسی قدر دان گورنمنٹ نے منظور کر کے اُن کو ہزار ہا روپیے انعام کے دیے ہوں۔ جب کہ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے مُصنّفات اس درجہ مقبولِ خلائق ہوں کہ وار نہیں آنے پاتا اور اڈیشن[۱] پر اڈیشن نکلتے چلے آتے ہیں یہاں تک کہ بعض کتابوں کی قریب قریب لاکھ جلدیں چھپ چکی ہیں۔ جب کہ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے مُصنّفات بھاکا۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ بنگالی۔ کشمیری۔ اور سب سے بڑھ کر انگریزی میں ترجمہ ہو گئے ہوں۔ اور جب کہ اُن کی ایک کتاب توبۃ النصوح داخلِ امتحانِ سیول سروس[۲] ہو وکفیٰ[۳] بہ فخراً۔ یعنی جب کہ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کی اعلیٰ لیاقت اور پاکیزگیِ تحریر اور راستیِ خیالات پر جمّ غفیر نے اجماع کر لیا ہو تو میں اپنی رائے کا اظہار کرنا تحصیلِ حاصل بلکہ ایک طرح کی شوخی سمجھتا ہوں۔ ممالکِ شمالی مغربی۔ پنجاب۔ بہار۔ بنگالہ تو ایک اعتبار سے زبان اردو کا وطن ہی۔ ان ملکوں میں جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے مُصنّفات کی جتنی قدر ہو تھوڑی۔ حیدر آباد دکن میں جہاں فارسی دفتر تھا جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کی تحریرات کا وہ زور و شور رہا کہ اُن کے روزنامچے اور روبکار اور کیفیتیں اور رپورٹیں اور فیصلے اور تجویزیں مجامع میں اس طرح پڑھی جاتی تھیں جیسے شاعروں میں غزل۔ سارے دکن میں ایک نواب سر سالار جنگ بہادر مرحوم خود مردمیِ مجسّم اور مردم شناس تھے۔ اُن کا یہ حال تھا کہ جناب مولوی مہدی علی صاحب کے نام جو خطوط جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے جاتے بالالتزام اُن کو بار بار مزے لے لے کر پڑھتے اور حسنِ تحریر کی داد دیتے۔ جب حضورِ نظام کی مسند نشینی کو ڈیڑھ یا دو برس باقی رہے تو گورنمنٹ آف انڈیا[۴] نے چاہا کہ رئیس کو انتظامِ ملک سے

---

[۱] چھاپا۔ طبع + [۲] ولایۃ کا ایک امتحان جس سے گورنمنٹ ہند کی تمام اعلیٰ خدمات کا استحقاق حاصل ہوتا ہی +

[۳] اور یہ نازش کو کافی ہی +

[۴] حضور نواب گورنر جنرل بہادر ہند بہ اجلاس کونسل +

آشنا کیا جائے۔ وزیر اور رزیڈنٹ نے مل کر یہ تجویز کی کہ انتظامِ مملکۃ پر کچھ رسالے لکھوا کر حضور کو ملاحظہ کرائے جائیں۔ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے سوائے ایسے رسالے اور کون لکھتا۔ کما بیش دس رسالے جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب نے لکھے۔ ایک دن کا مذکور ہی کہ نواب سر سالار جنگ بہادر میز پر تھے اور آنریبل مسٹر سید محمود اور چند اکابر اور بھی شریک تھے کہ ایک رسالہ پہنچا۔ نواب سر سالار جنگ بہادر سے صبر نہ ہو سکا اور عین تناولِ طعام میں رسالے کو دیکھنا شروع کیا اور حاضرین کو سنایا اور آخر کار یہ فرمایا کہ مجھ کو ساری عمر میں اگر رشک ہوا ہی تو مولوی نذیر احمد کے دماغ پر۔ بس جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے سرٹیفکٹوں[۱] کا پشتارہ جس میں کئی لفٹنٹ گورنروں کی چٹھیاں بھی ہیں ایک طرف اور ہند کے بسمارک[۲] نواب سر سالار جنگ بہادر کا اتنا فرمانا ایک طرف۔ خیر نواب سر سالار جنگ بہادر کو تو جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کے دماغ پر رشک تھا مجھ کو جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کی تحریرات سے عشق ہی۔ جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب کی کتابیں ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی ہر قوم اور ملّۃ کے لوگوں نے پڑھی ہوں گی مگر یہ میرا ہی حصّہ تھا کہ مولوی بشیر الدّین احمد صاحب اپنے والد کے خطوط مجھ کو دکھایا کرتے اور میں اُن کو نقل کر لیتا۔ خطوط میں اکثر خانگی حالات تھے اور بہت میں مباحثِ علمی جو جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب سبقاً سبقاً لکھ لکھ کر بھیجتے تھے۔ حذف و اسقاطِ ضروری کے بعد جو کچھ بچا وہ یہ کتاب ہی جو پیشِ کشِ ناظرین کی جاتی ہی۔ اس کے چھپوانے سے لوگوں کو یہ دکھلانا منظور ہی کہ ایک لائق باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو کس طرح پر تعلیم و تربیۃ کرتا ہی۔ شغف[۳] تو اس درجے کا ہی کہ سوتے جاگتے سفر میں حضر[۴] میں۔

---

[۱] خطاب عزۃ جو ہائی کورٹ کے ججوں اور کونسل کے ممبروں کو حاصل رہتا ہی [۱] اسناد [۲] وزیر جرمنی جسکا تدبیر سیاستہ میں تمام یورپ لوہا مانتا ہی [۳] شیفتگی۔ [۴] ضدِ سفر یعنی حالۃِ اقامۃ ۱۰

فرصت میں اشتغال ہیں ہر حال میں بیٹے کا تصور نصب العین[۱] ہے گویا دنیا عبارۃ ہے اسی ایک وجود سے مگر تعلیم میں بھی اس بلا کا اہتمام ہے کہ علم ایک لقمہ ہو تو کھلا دیں یا تعویذ ہو تو گھول کر پلا دیں۔ میں ناظرینِ کتاب کو جناب مولوی نذیر احمد صاحب کا نمونہ دکھلا کر اوّلاً نفسِ تعلیم اور ثانیاً اُس خاص طرح کی تعلیم کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس کا زمانہ حال مقتضی ہے۔ مقصدِ اصلی تو یہ ہے اور اگر کوئی طرزِ تحریر اور طریقۂ ادائے مطلب سے استفادہ کرے تو روکھن[۲] ہیں ⁂

نمبر ۱۳۱۔ تالتلا بازار اسٹریٹ۔ کلکتہ
تاریخ غرۂ جنوری ۱۸۹۶ء روز شنبہ } محمد عبد الغفور شہباز بہاری

---

[۱] نصب نظر۔ آنکھوں کے سامنے ⁂

[۲] سودے والوں کا دستور ہوتا ہے کہ خریدار کے خوش کرنے کے لئے تھوڑا سودا اوپر سے مفت دے دیا کرتے ہیں اُس کو روکھن کہتے ہیں ⁂

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خط ۱

نورچشمانہ عمرہ[1] وآتاہ اللہ نصیباً وافراً وحظاً متکاثراً من العلوم الجدیدۃ[2] المفیدۃ ﴿

خدا کا شکر ہی کہ میں بدھ کے دن ۵۔ جنوری کو مغرب سے پہلے اپنے مقام پر پہنچ گیا[3]۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ تم وہیں رہ گئے تو عملے اور نوکر اور پیادے اور مذکوری سب کے سب افسردہ خاطر ہوئے۔ تم سے لوگ بہت مانوس تھے اور تمہارے ساتھ نہ رہنے سے لشکر[4] سونا[5] معلوم ہوتا ہی۔ جب غیروں کا یہ حال ہو

---

[1] اُس کی عمر دراز ہو اور خدا اُس کو مفید نئے علوم سے ایک بہت بڑا حصہ عنایت فرمائے۔ ضمیر غائب سے خط لکھنے والا مراد ہی [2] علوم جدیدہ سے ریاضی کے تمام شعبے ہندسہ۔ جرِ ثقیل انجنیرنگ اور علم کیمیا اور علم فلاحت اور علم طبیعیات اور علم طبقات الارض اور علم مناظرہ اور علم مائعات اور علم مقناطیس اور علم قوۃ برقی وغیرہ مراد ہیں جو یورپ میں پورے طور پر پڑھے پڑھائے جاتے ہیں اور یورپ کی تمام ترقی اور تہذیب اور خوش حالی اور ہنرمندی اور صناعی اور ایجاد حسن السلطنۃ ان ہی علوم کی وجہ سے ہی ان کو جدید اس سے کہا جاتا ہی کہ بعض شعبے ڈیڑھ دو سو برس کے اندر اندر ابتداءً اہل یورپ نے دریافت کئے یا دریافت نہیں کئے تو ان میں اسقدر ترقی کی اور کر رہی ہیں کہ گویا علوم جدید ہیں۔ خط ۵۹ میں بھی علوم جدیدہ سے بحث کی گئی ہی۔ جن کو خدا نے معاش کی عقل سلیم دی ہی وہ علوم جدیدہ کے ایسے قدرشناس ہیں کہ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے خدا سے ان کے حصول کی دعا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں آمین۔ اور خدا دوسرے مسلمانوں کو بھی ایسی توفیق دے تاکہ مسلمانوں سے نکبت افلاس دور ہو [3] مولوی نذیر احمد خاں صاحب ہمیشہ بیٹے کو ساتھ رکھتے تھے اور خود پڑھاتے تھے اب بڑے دن کی چھٹی میں دَورے پر سے بیٹے کو لے جاکر دہلی کے مدرسے میں داخل کرآئے ﴿ [4] جو لوگ کسی حاکم کے ساتھ دَورے میں ہوں عملے نوکر چاکر حشم خدم اہل مقدمات سب کے مجموعے کو لشکر سے تعبیر کیا جاتا ہی۔ [5] ہوا و معروف اُداس

تو میرے دل کی کیفیت کا خدا کو علم ہے۔ میں نے نہایت مجبور ہو کر تم کو جدا کیا ہے۔ اس واسطے کہ وقت[1] نکلا جاتا تھا اور تمھاری انگریزی بدون مدرسے کے درست نہیں ہو سکتی تھی۔ خداوند کریم تمھارا حافظ اور نگہبان ہے۔

لیکن خدا کے لئے اب پورا پورا شوق کرو۔ دو تین برس کی محنت ہے۔ بڑا مرحلہ[2] انٹرنس[3] کا ہے۔ اگر تم اس میں کامیاب ہوئے تو یہ کامیابی اگلے امتحانوں میں تمھاری مددگار ہوگی۔ علم تو سب طرح کے ہیں اور طالبِ علم کو لازم ہے کہ سب کی طرف برابر توجہ کرے لیکن سب پر مقدم ادب[4] ہے جس کو انگریزی میں لٹریچر کہتے ہیں یعنی زباں دانی۔ کمالِ زباں دانی یہ ہے کہ تم کو اہلِ زبان کی سی قدرت حاصل ہو۔ اُس کی تدبیر یہ ہے کہ زباں دانوں کی عبارتیں یاد ہوں جس طرح کے خیال اور مضمون کو جس پیرایے میں اہلِ زبان نے ادا کیا ہے اُس کی تقلید[5] اور اُس کی نقل کرنی چاہیے۔ غرض زباں دانی کے لئے یادداشت شرط ہے۔ محاورات اور امثال[6] و حکایات اور لغت اور صلوں کا استعمال جن کو تم پریپوزیشن[7] کہتے ہو سب پیشِ نظر رہیں۔ جس تحقیق سے تم مجھ سے عربی پڑھتے تھے کہ ہر ہر لفظ کا مادّہ اور ماخذ[8] اور صیغہ[9] اور ترکیب[10] کوئی بات چھوٹنے نہیں پاتی تھی یہی تحقیق فارسی اور انگریزی کُل زبانوں میں ہے۔ جب کسی کتاب کا سبق لے کر بیٹھو خود لفظ لفظ پر نظر کرتے جاؤ۔ جب اس انضباط سے دو چار کتابیں نکلیں اچھی خاصی استعداد ہو جائے گی۔ زمانِ طالب العلمی میں ادبِ عربی کے متعلق مجھ کو دیوانِ متنبی۔ سبعۂ معلقہ۔ تاریخ یمینی کے اکثر حصے اور مقاماتِ حریری کے متعدد مقامے اور دیوانِ حماسہ کے بیشتر مقامات اور قرآن کی بہت سورتیں یاد تھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر زبان میں اہلِ زبان کی بولی سند ہے۔ جس کو جتنا یاد اُسی قدر علم ادب میں اُس کی استعداد۔

[1] یعنی تحصیل علم کا وقت [2] بڑی بھاری منزل [3] انٹرنس یعنی داخلے کا امتحان جس کے یہ معنی ہیں کہ آدمی یہ امتحان دینے سے زمرۂ طالب گاران علم میں داخل ہو جاتا ہے یا گروہ علما میں [4] ادب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آداب مجلس میں سے ادبِ اعظم گویا یہی ہے [5] پیروی [6] کہاوتیں [7] حروف روابط [8] جہاں سے کوئی لفظ نکلا ہو جیسے مصدر [9] یہ صرف سے ہے [10] یہ نحو سے متعلق ہے۔

سوا ے زبان دانی دوسرا کوئی علم نہیں جس میں آدمی ساری عمر مشغول رہے۔ اسی سبب سے ادب کی بڑی قدر ہی۔ اگر ادب اچھا ہی تو ممتحن دوسرے علوم کی خامی سے بھی درگزر کر جاتے ہیں۔ پچھلے سال ہائی کورٹ[۱] کے امتحان میں ایک بنگالی اوّل رہا۔ اگرچہ اُس کے قانونی جواب سُنا ہی کہ بہت عمدہ نہ تھے مگر وہ تقریراً تحریراً انگریزی کا بڑا ادیب تھا ۔

زبان دانی کی استعداد بے شک کتابوں کے ذریعے سے حاصل ہوتی مگر اہلِ زبان سے گفت وگو کرنا بھی ایک عمدہ ذریعہ ہی۔ اسی واسطے میں نے تم کو مدرسے میں چھوڑا ہی۔ جہاں تک ہوسکے بُری بھلی۔ غلط صحیح۔ ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولنی چاہیے۔ تمھاری جماعۃ میں شاید اکثر کو انگریزی بولنے کی مہارۃ نہ ہو تو تم اُونچی کلاس[۲] کے لڑکوں سے تعارُف پیدا کرو اور ہر روز تین گھنٹے چار گھنٹے انگریزی میں بات چیت کرو تاکہ جھجک اور رُکاوٹ دُور ہو۔ تمھارے ماسٹر[۳] ہندوستانی یا انگریز جو ہوں اُن سے اُردو میں ایک لفظ مت کہو۔ لیسن[۴] صاحب کی میم سے تجدید تعارُف کرلو۔ غرض جو ذریعہ انگریزی گفت وگو کا ہو حاصل کرو۔ انگریزی بول چال کے اعتبار سے اوّل یوروپین لیڈی[۵] پھر یوروپین جنٹلمین[۶]۔ پھر یوریشین لیڈی[۷] پھر یوریشین جنٹلمین[۸]۔ پھر سب سے آخر میں آخور[۹] کی بھرتی آبر[۱۰] سے غیر سے

[۱] عدالتِ عالیہ جس سے اونچی ہندوستان میں کوئی عدالۃ نہیں [۲] جماعۃ [۳] اُستاد [۴] لیسن صاحب ۱۸۵۷ء کے غدر میں علاقۂ ریزیڈنٹ کے عہدہ دار تھے غالباً اسسٹنٹ سرول ان کی میم غدر سے چند روز پہلے اپنے عزیزوں سے ملنے دہلی آئیں اور گھر گئیں مولوی نذیر احمد صاحب اور ان کی سسرال کے لوگوں نے ان میم صاحب کو بسبب سابقۂ معرفۃ اپنے گھر میں پناہ دی اور عین شورش غدر میں انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا سرکار نے اس خیر خواہی کی بڑی تحسین اور قدر دانی کی۔ تو مولوی نذیر احمد صاحب بیٹے کو لکھتے ہیں کہ ان میم صاحب کے ساتھ تمھاری اگلی جان پہچان ہی اب اس کو تازہ کرلو تاکہ تم کو انگریزی بولنے کا موقع ملے مسٹر لیسن اور انکی میم دونوں میاں بی بی ہنوز زندہ ہیں [۵] ولایۃ زا میم [۶] ولایۃ زا صاحب [۷] ہندوستان زا میم [۸] ہندوستان زا صاحب [۹] مال روی [۱۰] ایک ڈھکے چھپے بان فارسی میں فلاں یہاں ۱۰

پنچ کلیان[1] بنگالی بابو اور تمام انگریزی داں نیٹو[2] بشیر۔ انگریزی گفت وگو کی ضرورۃ اس درجے کی ہی کہ میں اُس کے ظاہر کرنے کے لیے الفاظ نہیں پاتا۔ تم سمجھو کہ تمہارے کالج[3] میں داخل ہونے سے مقصودِ اصلی یہی ہی اور بس۔ اگر تم کو انگریزی میں گفت وگو اور اُس کا بے تکلف لکھنا آجائے تو تم گھر بیٹھ کر ام۔ اے تک کا امتحان دے سکتے ہو ✤

انگریزی مسوّدہ[4] ہر روز لکھنا چاہئے۔ مجھ کو ہمیشہ انگریزی میں خط لکھو اور چوں کہ راز کی بات نہیں ہوتی کسی ماسٹر یا کسی اُونچی کلاس کے لڑکے یا کسی مُتعارَف سے اُس کو درست کرا لیا کرو۔ ایک کتاب انگریزی کمپوزِشن[5] کی بنا لو جس میں اپنا کمپوزِشن تاریخ وار لکھ کر اُس میں سُرخی سے اصلاح لے لیا کرو اور اصلاح کو بہ نظرِ غور دیکھ کر یاد رکھو کہ پھر ویسی غلطی نہ ہو ✤

میں نے سُنا ہی کہ تمہارے مدرسے میں . . . ماسٹر ہیں اور وہ انگریزی کے بڑے ادیب ہیں۔ اُن سے تعارف پیدا کرو۔ ادب[6] اور انکسار کافی ذریعہ لوگوں سے تعارُف پیدا کرنے کا ہی۔ اگرچہ تم ابھی اجنبی ہو لیکن جب لوگ دیکھیں گے کہ تم پڑھنے کا شوق رکھتے ہو۔ امتحان تمہارے اچھے ہوتے ہیں اور اُستادوں کا ادب تم کو ملحوظ رہتا ہی کسی سے لڑتے بھڑتے جھگڑتے نہیں۔ اور نالائق لڑکوں سے الگ تھلگ رہتے ہو تو ماسٹر لوگ خود بہ خود تم پر مہربانی کرنے لگیں گے ✤

تم کو شروع سے اخیر تک کوئی سکنڈ لینگویج اختیار کرنی پڑے گی۔ یعنی انگریزی کے علاوہ دوسری زبان عربی۔ سنسکرت یا فارسی۔ سو فارسی کلاسیکل[7]

---

[1] اصل میں وہ گھوڑا جس کے چاروں ہاتھ پاؤں اور ماتھا سفید ہوں جس کو عربی میں اغرّ محجّل کہتے ہیں یہاں مراد ہی ہر قسم کے لوگ جن میں کسی طرح کی تحقیق نہیں جیسے پنچ کلیان گھوڑے میں سفیدی کے لئے کسی عضو کی تخصیص نہیں کہ ہاتھ پاؤں ماتھا سبھی جگہ سفیدی موجود ہی [2] ہندوستانی دیسی [3] اعلیٰ درجے کا مدرسہ جس میں غالباً بی۔ اے۔ اور ام۔ اے۔ اور بی ال کے درجوں تک پڑھائی ہوتی ہی [4] تسوید مسودہ عبارۃ نویسی [5] یہاں ادب سے اپنے سے بڑوں کی تعظیم مراد ہی [6] اعلیٰ درجے کی زبان ✤

نہیں ہے۔ چاروناچار عربی لینی ہوگی اور تم کو عربی میں اتنا درک ہے کہ اگر تھوڑی توجہ جاری رکھو تو کافی ہے ورنہ چند روز میں جو کچھ پڑھا ہے سب جاتا رہے گا۔ عربی ہمارا شعارِ[۱] قومی ہے۔ میرے نزدیک ہر مسلمان پر عربی کا سیکھنا فرض ہے۔ اگر تمھاری کلاس میں فارسی کا کورس[۲] ہے وہ بھی کام کی چیز ہے کیوں کہ تم فارسی مطلق نہیں[۳] جانتے۔ اُس کو بھی پڑھو لیکن عربی سے غفلت مت کرو۔ بڑی عمدہ چیز ہے اور اُس کا پڑھنا بہت ہی نافع ہے۔ فارسی کورس کو بھی بہ نظرِ تحقیق پڑھنا چاہیے۔ ہر ہر لفظ میں بال کی کھال نکال لیا کرو۔ مادّہ اور صیغہ اور ترکیب اور معنی اور مطلب ÷

روز کا کام روز کرنا ضرور ہے۔ جو سبق پڑھا اچھی طرح اُس کو سمجھ کر قابو میں کر لیا۔ غافل لڑکے سبق جمع کرتے جاتے ہیں اور امتحان کے زمانے میں انبار مصیبت ہو جاتا ہے۔ ایک نقشہ اس طرح کا بنا لو اور اُس کو خوش خط لکھ کر اپنی میز کے سامنے لگا دو۔ اس سے تم کو معلوم رہے گا کہ کس وقت کیا کرنا ہے ÷

دن کا نام	پہلا گھنٹہ	دوسرا گھنٹہ	تیسرا گھنٹہ
شنبہ	عربی	اقلیدس	فارسی
یک شنبہ	جبر و مقابلہ	حساب	ادبِ انگریزی

[۱] شعار اصل میں وہ کپڑا جو بدن سے لگا لپٹا رہے مراد وہ چیز جو کسی قوم کے ساتھ خاص ہو جیسے لباس انگریزی انگریزوں کے ساتھ یا لال پھندنے دار ٹوپی ترکوں کے ساتھ [۲] نصاب ÷ [۳] مولوی نذیر احمد صاحب نے بیٹے کو ابتدا سے عربی شروع کرا دی تھی۔ پس اس سے ایک بڑی عام غلطی کی اصلاح ہوتی ہے کہ لوگ اوّل اگر پہلے فارسی پڑھاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ بدون فارسی کے عربی نہیں آسکتی۔ ہمارے ملک میں پہلے فارسی سیکھنا صرف اس سبب سے لابد ہوا ہے کہ صرف و نحو عربی کی ابتدائی کتابیں زبان فارسی میں ہیں۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے صرف و نحو عربی کو اردو کیا اور بیٹے کو اردو پڑھا کر ایک دم سے عربی پر لگا دیا اگر عموماً مسلمان تعلیم کا یہ طریقہ اختیار کریں تو نہایت مفید ہو کیونکہ فارسی زبان کا سیکھنا اب چنداں ضروری نہیں رہا اور عربی کلاسکل ہونے کے علاوہ مذہباً مسلمانوں کو سیکھنی ضرور ہے لیکن فارسی کی کے تنہا پڑھنے بچوں کو عربی سے محروم رکھنا کچھ

کام کی بات نہیں ÷

مدرسے کے خالی گھنٹے اور فرصت کے اوقات انگریزی گفت و گو میں صرف کرو۔ تفریح کی تفریح اور فائدے کا فائدہ۔ اسی طرح اپنے باہر کے اوقات منضبط کر لو کہ فلاں وقت یہ کام کریں گے اور جب اپنے کل اوقات منضبط کر چکو مجھ کو بھی اطلاع دو۔ اس انتظام میں اس کا بڑا خیال رکھو کہ طبیعت پر اتنا بوجھ نہ پڑنے پائے کہ گھبرا جائے۔ جب تک خوش دلی ہی سب کام اچھا ہوتا ہی۔ بے دلی پیدا ہوئی اور کام بگڑا ... کے ذریعے سے ... سے ملو۔ یہ ... کے بیٹے ہیں اور ایف۔ اے کا امتحان دے چکے ہیں۔ اُن سے ملنا تم کو ضرور فائدہ دے گا۔ اسی طرح تعارُف بڑھاتے جاؤ لیکن عمدہ لوگوں سے۔ ایک بد وضعی تمام لیاقت اور تمام آب رُو کو ضائع کرتی ہی۔ عادۃً کا اختیار کرنا آسان ہی مگر اختیار کرنے کے بعد چھوڑنا مشکل بلکہ محال ہو جاتا ہی ❖

اپنی حالتِ ظاہری کو اپنی وقعت کے مُطابق رکھو۔ میرا روپیہ جہاں تک تمھاری آسایش جائز میں صرف ہو ان شاء اللہ مجھ کو دریغ نہیں۔ اگر تم کو نام جو کا آدمی کرے تو میرا روپیہ اچھے نیک[1] لگا۔ مجھ کو ایسے خرچ[2] میں ہمیشہ خوشی ہی۔ تم اپنی والدہ سے بے تکلف خرچ لو۔ اُن کے پاس نہ ہو تو مجھ سے مانگنے میں بھی تامل مت کرو ❖

تمھاری سب چیزیں یک جا کر کے پرسوں یا اترسوں ان شاء اللہ بلسر[3] بھیجوں گا اور کوشش کروں گا کہ تم کو اسباب جلد ملے۔ بشیر۔ کتابیں تمھارے پاس بہت ہیں مگر سب رکھنے کو ہیں۔ اگر ان کتابوں پر نظرِ محققانہ ہو تو آدمی عالم ہو جائے اب للہ توجہ کرو اور مجھ کو نا اُمیدی کی مُصیبت میں مت ڈالو۔ اوقلیدس کے دعوے

---

[1] یعنے اچھے کام میں خرچ ہوا ❖ [2] گو حقیقت میں یہ لفظ جیم عربی سے ہی مقابلِ دخل لیکن فارسی اور اُردو کے روزمرے میں جیم فارسی سے مروّج ہی اور یہی زیادہ فصیح ہی ❖

[3] ضلع غازی پور میں ریل کا مشہور سٹیشن ہی گھوڑوں کی خرید و فروخت کا بڑا بھاری میلہ لگتا ہی ❖

یاد کر چلو۔ رفتہ رفتہ خیال پر چڑھ جائے گا کہ فلاں مقالے کی فلاں شکل کا کیا دعوے ہی۔ دوسرا مقالہ اگر تم چھوڑ دوگے بھول جائے گا اور اب اوقلیدس کو بہ مددِ کتاب سمجھنا چاہیے۔ جب دو مقالے اس طور پر سمجھ لوگے اتنی استعداد ہو جائے گی کہ باقی کتاب خود نکال لوگے۔ اوقلیدس کے نئے دعوے بہت ضرور ہیں۔ ہمیشہ امتحان میں کوئی نہ کوئی نیا دعویٰ ضرور ہوتا ہی ✣

اس کو ہمیشہ نظر رکھو کہ تم کو اسی سال دوسری کلاس میں ترقی کرکے جانا ہی اور امتحانِ سالانہ وہیں دینا ہی پس وہاں کا کورس ابھی سے رفتہ رفتہ اپنے بس میں لانا چاہیے۔ تم مجھ سے وقتاً فوقتاً ہر بات اور ہر مسئلہ پوچھتے رہو۔ جہاں تک ممکن ہوگا میں یہیں سے تم کو سمجھا دوں گا[1] ✣

بشیر۔ اگر تم علی گڑھ جاتے تو تم کو شاید بڑی وحشت ہوتی لیکن اگر معلوم ہو کہ تم دہلی میں فائدۂ علمی حاصل نہیں کرسکتے تو پھر دیکھا جائے گا۔ اب تم کو اپنا انتظام خود کرنا پڑے گا۔ اس کو سمجھ لو کہ لوگوں پر ہمارے حقوق کچھ نہیں اور ایسے نفوسِ قدسی جو دوسروں کو بے وجہ منفعت پہنچائیں کم ہیں پس اگر کوئی بے اعتنائی کرے تو افسردہ خاطر نہ ہونا چاہیے۔ خوش آمد اور ملنساری سے اپنا کام نکالنا ہوگا۔ تمھارے پاس گرامر[2] ہی اس کو یاد کر چلو۔ غرض وقت سے جہاں تک ممکن ہی فائدہ اٹھاؤ۔ اپنے حالاتِ جزو کل سے ہمیشہ مطلع رکھو۔ والدعا ✣

۵۔ جنوری ۱۸۷۴ء۔ مقام تحصیل نگرا ✣

خط ۲

جس وقت سے میں آیا تمھارا اسباب جمع کرنے کی فکر میں تھا۔ چنانچہ

[1] مولوی بشیر الدین احمد کے پاس اپنے والد کے بہت سے خطوط ہیں جن میں علمی مباحث ہیں یہ تمام خطوط بڑی قدر کی چیز ہیں مگر چونکہ ہر شخص ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا میں نے ایسے خطوط سب نکال ڈالے صرف نمونے کے طور پر آسان آسان ایک دو خط رہنے دیئے ✣ [2] قواعدِ زبان یعنی صرف ونحو ✣

اس وقت اسباب صندوق میں بند کر کے اوپر سے ٹاٹ مڑھ کر بکسر روانہ کرتا ہوں وہاں سے ریل پر روانہ ہو جاے گا۔ اس ایک صندوق میں اتنی کتابیں ہیں کہ اگر آدمی نظرِ تحقیق سے ان پر عبور[1] حاصل کرے تو عالم ہو جائے مگر رکھ چھوڑنے کو تو کتاب اور پتھر برابر ہی کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَاراً[2]۔ ع چار پائے برو کتابے چند۔ مقدّم جماعۃ کی پڑھائی ہی۔ اُس کے یاد کرنے سے جو وقت بچے اُس میں دوسرا کام کرنا چاہیے۔ اس قدر بوجھ اپنے اوپر مت بڑھاؤ کہ جماعۃ میں پُرسے رہو کیوں کہ ہم سبقوں میں بُرا رہنا بڑی بے غیرتی کی بات ہی۔ بڑا انتظام اس کا ہی کہ کسی طرح انگریزی بول چال اور عبارۃ انگریزی کے لکھنے میں یعنی انگریزی کمپوزیشن میں ترقی ہو۔ سو امید ہی کہ اس کے لئے تم نے تدبیرِ مناسب کر لی ہوگی۔ اگر وقت کو انتظام سے صرف کرو اور معمول باندھ کر ہر کام وقت پر کرتے رہو تو بافراغۃ جماعۃ کی پڑھائی بھی بہ خوبی یاد کر لوگے اور پھر بھی اتنا وقت بچے گا کہ اُس میں انگریزی کو بڑھاؤ۔ عربی پڑھو۔ اور اُونچی کلاس میں جانے کا حوصلہ کرو۔ لتھبرج[3] کی شرح یعنی کُنجی[4] میرے نزدیک فائدہ مند چیز ہی۔ خرید کر لینا بہ شرطے کہ ہر سبق کی شرح دیکھو اور سمجھو۔ میں تم کو عام اجازۃ دیتا ہوں کہ تحصیلِ علم و استعداد کے لئے صرفِ زر میں مُطلق تامّل مت کرو میں اُس خرچ کو خوشی سے ادا کروں گا۔ صفائی سے رہو مگر زینۃ جو تمہید[5] بدوضعی و آوارگی ہی خبردار مت

---

[1] لفظی معنے اُترنا مراد یہ ہی کہ نظرِ تحقیق سے دیکھ لے [2] جیسے گدھے کا حال جس پر کتابیں لدی ہوں [3] لتھبرج صاحب کا مجموعہ منتخبات [4] کی کے لغوی معنی ہیں کُنجی۔ مجازاً شرح معلقات کو کہتے ہیں۔ [5] مولوی نذیر احمد صاحب نے بیٹے کو یہ بڑی عمدہ نصیحۃ کی ہی اور جو لوگ تربیتۃ اولاد کے ذمہ دار ہیں اُن کو اس پر خاص توجہ کرنی چاہیئے مولوی نذیر احمد صاحب زینۃ کو تمہید بدوضعی و آوارگی ٹھیراتے ہیں اور یہ بالکل صحیح ہی جس لڑکے کو بنانے سنوارنے کا شوق ہو اس کے حالات کے تفتیش کرنے کی ضرورۃ نہیں مُطلق زینۃ اُس کی بدوضعی کا ثبوت کافی ہی۔ وضع دار شرفا لڑکوں کو بال نہیں رکھنے دیتے اور اُن کے لباس میں بھی اس کا خیال رکھتے ہیں کہ خود بینی کا محرک نہ ہو۔

اختیار کرو۔ شاید تم کو چغے کی ضرورۃ پڑے اس واسطے کہ کالج کی وردی عمامہ چغہ ہی تو جاڑے اور گرمی کے بنوا لینا مگر ڈھیلے عربی جیسے میں پہنتا ہوں۔ اس گئے گزرے وقت میں بھی دہلی میں سب کچھ ہی۔ خدا شوق اور طلب صادق دے یہ ایک مشہور بات ہی کہ آدمی جس شہر میں رہے وہاں کے طبیب اور کوتوال سے دوستی پیدا کرے۔ تم بھی اس کا خیال رکھو۔ ۸۔ جنوری ۱۸۷۶ء مطابق عید الضحیٰ۔ مقام تحصیل سکندرپور ❊

خط ۳

نورِ چشما مد عمرہ[۱] و رزقہ اللہ شوقاً کاملاً لتحصیل العلوم

خدا کا شکر ہی میں اچھا ہوں۔ وہی وحشتِ تنہائی وہی دل برداشتگی۔ تمہاری چٹھی ریڈ صاحب پاس پہنچی۔ میں نے دیکھی نہیں مگر صاحب سے سنا۔ صاحب نے پھر میری بدلی کی رپورٹ کی ہی۔ مجھ سے پوچھا تھا کہ تجھ کو[۲] کیا منظور ہی۔ میں نے جواب دیا بندوبست سے ملول[۳] اضلاع شرقی سے متنفر۔ خزانے سے ہار پٹے[۴]۔ صاحب نے ۲ برس کی رخصت لی۔ اُن کی بہن ماہِ مئی میں جائیں گی اور وہ خود جولائی یا اگست میں۔ غالب ہی کہ اس سے پہلے میری بدلی ہو جائے گی۔ جہاں کہیں فی علم اللہ[۵] میرے حق میں اصلح[۶] ہو خداوند تعالیٰ اس کے اسباب مہیا کرے۔ میں نے علی گڑھ کا تذکرہ کیا ہی زاں بعد اگر ے گا۔ بدلی کی وجہ سے صاحب نے مجھ سے کہا کہ رخصت کا لینا ملتوی رکھو۔ اگر علی گڑھ مثلاً جانا ہو تو رخصت کی خواہش عبث ہی ❊

تم نے صرف و نحو فارسی میں پڑھا کہ زبانِ فارسی میں ذ نہیں تو گذارش نہیں گزارش چاہیے ❊

---

[۱] اُس کی عمر دراز ہو اور خدا اُس کو تحصیل علم کے لئے پورا شوق روزی کرے۔ ضمیر غائب مُراد مخاطب ❊ [۲] اکتایا ہوا ❊ [۳] گریزاں ❊ [۴] بہ دانستِ خدا ❊ [۵] زیادہ مصلحت۔ مفید تر ❊

نئی مناجات تو ادھر کوئی کہی نہیں ۔ وہی ایک پرانی مناجات ہی جس کی نقل تمہارے پاس بھی ہی ۔ اُسی کو پورا کر دیا ہی اور وہ اب یوں ہی +

اشعار مناجات

یہ تمنا ہی ربِّ اکرم سے / غسلِ میت ہو میرا زمزم[1] سے
تبھی ٹھنڈک ہو میرے سینے میں / خاک ہو جاؤں میں مدینے میں
جا کے ہم سایۂ رسولِ خدا سے / زندگی ہو میری جو موت آ جائے
اور کچھ چارۂ گناہ نہیں / آپ کے در سوا پناہ نہیں
آپ سے گر نہ التجا لاؤں / پھر کدھر جاؤں اور کہاں جاؤں
یہی ہادی ہی اور یہی ہامن (جائے پناہ ۔ جائے امن) / میرے دو ہاتھ آپ کا دامن
کون پرساں ہی مجھ سے ناکس کا / کس کو طوفاں میں پاس ہی خس کا
اور خس بھی خسیس[2] ناقابل / بے ہنر ہیچ کارہ لاطائل[3]
چارۂ آبا میرے اولیں ہوں میں / داغِ پیشانیِ زمیں ہوں میں
کیا کروں اپنے قلبِ فاسد کو / کون لے گا متاعِ کاسد[4] کو
دل ہی پامعصیت کا پشتارہ / ایک پونجی ہی وہ بھی ناکارہ
گر تمہاری مہر کی نظر ہو جائے / یہ خزف[5] رو کش[6] گہر ہو جائے
تم اگر چشمِ لطف وا کر دو / مس کو چاہو تو کیمیا کر دو
حق نے بخشی ہی تم کو وہ تاثیر / خاک چھو جائے تم سے ہو اکسیر
آہنِ تیرہ وہ جلا پا جائے / آفتاب اُس کے سامنے شرمائے
تم بچا لو عذابِ آتش سے / سخت عاجز ہوں نفسِ سرکش سے

[1] مکۂ معظمہ کا مشہور کنواں جس کا پانی حاجی لوگ بطور تبرک زمزمیوں میں بھر کر لاتے ہیں ۔
[2] ذلیل حقیر ۔ [3] بے سود ۔ نکما ۔ [4] کھوٹی پونجی ۔ [5] پوتھ ۔ [6] مقابل ۔

بد بلا ہی یہ نفس[۱] امّارہ
اس نے مجھ کو ہلاک کر مارا

یا رسول[۲] الالٰہ خذ بیدی
یا لعجزی سواک مستندی

یا لمن اشکلت مصیبتہ[۳]
واحاطت بہ خطیئتہ

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
اور چپ بھی رہا نہیں جاتا

کب تلک حبّ جاہ و مال و منال
کب تلک پاے بست اہل و عیال

ہیں سدا فکر میں ہوں ان سب کے[۴]
اور یہ سب اپنے اپنے مطلب کے

دیں پہ رکھتا نہیں قدم ہوں
میں ہوں پابند رسم ہم ہم ہوں

ہوا اسی طرح گر حیات تمام
ای بدا آخرا ای بدا انجام

از براے خدا رسول جلیل
مجھ پہ طاری ہو حالت تبتیل[۴]

رخ دل ہر طرف سے موڑوں میں
رشتۂ الفت کا سب کے توڑوں میں

اپنی ہستی سے میں گزر جاؤں
یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤں[۵]

ق

تیری خدمت میں شافع امّت
عرض حاجت کی کچھ نہیں حاجت

قرب میں چاہتا ہوں حضرت کا
میں نہیں خواستگار جنّت کا

حور و غلماں مجھے نہیں درکار
آرزومنداں کے ہوں آثار

میں کہاں اور کہاں ہواے[۶] بہشت
تا نکو زیبدم بہ طلعت زشت

ہیچ بہر پاے سیاہے حور و قصور
آشنا کر دیجئے معاف قصور

تم کو سب اختیار حاصل ہے
آپ کو سہل مجھ کو مشکل ہے

---

[۱] جس دل سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں اور بدی کا محرک ہوتا ہی [۲] اے خدا کے پیغمبر میری دستگیری کر کہ میری ناتوانی و بیہودی کے سبب کوئی تیرے سوا میرا تکیہ گاہ نہیں ✣ [۳] اے وہ جس کی مصیبت کٹھن ہوا اور جس کو گناہ نے گھیر رکھا ہو ✣ [۴] یعنی اہل و عیال کے ✣
[۴] انابۃ الی اللہ یعنی ہر طرف سے دل کا ملول ہو کر ایک خدا کی لو لگی رہنا ✣
[۵] اشارہ ہی مقام موتوا قبل ان تموتوا کی طرف ✣
[۶] آرزو ✣

میں ہوں مسموم[1] آپ ہیں تریاق[2] — ق — قابلیت نہ کوئی استحقاق
ہاں مگر مجھ غریب پر پادشاہ — رحم فرماؤ خشیۃً للہ[3]
رحم کیجیے کہ آپ رحمۃ[4] ہیں — آپ پشت و پناہِ امت ہیں
گو برا ہوں برے سے بدتر ہوں — آپ کا امتی مقرر ہوں ÷
نیک بندے بھی گل نہیں ہوتے — خار ہمدوشِ گل نہیں ہوتے ہ
مجھ کو کامل وثوق ہے تم پر — تم سے حق نے کہا ہے لا تنہر[5]
رحمۃ[6] حیلہ جو کی ہیں گھاتیں — ہم سمجھتے ہیں پھیر کی باتیں
یہ بھی تھی اک طرح کی بے صبری[7] — ق — ورنہ میں ہوں عقیدۃً جبری[8]
دے[9] کے کچھ اختیار تھوڑا سا — کیا یہ اٹکا دیا ہے روڑا سا
جب[10] کہ دل ہی نہیں ہے قابو کا — لگے اس اختیار کو لو کا
عقل سے کر کے میرا سینہ کالا — کس مصیبۃ میں مجھ کو لا ڈالا
جانتے تھے کہ ہوں ظلوم وجہول[11] — پھر امانۃ[12] کا سونپنا معقول

[1] زہر خوردہ ÷ [2] زہر کا توڑ ÷ [3] برائے خدا ÷ [4] اشارہ ہے آیۃ قرآن کی طرف وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اِنّی ہم نے تم کو صرف اس غرض سے بھیجا کہ اہل جہان پر رحمۃ ہو ÷ [5] آیۃ کا ٹکڑا ہے پوری آیۃ یوں ہے واما السائل فلا تنہر یعنی سوال کرنے والے کو جھڑک مت - یعنی سائل کی دل جوئی لازم ہے نہ زجر و توبیخ ÷ [6] یعنی خدا کی رحمۃ جو بندوں کی بخشائش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے یہ اُس کی گھاتیں ہیں کہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا اور پھر آپ سے فرمایا کہ سائل کو جھڑک مت اسکے یہ معنی کہ خدا نے سب بندوں کو مغفرۃ کا امیدوار کیا ÷ [7] یعنی میں نے جو اس قدر اپنی بیقراری ظاہر کی یہ ایک بے صبری کی بات تھی کیونکہ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ انسان مجبور ہے اور ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہے ÷ [8] جبری ایک فرقہ ہے جو قائل ہے کہ انسان مجبور محض ہے - مذہب سنۃ و جماعۃ بین الجبر والقدر ہے [9] یعنی آدمی کو پورا نہیں بلکہ تھوڑا سا اختیار دے کر یہ کیا چلتی گاڑی میں روڑا سا اٹکا دیا ہے ÷ [10] یعنی جب آپ ہی اپنا اختیار نہ ہو تو ایسے اختیار کو لیکر کیا آگ لگانی ہے [11] اشارہ ہے آیۃ انا عرضنا الامانۃ کی طرف جسمیں حمل امانۃ پر انسان کو ظلوم وجہول کا خطاب عطا ہوا ہے ÷ [12] امانۃ سے مراد عقل ہے جو نیک و بد میں امتیاز کرتی ہے اور اس وجہ سے انسان مکلف ہوا ÷

پلئے گنجے نے ناخنِ حکّاک — کر لیا سر کھجا کھجا کاواک
نہ گلہ ہے نہ کچھ شکایت ہے — اپنے حالات کی حکایت ہے
میں کہاں سے کہاں کو جا نکلا — توبہ توبہ یہ منہ سے کیا نکلا
نفس کی یہ بھی اک خدیعہ ہے — ق — خارج از شیوۂ شریعت ہے
ڈھونڈنا اپنے واسطے حیلے — دوڑنا کوئی میرا منہ کیلے
وہ مثل ہے کہ ایک تو چوری — اور پھر اس کے ساتھ سرزوری
گرچہ بندہ ہے سخت بیچارہ — نہیں بے اعتراف کے چارہ
اس کے الطاف بے نہایت ہیں — ہم ہی سرکش بہ حدِ غایت ہیں
آپ کی شرع میں نے توڑی ہے — جو سزا دیجئے سو تھوڑی ہے
میری عادت ہے ناسزا کردن — شوق سے مجھ کو مار لیجے گردن
کیا کہوں یار بار کیا کہنا — مجھ کو اعمال سے نہیں لہنا
جملہ سامان یاس و غم کا ہے — صرف اک آسرا کرم کا ہے
یہ ضلالت ہے یا ہدایت ہے — بے سبب تکیہ بر عنایت ہے
ہو نہ ہو اس طرح کی ستاری — ہے تباشیرِ صبحِ غفاری
صرف اتنا ہی عرض کرتا ہوں — ق — زیادہ ابرام سے بھی ڈرتا ہوں
مخلصی بخشئے خرابی سے — کہیں کہ وہ بخشئے شتابی سے
ہم نے کی سب معاف بے ادبی — سبقت رحمتی علی غضبی

۱۰ه کاواک خالی جس میں گڑھا پڑا ہو ۱۲

۱۱ه یعنی گنجے کو ناخن دیئے اس نے کھجا کھجا کر سر میں گڑھے ڈال لیئے تو اس کا کیا قصور کیونکہ اس کی کھجلی نے کھجانے پر مجبور کیا ۱۲ه فریب ۱۳ه اقرار ۱۴ه یعنی اعمال سے فائدہ اٹھانا میری قسمت میں نہیں ۱۵ه یعنی ضلالت یا ہدایت جو چاہے سو ہو بے سبب مجھکو عنایت پر بھروسا ہے ۱۶ه مطلب یہ کہ اس طرح کی پردہ پوشی کہ بندے گناہ کرتے ہیں اور ان کا پردہ فاش نہیں ہوتا خواہی نخواہی صبح مغفرت کے طلوع کے آثار ہیں اور انجام کار مغفرت ہے ۱۷ه سپیدۂ صبح۔ اول سحر ۱۸ه لگ لپٹ کر مانگنا ۱۹ه اس کا مقولہ آخر کا شعر ہے ۲۰ه میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ یہ ایک قول مشہور ہے خدا کی وسیع الرحمتی کے بیان میں اسی کی زبان سے +

خط ۴

اسی وقت تمھارا خط مقام سکندر[۱] پور خاص میں پہنچا۔ اس میں شک نہیں کہ ابھی تمھارا دل نہیں لگتا ہوگا اور فی الواقع مدرسے کے انتظام کو کوئی شائق[۲] آدمی کبھی پسند نہیں کر سکتا لیکن میں نے تم سے بار بار کہا ہی اور پھر کہتا ہوں کہ تم مدرسے میں صرف اتنے واسطے داخل ہوئے کہ انگریزی زبان میں ترقی کرو۔ اگر تم مدرسے کی پڑھائی پر بس کروگے تو بالکل وقت ضائع جائے گا۔ تم باہر اپنا انتظام کر لو۔ اپنے سے بہتر ماسٹر ہو یا طالب العلم اُس سے مدد لو۔ برخوردار۔ منّت اور خوش آمد[۳] سے دُنیا کا کام چلتا ہی۔ اب تم کو معلوم ہوگا کہ دُنیا میں بہت تھوڑے آدمی ہیں جن کو تم اپنا دلی خیر خواہ کہ سکو۔ جو بے انتظامی دہلی کالج میں ہی وہی اور ویسی ہی دُنیا کے سب کالجوں میں ہی اور میں جانتا ہوں کہ علی گڑھ کالج بھی اس سے صاف نہیں ہوگا ✤ پڑھائی کم۔ تعطیلیں زیادہ۔ اُستاد نامہربان۔ ہم سبق شیطان[۴]۔ تم نے مجھ کو ابھی تک اطلاع نہیں دی کہ تم نے کس سے جدید اور مُفید تعارف پیدا کیا اور اپنے رات دن کے اوقات کا کیا انتظام قرار دیا۔ باہر کی تحصیل جاری کرو کہ تمھارا دل لگے۔ ایک دن کا بے کار رہنا طالب علم کے حق میں زہر ہی پھر دل کچھ ایسا اُچاٹ ہوجاتا ہی کہ مہینوں طبیعت قابو میں نہیں آتی۔ سیر بازار اور تماشائے عجائب خانہ وغیرہ کو اپنے اوپر حرام قطعی کر لو ورنہ تم کو آخر کار بہت افسوس کرنا پڑے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس خط کے پہنچنے تک تمھارا صندوق بھی پہنچ جائے گا اور جب تمھارا سب سامان درست ہوجائے گا اور باہر کے سبق مقرر کر لوگے اور وقت بٹ جائے گا تو کوئی وجہ گھبرانے کی نہ ہوگی ✤

---

[۱] ضلع اعظم گڑھ میں ایک مشہور قصبہ ہی ✤

[۲] لغۃً شائق اُس کو کہتے ہیں جس کا کسی کو شوق ہو لیکن استعمالِ فارسی و اُردو میں شوق والوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہی۔ یہاں علم کا شائق مراد ہی ✤

[۳] منّت اور خوش آمد مترادف بولے جاتے ہیں ✤ [۴] شریر ✤

میں جائز نہیں رکھتا کہ تم پرنس آف ویلز[51] کے دیکھنے کو لوگوں کے ہجوم میں گھسو ہم غریب آدمیوں کو شاہ زادوں سے کیا نسبت - اور ہمیشہ دیکھا ہے کہ لوگ دور سے دیکھ کر اکثر کسی مُصاحب کو شاہ زادہ فرض کر کے خوش ہو لیتے ہیں اور بالفرض اگر واقعی شاہزادے کو بھی دیکھا تو اس سے فائدہ ؟

میرا حال یہ ہے کہ ایک لمحہ طبیعت نہیں لگتی - لکھنے پڑھنے کو جی نہیں چاہتا - اکیلا اُداس بیٹھا رہتا ہوں اور حیرت میں ہوں کہ اس طرح کی زندگی کیوں کر اور کب تک بسر ہو گی - خدا کے لئے میرے اس حال پر رحم کرو یعنی جس غرض سے میں نے اس مصیبت کو اپنے اوپر گوارا کیا ہے اُس مطلب کو فوت مت کرو - پڑھو اور محنت کرو - اور دنیا میں نام و نمود پیدا کرو ۞

۱۱- جنوری ۱۸۷۶ء سہ شنبہ

خط ۵

تھیکر سپنک اینڈ کو[52] کی چٹھی جو میں نے تمہارے پاس بھیج دی تھی اُس کو نکال کر دیکھو اور محاورات کو یاد رکھو - مجھ کو جیسی کچھ ٹوٹی پھوٹی انگریزی آتی ہے اسی تدبیر سے آئی ہے - اخبار اور چٹھی اور کتاب میں جو مضمون دیکھتا اُس کے محاورات اور طرز ادا کو خیال کر لیتا - یہی عمدہ تدبیر زباں دانی کی ہے - زبان کا جاننا اس پر موقوف ہے کہ اہل زبان کی تحریر و تقریر کی تقلید کی جائے - یہی حال ہر زبان کا ہے کچھ انگریزی پر موقوف نہیں لیکن انگریزی کے واسطے اس قدر سہولت ہے کہ اُس کے اہلِ زبان یعنی انگریز ہم کلامی کے لئے مل سکتے ہیں بخلاف عرب و عجم کے ۞

تم مجھ کو انگریزی میں خط لکھا کرو مگر بالالتزام اُس میں کسی سے اصلاح لے کر

---

[51] شہزادۂ ولی عہد بہادر انگلستان ۞ [52] کلکتے کی تھیکر کمپنی جس کی کتابوں کی ایک عالی شان کوٹھی ہے - انگریزی - فارسی - عربی - ہندی - بنگالی - تعلیمی غیر تعلیمی سب طرح کی کتابیں رہتی ہیں ۞

بھیجا کرو - کوئی خاص بات راز کی ہو تو اُس کو البتہ عبارۃ اصلاحی سے خارج رکھو - میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ عربی عبارۃ کی شرح بھی کبھی کبھی لکھ بھیجا کرو تاکہ مجھ کو معلوم ہو کہ تم کچھ سمجھ کرتے ہو - مجھ کو امید ہی کہ تم نے منطق کے لئے انتظام مناسب کر لیا ہوگا -

بشیر - یہ بات میں تمھارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ جس مشغلے میں تم ہو یعنی طلب علم وہ ایک بہت بڑا مشکل کام ہی اور یوماً فیوماً[١] مشکل ہوتا جاتا ہی - اس مشغلے میں کامیابی حاصل کرنے کی یہی ایک تدبیر ہی کہ آدمی صبر و استقلال کے ساتھ متوکلاً علی اللہ[٢] محنت کا سلسلہ جاری رکھے - یادداشت ایک شرط ضروری ہی - ... جس سے تم گرامر پڑھا کرتے تھے فیل[٣] ہو گیا - تم کو معلوم ہی کہ وہ کیسی اچھی استعداد کا آدمی تھا اور کتنا محنتی اور جفاکش اور کس قدر شوق رکھتا تھا - جب ایسے آدمی کا یہ حال ہو تو وائے برحال اُن کے جو بے پروائی سے پڑھیں اور جو پڑھیں اُس کو بھلا دیں - میں نے سُنا ہی کہ اُس پر ناکامی کا اس قدر سخت صدمہ ہوا کہ وہ بہت بیمار ہی - اس سے ثابت ہی کہ وہ بڑا غیور[٤] ہی اور ایک مرتبہ پھر اپیئر[٥] ہوگا -

بشیر - اگر تم کو مدرسے کے آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہو صاف کہ دو - میں تمھارے واسطے سواری کا انتظام کر دوں - بشیر - قسم ہی خدا کی مجھ کو تمھاری آسایش جائز میں روپیہ خرچ کرنا ہرگز بار نہیں - تم مجھ پر جیسی سخت فرمایش چاہو کر دیکھو - ان شاء اللہ میں اُس کو فی الفور بجا لاؤں گا - اس کے عوض تم میری صرف ایک فرمایش پوری کر دو وہ یہ کہ پڑھو اور لیاقۃ پیدا کرو - خدا تم پر دین و دُنیا کی برکاتِ متکاثرات[٦] نازل کرے - میں تم کو بار بار لکھ چکا ہوں ہر زبان کی صرف و نحو بڑی ضروری اور مُفید چیز ہی اس پر زیادہ توجّہ کرو - حساب کی کتاب جو تم پڑھتے ہو اُس کی عبارۃ بھی سبقاً سبقاً پڑھنی چاہئے - تم صرف اعمال مشق کرتے ہو اور مطالبِ کتاب سے مطلق بے خبر ✤ ١٦ - فروری ١٨٦٧ء

---

١ روز بروز ✤ ٢ خدا پر بھروسا کرکے ✤ ٣ امتحان میں گر گیا - ناکام رہا ✤ ٤ غیرۃ مند ✤ ٥ مجلس امتحان میں حاضر ہوگا ✤ ٦ بہت زیادہ برکتیں ١٢

خط ۶

ہر چند انگریزی تلفظ کی تصحیح پر تم کو خود توجہ ہوگی اور اس میں شک نہیں کہ جس قدر تم نے مجھ سے پڑھا ہی وہ قابلِ اطمینان نہیں لیکن تم ہی نے مجھ سے یہ بھی کہا ہی کہ تلفظ میں چنداں اختلافات نہیں نکلتے تاہم جب تک سبق ہوتا جب تک تمھارے ماسٹر گفت وگو کریں اُن کے الفاظ کو کامل غور کے ساتھ سنتے رہو اور خوب خیال رکھو کہ کس لفظ کو کیوں کر ادا کیا +

انگریزی میں ایکسنٹ[1] بھی ایک بڑی ضروری چیز ہی جس کی طرف ابھی تک تم نے مطلق توجہ نہیں کی۔ اس کے معنی ہیں زور دینا دباو ڈالنا مثلاً لبرٹی[2] ایک لفظ ہی اس میں آر پر زور ہی اُسی کو پکار کر اور مخاطب کو سُنا کر اور زور دے کر بولنا ہوتا ہی۔ اسی طرح کُل الفاظِ مرکب میں کسی نہ کسی حرف پر ایکسنٹ ضرور ہوتا ہی +

مخارجِ حروف میں شاید چنداں دشواری نہیں۔ صرف۔ سی۔ ٹی۔ اس آر چار حرف قابلِ لحاظ ہیں۔ سی جب کاف کی آواز دیتی ہی تو اُس میں ہائے ہوز کا اشمام کرتے ہیں یعنی اس طرح بولتے ہیں کہ ہ کی بو پائی جائے۔ کنٹری[3] کو کہتے ہیں کھنٹری۔ لیکن وہ ہ محض خفیف ہوتی ہی۔ اگر صاف ہ لگائی جائے تو غلط۔ یاد رکھو کہ کے اور سی میں فقط اسی اشمام کا فرق ہی۔ کے میں ہ کا اشمام ناروا ہی۔ ٹی کا حال اشمامِ ہائے ہوز میں سی کا سا ہی۔ ٹائم[4] کو ٹھائم بولیں گے مگر وہی ہائے خفیفہ لگا کر۔ اِس یا تو کبھی کھلی ز کی طرح بولا جاتا ہی جیسے یوز[5] اور کبھی س لیکن انگریز س کو اس طرح نکالتے ہیں کہ ش کی بو پائی جاتی ہی بلکہ وہ اِس جو ز بولا جاتا ہی وہ بھی اس اشمام ش سے خالی نہیں ہوتا۔ افسوس کہ میں اس بات کو تحریر میں ادا نہیں کر سکتا لیکن میں نے

---

[1] شیخ عبدالرحیم دہری نے فرہنگی دبستان میں اسکو ضرب سے تعبیر کیا ہی + [2] جو دو سخا + [3] ملک + [4] وقت + [5] لڑکے +

انگریزوں کو سُنا ہی کہ تھم کو صاف تھ سے نہیں بولتے بلکہ تُھ سے ملا دیتے ہیں تم بطورِ خود اس پر لحاظ کرلو - آر کا عجب حال ہی - وہ شروع میں ڈبلیو کے قریب ہی - ایک مرتبہ انگریزی اخبار میں پرنس آو ویلز کی نسبتہ لکھا تھا کہ لفظ رائٹ اُن کی زبان سے وائٹ نکلتا ہی - جو آر بیچ میں یا اخیر میں ہو تو صرف ایک حرکتہ ظاہر کی جاتی ہی اور بس مثلاً فرسٹ کو انگریز فرسٹ نہیں کہتے بلکہ پورے مُنہ سے فسٹ + ہاں اشمام ہائے ہوز میں پی اور کیو کو بھی شامل کرنا چاہئے - پرنس[53] کو انگریز پھرنس کہیں گے اور کوآرل[54] کو کھوارل - ڈی کو فصیح انگریز سختی کے ساتھ ادا نہیں کرتے بلکہ اُس کو ڈ کے قریب قریب رکھتے ہیں اور شاید اس میں بھی ہائے ہوز کا اشمام کرتے ہوں اس وجہ سے دال کے قریب معلوم ہوتی ہی - ٹی ایچ ایک عجیب حرف ہی - وہ ذ اور ز کے بین بین ہی - وی میں جو صفت ہی اُس پر لحاظ رکھو - اُس کو ہونٹھ اور دانت کی مدد سے ادا کرتے ہیں - ہندوستانی ڈبلیو اور وی میں فرق نہیں کرتے - یہ فاحش غلطی ہی - اس کو خوب توجہ سے پڑھ کر سمجھنا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم چاہو تو مجھ سے بہ ذریعۂ تحریر کسی قدر فائدہ حاصل کرسکتے ہو - تمھارے خطوط جن میں علمی مطالب ہوں میں بہت خوشی سے پڑھوں گا +

آج مجھ سے پھر کوئی . . . کا تذکرہ کرتا تھا - مشن[55] سکول اعظم گڈھ سے شاید کُلہم دو لڑکے امتحان انٹرنس دینے گئے تھے - لٹریچر میں سب اچھے تھے اس واسطے کہ پادری صاحب نے اُس پر بڑا زور دیا تھا مگر سائنس یعنی علوم ریاضی ہندوستانی ماسٹروں کو سپرد تھے - اُسی میں . . . وغیرہ بُرے نکلے اور ناکام رہے - اس میں شک نہیں کہ اگرچہ انسان کی طبیعت خاص فن سے زیادہ مناسبت رکھتی ہی لیکن امتحان پاس[56] کرنے کو ضرور ہی کہ جس قدر چیزیں مشروط ہیں سب میں جواب شافی دیا جائے - بشیر - تم ابھی سے ہر چیز پر توجہ رکھو

---

[51] بعض [52] شاہانشاہ اول + [53] شہزادہ + [54] جھگڑا + [55] پادریوں کا مدرسہ + [56] امتحان میں کامل عیار نکلنا +

اگرچہ کوئی خاص چیز خلافِ طبیعۃ ہو لیکن امتحان کی ضرورۃ سے چاروناچار سب چیزوں کو دیکھنا چاہیے اس واسطے کہ جب نمبر ہر سبجکٹ[۵۱] میں ایک حدِ معین تک پہنچتا ہی تب آدمی پاس ہوتا ہی ٭ والدعا ر۔ ۱۸۔ فروری سنہ ۱۸۷۶ء

خط ۷

تلفظ کے اعتبار سے تو تمھاری انگریزی اُسی وقت صحیح و مستند ہوتی کہ تم کو چھ برس کی عمر سے مدرسے میں انگریزی شروع کرائی گئی ہوتی۔ مشہور بات ہی اور ٹھیک بھی ہی کہ بڑے ہو کر زبان موٹی پڑ جاتی ہی اور آسانی کے ساتھ مخارجِ حروف پر نہیں ٹوٹتی۔ غرض تصحیحِ تلفظِ انگریزی مُتقاضی تھی کہ تم کو شروع سے مدرسے میں داخل کیا جاتا مگر وہ وقت تھا تمھارے کیرکٹر (چال چلن) کے فارمیشن (بننے) کا یعنی تمھارے دل میں آیندہ کے چال چلن کی بُنیاد دھری جا رہی تھی اور بچوں کی زندگی میں یہی وقت زیادہ نگرانی چاہتا ہی اور یہی ضروری نہایۃ ضروری چیز ہی جس سے مدارس میں بالکل غفلۃ کی جاتی ہی۔ پس میں نے تم کو اپنے پاس رکھ کر تمھاری انگریزی کو بگڑنے دیا مگر فی زعمی[۵۲] تمھارے کیرکٹر کو سنبھالا۔ اگر مجھ کو اپنی انگریزی پر وثوق[۵۳] ہوتا تو میں تم کو تمام عمر کسی مدرسے کی صورۃ تک بھی نہ دیکھنے دیتا پر کیا کروں میں انگریزی کا کلانوت[۵۴] نہیں ہوں عطائی ہوں۔ ازبس کہ ہنوز نوعمر ہی ہی اور کیرکٹر راسخ[۵۵] نہیں میں تمھارے چال چلن کی طرف سے ہمیشہ خائف ہوں۔ اگر تم نے اُس کو بگڑنے دیا جس کے محاملِ[۵۶] اور مظان[۵۷] مدرسے میں بہ کثرۃ ہیں تو یاد رکھو انگریزی سیکھنا کیا اگر خدانہ خواستہ انگریز بھی ہو جاؤ تو دُنیا میں کام یابی نہیں ہوگی نہیں ہوگی ٭

---

[۵۱] مضمون ٭ [۵۲] اپنے پندار میں ٭ [۵۳] اعتماد ٭ [۵۴] جو لوگ علم موسیقی کو اصول کے مطابق سیکھتے ہیں کلانوت کہلاتے ہیں یعنی پکا مستند باقاعدہ راگ گانے والے اور عطائی نقال۔ سے بھگوسنی سُنائی کوئی لی اُڑالی اور الاپنے لگے [۵۵] ٹھیرا ہوا جما ہوا مستحکم ٭ [۵۶] محلِ احتمال ٭ [۵۷] محلِ ظن ٭

خط ۸

تمھارے خط نے جو بعد الاصلاح ملفوف ہی مجھ کو سخت رنج پوہنچایا۔ میں نے تم کو انگریزی کی طمع سے جدا کیا سو میں دیکھتا ہوں کہ انگریزی وعربی دونوں جانا چاہتی ہیں۔ عربی تو یقیناً جا چکی۔ رہی انگریزی سو میں پاتا ہوں کہ ایسی مکروہ غلطیاں تمھاری چھٹّی میں ہیں کہ تنزّلِ استعداد اُس سے ظاہر ہی۔ تمھاری انگریزی اب ایسی ہونی چاہیے کہ میں اس میں کوئی غلطی گرفت نہ کرسکوں اس واسطے کہ میں انگریزی داں نہیں ہوں نہ مجھ کو انگریزی کا شوق نہ خدا کے فضل سے انگریزی کی ضرورۃ لیکن جب ایسی فاش غلطیاں دیکھوں تو کیوں کر صبر کروں۔ تمھارا یہی حال رہا تو میری برسوں کی محنۃ دہلی میں ضائع کر دو گے۔ میں نے تم سے بار بار کہا کہ خطوط کی اصلاح ضرور ہی۔ کسی کو دکھالیا کرو اور جو اصلاح دے اُس کو خیال رکھو۔ تم نے ایسی خودرائی اختیار کی ہی کہ تم کو میرے کہنے کی مطلق پروا نہیں ہوتی۔ اگر یہی انگریزی ہی جو تم نے لکھی تو لعنۃ بر ایں ہیچ[ف] ۔ میں نے صرف موٹی موٹی غلطیاں گرفت کیں۔ اگر عبارۃ کی عمدگی اور محاورات پر نظر کرتا تو ایک حرف باقی نہ رہتا۔ بے شک تمھارے ایسے خطوط سے مجھ کو اندازہ ملا کرے گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ تم کو دہلی میں منطقی نہیں ملتے تو کیا اب اتنے بڑے شہر میں کوئی اتنا نہیں کہ تم کو انگریزی میں اصلاح دے دیا کرے۔ مگر تم سمجھتے ہو کہ دہلی اعظم گڑھ ہی اور تمھارا باپ وہاں کا بھی حاکم ہی۔ اگر تمھارا یہی حال ہی تو دہلی میں رہنا تمھارے حق میں زبوں ہی۔ میں اس کالج سے باز آیا۔ بلا سے انگریزی میرے یہاں عمدہ نہیں عربی تو ہی۔ خطِ اصلاحی کو حسبِ عادۃ عجلۃ سے مت پڑھو۔ بلکہ بہ غور۔ غالب ہی کہ سوالاتِ عربی کا جواب تم خوب سمجھ لوگے +

۲۰۔ فروری ۱۸۷۶ء۔ تحصیل نگرا

[ف] ایسی بیہودہ انگریزی پر خدا کی پھٹکار +

سوالاتِ عربی کا جواب

قَالَتْ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاَرْوَاحَ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ اَمَا (موصولہ ای الارواح التی) تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ - یہ حدیث کی عبارۃ ہی - یاد پڑتا ہی کہ شاید صحیح بُخاری شریف میں نظر پڑی - معنی یہ ہیں - کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ رُوحیں فوجیں ہیں جمع کی گئی یعنی عالمِ ارواح میں روحوں کے گروہ اکٹھے ہیں اُن میں سے جو متعارف یک دگر ہیں یعنی جن روحوں میں اُس عالمِ ارواح کا تعارف ہی اور ایک دوسری کی شناسا ہیں وہ اس دُنیا میں بھی ایک دوسری سے اُنس و اُلفت کرتی ہیں اور جو روحیں بیگانہ اور اجنبی اور ناشناسا ہیں وہ یہاں بھی باخود ہا اختلاف رکھتی ہیں اور ان میں برابر بگاڑ رہتا ہی - حاصلِ مطلب یہ کہ دُنیا میں جو ملاپ اور بگاڑ اور موافقۃ و مخالفۃ ہی وہ اثر و نتیجہ ہی رُوحی اُنس و نفرۃ کا ✣

مَا تُقَصِّرُ تُرِيْدُ اَنْ تَاْخُذَ مِنِّيْ مَرَّتَيْنِ - مَا تُقَصِّرُ صیغۂ واحدِ مذکرِ حاضر - مصدر تقصیر بمعنی کوتاہی کردن - مصدر مجرّد قصور - یعنی تو اس میں کمی اور کوتاہی نہیں کرتا - تیرا ارادہ یہ ہی کہ مجھ سے دو مرتبہ یعنی دوبارہ لے ✣

انیاب - جمع ناب بمعنی دندانِ نشتر یعنی کچلی - عربی میں دانتوں کے چار نام ہیں - اوپر اور تلے کے اگلے دو دانت ثَنَايَا - اس کا مفرد ثَنِيَّةٌ - ثنایا کے پہلو میں دونوں طرف اوپر تلے کے چار رَبَاعِيَات - پھر ان کے پہلو میں اَنْيَاب پھر اَضْرَاس جمع ضِرس یعنی ڈاڑھ ✣

حَقَنَ دَمًا مُّهْدُوْرًا - حقن مصدرِ مجرّد کے معنی ہیں باز داشتن خون از ریختن اور ہدر کے معنی ہیں خون ریختن پس لفظی معنی حقن دما مہدورا کے

---

[۱] ایک خط تو یہ اور دوسرا خط ۸۴ دونوں میں مولوی نذیر احمد صاحب کی تعلیم کا نمونہ موجود ہی کہ کیسی تحقیقات سے بیٹے کو پڑھاتے اور اُس کا پڑھنا چاہتے تھے - حقیقۃً میں اگر اس کاوش کے ساتھ ایک کتاب بھی پوری نکل جائے کافی ہی ✣

یہ ہیں کہ بچایا خون کو جو بیٹھا گیا تھا اور مُرادی معنی یہ ہیں کہ جاتی ہوئی جان بچائی یعنی اگر وہ نہ بچاتا تو وہ جان تلف ہو جاتی اور ضائع جاتی اور خون گرایا جا چکتا ۔

خط ۹

یہ چِٹھی تمھاری پہلی چِٹھی سے بہتر ہے۔ اس میں بھی تم نے اصلاح نہیں لی اور لکھنے کے بعد نظرِ ثانی بھی نہیں کی۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ جملوں کے یاد کرنے پر متوجہ ہوئے۔ بس زبان دانی کی یہی تدبیر ہے۔ تم صِلوں اور روابط میں اکثر غلطی کرتے ہو۔ اردو میں کہتے ہیں میں نے اُس سے کہا۔ عربی میں قُلتُ لَہٗ۔ انگریزی میں آئی ٹولڈ ہِم یا آئی سِڈ ٹو ہِم۔ دیکھو کتنے اختلافات ہیں۔ روابط پر بہت خیال رکھو کہ کس فعل کے ساتھ ٹو[۱۰] یا آو[۱۱] یا فرآم یا فار[۱۲] یا کیا صِلہ لاتے ہیں۔ یاد کرنے کو واقع میں نظم عمدہ چیز ہے لیکن یاد بھی ایسی کہ جب کسی نے کسی لفظ پر ٹو کا جھٹ سند پڑھ دی۔ روابط تھوڑے ہیں مگر ورزش[۱۳] بہت لیکن خیال رکھو گے تو رفتہ رفتہ ذہن پر چڑھ جائیں گے۔ گرامر تمھاری بہت خام ہے۔ چاہے مدرسے میں تاکید ہو یا نہ ہو اس کو درست کرو۔ ورنہ بے گرامر زبان کا آنا معلوم۔ اپنے تئیں میرے اوپر قیاس مت کرو۔ برخوردارِ من۔ میں نے اتنا بھی بے مدد[۱۴] اُستاد کیا تو بہت کیا۔ اور سو بات کی ایک بات تو حاجت ہے۔ مجھ کو اب کیا ضرورت ہے کہ اپنا سر خالی کردوں۔ لیکن اگر

---

[۱۰] تک۔ [۱۱] کا۔ [۱۲] سے۔ لیئے [۱۳] فعل [۱۴] یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ مولوی نذیر احمد نے کسی اُستاد سے انگریزی نہیں پڑھی اور ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی میں بی۔ اے تک کی ان کی نظر میں وقعت نہیں تو یہ واقعہ مولوی نذیر احمد کی کمال ذہانت کی دلیل ہے مولوی بشیر الدین احمد بیان کرتے تھے کہ دہلی کالج کے پرنسپل نے بہتیرا چاہا کہ مولوی نذیر احمد انگریزی پڑھیں مگر مولوی نذیر احمد کے والد نے اجازت نہ دی یہاں تک کہ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد جب مولوی نذیر احمد الہ آباد میں مدارس کے ڈپٹی انسپکٹر ہوئے تو عبداللہ خاں مرحوم امینِ عدالت کے مکان پر ٹھیرے ۔ وہ بڑے جید انگریزی داں تھے انھوں نے[۱۵]

آج کوئی مجھ کو یقین کرا دے کہ بی۔ اے کا درجہ حاصل کرنے سے میری تنخواہ چھ سو ہو جاے گی تو خیر اب بھی امتحان دینے کو موجود ہو جاؤں +

دہلی میں تمھارے لکھنے کا سامان درست نہیں۔ ہندوستانی روشنائی سے انگریزی کو گھسیٹتے ہو۔ خط بگڑتا ہی۔ خوش خطی بھی عجب ہنر ہی خواہ مخواہ اچھا خط دل کو بھلا لگتا ہی۔ اگر کالج میں خط کو درست نہ کرو تو خیر بگڑنے دینا بھی عقل کی بات نہیں۔ چند سے بنا کر ہاتھ روک کر لکھو پھر تو گھسیٹ بھی اچھی ہو گی +

بشیر۔ افسوس اگر تم نے عربی نہ پڑھی۔ عجیب چیز ہی۔ نرے[سلہ] انگریزی داں جہاں دیکھے بے تمیز اور مبہوت۔ نہ اپنی کہہ سکیں اور نہ دوسرے کی سمجھیں +

ص مولوی نذیر احمد سے عربی شروع کی اور اس کے معاوضے میں مولوی صاحب کو انگریزی کی ترغیب دی۔ مولوی صاحب اکثر دورے میں رہتے جب صدر مقام الہ آباد کو آتے تو خالصاحب سے تصحیح الفاظ کر لیتے اور رومن ڈکشنری کی مدد سے خود بے مدد استنباط مطالب کر لیا کرتے دو برس میں انگریزی اخبار سمجھنے لگے +

سلہ مولوی نذیر احمد صاحب بیٹے کا نرا انگریزی داں ہونا پسند نہیں کرتے ان کی یہ راے ہی کہ نرے انگریزی داں بے تمیز اور مبہوت ہوتے ہیں اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو فی الواقع ہندوستانی نرا انگریزی داں ہندوستانی سوسائٹی میں بے تمیز اور مبہوت دونوں ہوتا ہی کیونکہ اُس نے نہ تو اپنی سوسائٹی کا ادب قاعدہ سیکھا اور نہ اپنی سوسائٹی کے قاعدے کی اُس کے نزدیک کچھ قدر و وقعت ہی وہ اپنی سوسائٹی کی ہر چیز کو حقارۃ کی آنکھ سے دیکھتا ہی حتیٰ کہ اپنی مادری زبان کی تکمیل اور تہذیب کی طرف بھی اُس نے مطلق توجہ نہیں کی اس کو اپنی زبان میں استدلال و مناظرہ کی قدرۃ نہیں وہ ایک خیال کو بھی اپنی خالص بولی میں ادا نہیں کر سکتا وہ اپنی زبان کو اس طرح اٹک اٹک کر اور رُک رُک کر بولتا ہی جیسطرح مکتب کا سٹی بھولا ہوا لڑکا سبق سناتا ہی۔ زور اور فصاحۃ کا کیا مذکور ہی اُس کی گفتگو میں نہ روانی ہی نہ سلاستہ نہ برجستگی نہ شگفتگی اُس کے سر میں شاید معلومات مفید کے جواہر بھرے ہیں مگر اس کے مونہ پر مہر لگی ہی کہ وہی ایک رستہ ان موتیوں کے باہر نکالنے کا ہی۔ کیا مشکل ہی کہ انگریزی نہ پڑھیں تو ٹکڑوں کو محتاج پڑے پھریں اپنے علوم نہ سیکھیں تو بے تمیز مبہوت سمجھے جائیں اور دونوں کا حوصلہ کریں تو اتنا وقت نہیں ــہ ذکر خدا و عشق بتاں یاد رفتگاں۔ دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے + غرض انگریزی عملداری میں ہندوستانی بھلے آدمیوں کی مٹی ہی پلید ہی۔ اونٹ کی کھیلی کہ ایک کروٹ بیٹھ بھی چلے +

میں تم کو انگریزی کی اصلاح کے لئے اس لئے تاکید کرتا ہوں کہ تمھاری استعداد کو جلد ترقی ہوگی اور خط لکھنے کے بہانے ایک بڑا کام نکل جاے گا۔ تم مجھے خط لکھنے کا ایک معمول باندھو۔ ہفتے میں دو خط۔ ایک انگریزی مگر اصلاحی بعد خوش خط نظرِ ثانی کیا ہوا۔ اور دوسرا عربی ÷

بشیر۔ تمھاری کیا راے ہی۔ تم کو کالج میں زیادہ فائدہ ہوتا ہی یا یہاں میرے پاس زیادہ تھا ÷

خط ۱۰

یہ چٹھی بھی اچھی ہی مگر میں نے پھر بھی اصلاح دی۔ مسٹر لو میرے ایک بڑے مہربانِ حال تھے اور اوائل میں میری چٹھیوں میں اصلاح دیا کرتے تھے اب تک اُن کی بعض اصلاحی چٹھیاں میرے پاس ہیں۔ لو صاحب بورڈ کے سکرٹری اور میور صاحب کے داماد تھے۔ اُن کی نصیحت تھی کہ چھوٹے چھوٹے جملے لکھا کرو جن میں کوئی لفظ فضول نہ ہو اور جو لفظ ہو مانوس اور کثیر الاستعمال دیکھو تمھاری چٹھی میں جو لفظ میں نے قلم زد کئے فضول ہیں کہ بے اُن کے بھی کام چل سکتا ہی۔ اصلاح کے لئے . . . کے پاس چٹھی کا بھیج دینا کیا معنی؟ اصلاح رو در رو ہونی چاہیئے کہ جو لفظ بنایا جائے اُس کی وجہ زبانی پوچھ لو۔ بوسہ بہ پیام۵۱۔ اصلاح چٹھی کے لئے تم اپنا کوئی ماسٹر کیوں نہیں تجویز کرتے؟ مجھ کو . . . کی انگریزی میں تامل ہی۔ شاید میری راے بر سرِ غلط ہو۔ خاک از تودۂ کلاں بردار۵۲ ÷

بشیر۔ بہت کچھ اپنے واسطے پڑھو لیکن خدا کے لئے عربی میری خاطر سے

۵۱ فارسی کا یہ ایک محاورہ ہی یعنی جس طرح بوسہ بہ پیام امکان وقوع نہیں رکھتا اسی طرح اصلاح بدون مواجہہ و مشافہہ نہیں دی جا سکتی غرض یہ ہی کہ اصلاح غائبانہ مبتدی کے حق میں مفید نہیں ÷ ۵۲ مٹی اُٹھاؤ تو بڑے ڈھیر سے مراد یہ ہی کہ علم حاصل کرو تو اُستاد کامل سے ÷

اگر تم کو زیادہ فرصت نہ ہو تو اتنا تو کرو کہ مناسبت عربی باقی رہے - تھوڑا تھوڑا ابھی کرتے رہو گے تو چند روز میں ایک ذخیرہ ہو جائے گا - ورق اور صفحہ نہیں تو دو سطر ایک سطر - دن اور گھنٹا[۱] نہیں تو منٹ یا سکنڈ - مفتاح الادب[۵۲] کو خوب سمجھ کر ابھی سے یاد کر چلو ورنہ وہ تمہارے بس میں آنے والی نہیں +

خط ۱۱

میاں سبحان[۵۳] بخش

وعلیکم السلام - الحمد للہ[۵۴] علی العافیہ - مجھ کو امید ہے کہ تم خوشدلی کے ساتھ رہو گے اور اگر تمہاری مدد سے میاں بشیر علم حاصل کریں تو یہ ایک ایسا احسان مجھ پر کرو گے جس کی تلافی سوائے شکر گزاری میرے پاس کچھ نہیں - علم شئ بہ از جہل شئ[۵۵] - اگر بہلا بہلا کر بشیر کو فارسی پڑھاؤ تو وہ بھی خالی از منفعت نہیں - بشیر کے عادات و اخلاق کی زیادہ نگرانی رکھو کیوں کہ دُنیا اور دین دونوں کی درستی عادات کی درستی پر موقوف ہے + والسلام

---

[۱] گھنٹے کا ساٹھواں حصہ منٹ اور منٹ کا ساٹھواں حصہ سکنڈ + [۵۲] عربی قواعد صرف و نحو کی ایک کتاب مدارس کے مصرف کی + [۵۳] مولوی نذیر احمد صاحب جب بلھور ضلع کانپور میں تحصیلدار تھے تو اس شخص کو بشیر الدین احمد کے کھلانے کے لئے نوکر رکھ لیا تھا جبکہ وہ شیر خوار تھے اور یہ شخص بھی سات آٹھ برس کا ہوگا پھر یہ شخص برابر بشیر الدین احمد کی رفاقت میں رہا - سعدی نے کیا اچھا کہا ہے سہ سگ اصحاف کہف روزے چند - پئے نیکاں گرفت مردم شد + یہ شخص پڑھ لکھ کر مولوی ہوا اور اب وعظ گوئی سے اپنی معاش پیدا کرتا ہے - اسی کے ساتھ کا ایک لڑکا جو اُردو میں رکھا گیا وہ حیدر آباد کے علاقے میں تیس چالیس کا منشی ہے اس سے ظاہر ہے کہ مولوی نذیر احمد صاحب کے یہاں نوکروں سے صرف خدمت ہی نہیں لی جاتی بلکہ ان کی تعلیم اور اصلاح حالت پر بھی نظر رہتی ہے ان کا یہ نمونہ واجب التقلید ہے [۵۴] عافیت پر خدا کی ستایش ہے [۵۵] چیز کے نہ جاننے سے اُسکا جاننا بہتر ہے مگر جہاں فارسی کا نام آتا ہے مولوی نذیر احمد اُسکو حقارت ہی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور سچ ہے دنیا کے اعتبار سے انگریزی کے مقابلے میں اور دین کے لحاظ سے عربی کے آگے فارسی ہے بھی بے قدر +

[۵۵] (margin) مشہور مصرع ہے

خط ۱۲

بیوی[1] صاحب کو سلام کے بعد معلوم ہو۔ اس خط میں ایک پرچہ . . . صاحب کے خط کا ملفوف ہی۔ جس قدر متعلق مطلب نہ تھا اُس کو میں نے سُرخی سے قلم زد کر دیا ہی۔ خط عبارۃً فارسی میں ہی لیکن وہ فارسی ایسی ہی کہ تم اُس کو بہ آسانی سمجھو گی۔ . . . صاحب اور بیگم صاحب دونوں کو اب تک منظور ہی۔ تم نے بات[2] کو کھٹائی میں ڈال رکھا ہی۔ اگر تم کو دلّی میں اچھّی جگہ ملتی ہی دیر کیوں کر رہی ہو ورنہ باہر تو . . . کی بات صاحب مجھ کو بہت پسند ہی۔ اب تم سے کوئی امر مخفی نہیں۔ صورۃ۔ ہنر۔ عادۃ وغیرہ جتنے امور قابلِ لحاظ ہیں سب تم کو معلوم ہیں۔ پس صلاح و مشورہ کر کے رائے کو پک سو کر چکو۔ مگر یہ بھی سمجھ لو کہ یوں تو رہنا جانا بہ اختیارِ خُدا ہی لیکن بہ نظرِ ظاہر کوئی امید اس ضلع میں میرے رہنے کی نہیں معلوم ہوتی۔ بہت رہا تو گرمی بھر ❖

آخر صاحب زادۂ بلند اقبال نے عربی کو بالائے طاق رکھ دیا۔ میری دو برس کی محنت پر پانی پھرنا چاہتا ہی۔ کیا اگر آدھ گھنٹا یا پاؤ گھنٹا ہر روز یا ہفتے میں دو بار یا تعطیل کے دن بشیر عربی پر صرف کرے تو کچھ مشکل ہی۔ مگر نہ کرنا منظور ہو تو سو حیلے اور ہزار بہانے۔ میں بھی کالج میں پڑھتا تھا اور یہ سب آفتیں تھیں مگر باہر کا سبق ناغہ نہ ہونے دیا۔ بہ ہر کیف ایسا انتظام کرو کہ میاں بشیر پڑھنے میں کوتاہی نہ کرنے پائیں ❖ یکم مارچ ۱۸۷۶ء

خط ۱۳

بشیر۔ میں تمھارا عربی خط دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ شاباش۔ شاباش۔ اس تحقیق سے اگر پچاس سبق ہو جائیں تو کیا کہنا ہی۔ بس اِکسیر سمجھو۔

---

[1] والدۂ بشیر الدین احمد کو نوکر چاکر اندر باہر بیوی صاحب بیوی صاحب کہا کرتے تھے ہوتے ہوتے بیوی صاحب ان کا علَم ہو گیا۔ اب خاندان کے چھوٹے بڑے سب ان کا یہی نام لیتے ہیں [2] مولوی بشیر الدین احمد کی منگنی کی بات چیت مراد ہی ❖

میں نے دو گھنٹے کی محنت میں تمھارے خط کو درست کیا۔ مہربانی کرکے اُس کا کوئی نقطہ چھوڑ مت دینا۔ جس لفظ کی تم سند نہ پاؤ یا تسکین نہ ہو اس کو مولوی ... یا ... صاحب سے حل کر لو۔ بات بات میں حجّت مگر معقول شرطِ طالب العلمی ہے۔ یہی تحقیق ہر زبان اور ہر فن میں پیشِ نظر رہے تو بشیر اس طرح پر ایک یا دو برس کا پڑھنا کافی ہے + بشیر۔ صاف لکھو کہ تم اپنی جماعت میں اوّل نمبر کے لڑکے گنے جاتے ہو یا کسی مضمون میں کوئی لڑکا تم سے بھی اوّل ہے تو محنت کرکے اُس کے برابر ہو جاؤ۔ کھیلتے کھیلتے سبحان بخش سے ذرا سی فارسی بھی کبھی[۱] دیکھ لیا کرو۔ آخر ایک چیز ہے + ۳۔ مارچ ۱۸۷۶ء

خط ۱۴

ایک ہفتے سے تمھارا خط بند ہے۔ جو شخص تمھاری طرح ایسے مکان میں رہتا ہو کہ وہاں سارے سارے دن کان پڑی آواز نہ سُن پڑے اُس کو اس بات کا یقین کرانا سخت مشکل ہے کہ دُنیا میں لوگ خط کے منتظر بھی رہا کرتے ہیں +

بشیر۔ گو تم کو اُس قدر تحصیلِ علم کا شوق نہ ہو جس قدر بہ اقتضائے حالاتِ زمانہ ہونا چاہیے یا جس قدر میں چاہتا ہوں کہ ہوتا ہم میں کیا جو تم کو جانتا ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم سمجھ دار ہو۔ اور اسی سمجھ کے بھروسے پر میں تم کو یہ خط لکھتا ہوں۔ شرم و حیا شرطِ ادب و جوہرِ شرافت ہے لیکن شرم تین قسم کی ہے۔ شرعی۔ عقلی۔ عُرفی۔ شادی بیاہ کے بارے میں جو شرم لوگ کیا کرتے ہیں وہ نہ شرعی ہے نہ عقلی بلکہ محض عُرف یعنی راہ و رسم دُنیا کی پابندی ہے تم کپڑا اور کتاب اور کھانا یہاں تک کہ ٹوپی اور جوتی یعنی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں میں ہمیشہ اپنی ذاتی رائے کامل آزادی اور بے باکی کے ساتھ ظاہر کیا کرتے ہو پس کوئی وجہ نہیں کہ ایسے امرِ اہم کی نسبت جس پر تمھارے دین و دُنیا کا بناؤ بگاڑ منحصر ہے تم سے رائے نہ طلب کی جائے۔ تم شاید یہ

۱۔ فارسی کی طرف سے کیا بے رغبتی اور بے پروائی ہے +

حیلہ کروگے کہ یہ معاملہ مُشکل ہی اور مجھ میں ایسے اُمورِ عظیمہ کی نسبتہ راے دینے کی قابلیتہ نہیں - سچ ہی - راے طلب کرنے سے یہ مطلب نہیں ہی کہ خواہ مخواہ تمھاری راے پر عمل بھی کیا جاے بلکہ صرف اتنی غرض ہی کہ تمھاری طبیعتہ کا رُجحان اور میلان دریافت ہو - میں تمھارے بیاہ کی نسبتہ مُستعجل ہوں ؀

. . . کے یہاں جو تذکرہ ہوا تھا تم کو معلوم ہی اُن کو بھی انکار نہیں اور جب اصلِ سُخن میں اتفاق ہی تو چھوٹے اختلافات مہر وغیرہ کے رفع ہو جائینگے دہلی میں جہاں اس کی گفت و شنود ہو وہاں کے حالات تم کو بہ آسانی معلوم ہو سکتے ہیں - پس تم اپنی راے بھی ظاہر کرو کہ تم کو کیا منظور ہی اور کس جگہ تعلق پیدا کرنا پسند ہی - برخوردار - یہ شرم کی بات نہیں ہی - انسان کی خلقتہ اسی طرح کی ہی کہ مرد اور عورة میں مُخالطتہ ہو اور اُن کی نسل چلے - تم خیال کرو کہ اگر بے شرمی کی بات ہوتی تو میں کیوں پُوچھتا - میرا بہ اصرار پوچھنا اس کی دلیل ہی کہ تم کو اپنی راے ظاہر کرنے میں مضایقہ نہیں کرنا چاہئے - اگر تم کو لوگوں کا خیال ہی تو اپنی راے کو اعلان کے ساتھ مت ظاہر کرو - اپنی ماں کے کان میں کہہ دو یا اپنی بہنوں سے بیان کرو یا مجھ کو لکھ بھیجو یا لکھوا بھیجو -

. . . صاحب کے خطوط برابر چلے آتے ہیں - ایک پرچہ جس میں اُن کا معمولی لفظ ماہی بے آب ہی تمھارے پڑھنے کو بھیجتا ہوں - اس پرچے سے بھی اُن کی گرویدگی ظاہر ہوگی - بیٹی والا اس سے زیادہ کیا کرے گا - تم لوگوں نے بے چارے کو دُبدھے میں ڈال رکھا ہی - بات کو یک سو کر چکو - بُعد و دُوری پر جو کچھ اعتراض کرو - تم کو دہلی میں ایسا گھر نہیں ملے گا اور اس منتہ وزاری کے ساتھ اور اگر ملے تو چشمِ[1] ما روشن و دلِ ما شاد ؀

. . . صاحب مجھ کو ہر خط میں ملامتہ لکھتے ہیں کہ تو نے میاں بشیر کو ناحق چھوڑا - تجھ سے بہتر اُن کو ڈھونڈھنے والا نہیں ملے گا - میں سمجھتا

[1] آنکھ ہماری روشن اور دل ہمارا خوش یعنی از ہیں چہ بہتر ؀

اُن کو سمجھاتا ہوں کہ انگریزی میں میاں بشیر بڑا فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ سو بشیر مجھ کو شرمندہ مت کرنا۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ کے لئے ۔ ۔ ۔ صاحب نے بڑی سرگرمی کے ساتھ اہتمام کیا ہی۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ دونوں کو نوکر رکھ لیا ہی۔ حق یہ ہی کہ بے چارہ بڑی ہمّت کرتا ہی اور اِس وقت تک تعلیم بھی عُمدہ ہو رہی ہی۔ سچ کہا ہی۔ بدّیا کرنے کی یعنی علم اُس کا جو محنت کرے۔ انگریزی بولنے کا کیا حال ہی۔ تم کو خود بھی تو حال و سابق میں تفرقہ محسوس ہوتا ہوگا۔ ۔ ۔ تھرڈ کلاس[51] میں ہی۔ ۔ ۔ مشن سکول میں پڑھتا ہی۔ غرض ہر طرف اور ہر جگہ لوگ کچھ کر رہے ہیں ع فکرِ ہر کس بہ قدرِ ہمّتِ اوست۔ اس ضلع سے علی گڑھ میں بھی بہت سے لڑکے گئے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ علی گڑھ کی کیا تخصیص ہی شوق ہو تو دیہاتی مکتب آکسفرڈ[52] اور کیمبرج کی یونیورسٹی[53] کا حکم رکھتے ہیں +

۸ - مارچ ۱۸۷۶ء

خط ۱۵

خط فارسی تمھارا پہونچا۔ میں تم کو خود چند بار فارسی کی طرف متوجّہ کر چکا ہوں۔ اس میں کیا شک ہی کہ اردو سے فارسی بہ تدریج بہتر ہی۔ اتنی بات سمجھ لو کہ انگریزی۔ عربی۔ فارسی یہ سب دوسرے ملکوں کی زبانیں ہیں۔ ہم کو من حیث[54] المعاشرۃ اپنی اردو کے علاوہ کوئی دوسری زبان درکار نہیں۔ لیکن اردو ابھی حالتِ طفلی میں ہی یعنی کُلّھا ڈھائی تین سو برس اس کو پیدا ہوئے گزرے ہوں گے۔ میر تقی اور سودا کے اشعار میں بھی بہت سے الفاظ عجیب پائے جاتے ہیں جو اب متروک و مہجور[55] ہیں جیسے جاگہ بجائے جگہ۔ ستی بجائے سے۔ آئیاں بجائے آئیں وغیرہ۔ شروع میں بھاکا کے الفاظ اردو میں اس کثرۃ سے تھے کہ ابتدائی اردو کا ایک جُملہ بھی سمجھ میں

---

[51] تیسری جماعت [52] آکسفرڈ اور کیمبرج انگلستان کے دو بڑے دار العلوم ہیں [53] دار العلوم

[54] بہ لحاظ معاشرۃ + [55] متروک و مہجور مترادف ہیں +

نہیں آتا۔ سب سے پہلا اردو یعنی ریختہ گو ولی تھا۔ اُنکے اشعار سنو تو ہنستے ہنستے لوٹ جاؤ لیکن یوماً فیوماً اردو کی تہذیب ہوتی گئی یہاں تک کہ میر تقی نے ایسا ریختہ کہا کہ فارسی کو مات کیا۔ سودا اُن کا ہم عصر تھا۔ زاں بعد ناسخ و آتش کا زمانہ ہوا تو ان کی بولی اَور بھی صاف ہے۔ اب آخر میں شیخ ابراہیم ذوق۔ حکیم مومن۔ میرزا غالب اور دبیر و انیس لکھنوی نے تو اردو کو خوب ہی رونق دی۔ انگریز کبھی کبھی کچھ توجہ کرتے ہیں کہ اردو کو رونق ہو مگر یہ سیکڑوں برس کے کام ہیں۔ غرض اردو میں افسوس ہے کہ علم نہیں اور بولی ٹھولی کا بھی وہ لطف نہیں جو عربی فارسی میں ہے ✤ بشیر۔ عربی کا جب تم کو مزہ ملے گا تو یقین باور کرو آدمی پر وجد کی کیفیت طاری ہو ہو جاتی ہے۔ مفتی صدر الدین خان مرحوم کو میں نے دیکھا کہ با این وقار مجمع امتحان میں انگریزوں کے روبرو گانے لگتے تھے۔ علم اور لطفِ زبان کی جُستجو میں ہم دوسری زبانوں کے حاجتمند ہیں اور یہی وجہ ہے کہ نری اُردو سے کام نہیں چلتا اور چاروناچار دوسری زبان سیکھنی پڑتی ہے۔ اب دوسری زبان کونسی اختیار کی جاوے جسکے ذریعے سے علم حاصل ہو اور بولی کا مزہ ملے۔ سو برخوردار وہ زبان انگریزی ہے۔ کلامُ الملِکِ مَلِکُ الکلام[1]۔ انگریزوں کی جُستجو و جو انگریزوں کی تلاش و محنت اس درجے کی ہے کہ کسی قوم نے اس صفت میں ان کی ہمسری نہیں کی۔ اب انگریزی کا یہ حال ہے کہ گنجینۂ علوم ہے۔ یونانی اور عربی اور عبرانی اور سنسکرت اور لیٹن[2] وغیرہ میں جو خزانے تھے انگریزوں نے سب اپنی زبان میں جمع کر لئے۔ اب یہ عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ اصلی زبان میں اُن علوم کا پتا نہیں مثلاً جبر و مقابلہ فی الاصل عربی میں تھا۔ اُس کا نام الجبر[3] اس کا گواہ ہے۔ انگریزوں میں کوڑیوں[4] جبر و مقابلے ہیں

---

[1] بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے [2] زبانِ لاطینی [3] ناموں پر الف لام کا داخل ہونا اس کی شناخت ہے کہ یہ لفظ عربی الاصل ہے ✤ [4] جس طرح ۱۲ کی درجن اسی طرح ۲۰ کی کوڑی ✤

عربی میں مجھ کو تو آج تک کوئی رسالہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور غالب ہی کہ مصر و روم میں بھی ہوں گے تو اب انگریزی کتابوں کے ترجمے ہوں گے اصلی کتابیں معدوم اور مفقود۔ اس سے قطعِ نظر۔ انگریزی زبانِ حکّامِ وقت ہی اگر اس میں علوم نہ بھی ہوتے تو اس کا زبانِ حکّامِ وقت ہونا کافی تھا۔ کیوں کہ اس صورۃ میں وہ ذریعۂ رسائی ہی۔ غرض جس جس پہلو سے دیکھا جاتا ہی سب سے مقدم انگریزی۔ اس کے بعد عربی اس لئے کہ وہ کامِل ہی۔ فصاحۃ اور بلاغۃ اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہی اور سب سے بڑی بات تو یہ ہی کہ عربی شعارِ اسلام ہی میرے نزدیک جو مسلمان عربی نہیں[1]

---

[1] سچ تو ہی قرآن عربی حدیث عربی نماز عربی اور آخر کاران شاء اللہ جنّت میں بھی عربی ہی بولنی ہوگی تو جو عربی نہیں جانتا وہ مسلمان کاہے کا۔ اس میں ذرا سا بھی شک نہیں کہ بے عربی جانے آدمی قرآن سے پورا پورا فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ اہلِ اسلام کا اس پر اجماع ہی کہ نظمِ قرآن معجز ہی اس معجزے کی تصدیق بدون عربی کے کیوں کر ہوسکتی ہی۔ عربی بے شبہہ دوسرے ملک کی زبان ہی اور اس کا سیکھنا بھی اشکال سے خالی نہیں مگر فی الواقع وہ اتنی مشکل نہیں جس قدر لوگوں کی بے تدبیریوں نے اس کو مشکل بنا رکھا ہی اوسط درجے کے ذہن کا آدمی اوسط درجے کی محنت کرے تو دو برس میں اچھی خاصی طرح عربی عبارۃ کے پڑھ لینے پر قادر ہو جا سکتا ہی بشرطیکہ صرف و نحو کے سیدھے سیدھے مسئلے سیکھنا چاہے اور مولویوں کی منطقانہ کٹھ حجتی سے قطعِ نظر کرے۔ مولوی نذیر احمد صاحب کے خطوط میں اس کا ثبوت موجود ہی کہ انہوں نے بیٹے کو اردو زبان میں عربی کی صرف و نحو پڑھائی اور دو برس میں مولوی بشیر الدین احمد عبارۃ عربی کے پڑھ لینے پر قادر ہوگئے اور قرآن کے معنی سمجھنے لگے لیکن یہ ایک سخت مصیبۃ ہی کہ لوگ پرانی طرزِ تعلیم کو بدلنا نہیں چاہتے نتیجہ یہ ہی کہ صرف و نحو کی اشکالات دیکھ کر لوگ عربی سیکھنے کا حوصلہ نہیں کرتے اور زبان عربی ہی کہ خود مسلمانوں میں سے مٹتی چلی جاتی ہی اگر چندے یہی حال رہا تو عن قریب وہ وقت آجائے گا کہ لوگ الحمد کی جگہ الہمد اور الحمد پڑھنے لگیں گے اور اس پر لڑیں گے۔ عربی کو ہندو یا عیسائی یا پارسی تو سنبھالنے سے رہے ہندوستان کی ملکی زبان یہ نہیں۔ دنیا کا کوئی کام اس پر بند نہیں ہندوستان میں عربی کے سنبھلنے کی صرف ایک ہی صورۃ ہی کہ مسلمان بتقاضائے مذہب اس کی حمایۃ اور رعایۃ کریں[2]

جانتا وہ نام کا مسلمان ہی۔ سب کے بعد فارسی وہ بھی اس وجہ سے کہ ہماری اردو میں فارسی کی ترکیبیں بہت ہیں اور فارسی کے بدون تکمیلِ اردو ممکن نہیں۔ حاصلِ کلام فارسی کو اتنا دیکھو کہ اصلِ مطلب فوت نہ ہو۔ یہ کون کہے کہ فارسی کچھ نہیں۔ علم شی بہ از جہل شی۔ اگر کسی کو موقع ملے تو اُس کو سنسکرت اور ترکی اور پشتو اور چینی زبانوں کا سیکھنا تضییع وقت سے بہتر ہی۔ تم تکمیلِ انگریزی پر اپنی تمام ہمت صرف کرو۔ فارسی کو لہو و لعب کے عوض رکھو۔ لیکن فارسی میں ہزاروں الفاظ عربی کے ہیں اُن کو نظر انداز مت کرو۔ تحقیق عجیب چیز ہی۔ جو کرو تحقیق کے ساتھ کرو ✤

اصلاح کے متعلق یہ بات ہی کہ مبتدی مثل اُس لڑکے کے ہی جو چلنا سیکھتا ہی اور اصلاح دہندہ اُس کو چلنا سکھاتا ہی۔ ہم لوگ بچوں کو اُنگلی پکڑا دیتے ہیں لیکن چلنے کا سارا بوجھ لڑکے پر ڈالتے ہیں۔ مگر فرض کرو کہ بجائے اُنگلی پکڑا دینے کے ہم لڑکے کو بٹھا دیں اور خود دوڑے دوڑے پھریں تو اس سے لڑکے کو کیا فائدہ ہوگا۔ اصلاح دہندہ اگر خود ساری عبارۃ لکھ دے تو اس سے مبتدی کو کچھ نفع نہیں۔ بڑی اصلاح شوق ہی۔ جی کو لگی ہوتی ہی تو آدمی وہ نکالتا ہی جو اُستاد کو نہ سوجھے ✤

... کہاں ہیں اور چوری الہ آباد میں ہوئی یا پھولپور میں۔ میں نے اس غرض سے پوچھا کہ شاید میں کچھ مدد کر سکوں۔ اگرچہ اصلی

اچھا مسلمان اتنی بات خود سوچ سکتے ہیں ان کی موجودہ بے توجہی پر عربی ٹھیر بھی سکتی ہی یا نہیں ہمارے سمجھنے میں تو عربی گئی اور ایسی گئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ مسلمانان در گورِ مسلمانی در کتاب انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اول تو ہمارے نزدیک عربی کچھ ایسی مشکل نہیں اور فرض کیا کہ مشکل ہو بھی تو اے بندگانِ خدا دنیا کے لئے کیسی کیسی زحمتیں اُٹھاتے ہو انگریزی پڑھتے ہو قانون یاد کرتے ہو اور ہزاروں طرح کے ناچ ناچتے ہو۔ بارے عربی کو دین کے لئے خدا رسول کے لئے اپنی عاقبت کے لئے سنبھالے رہو عربی گئی (اور اب اسکے جانے میں کسر ہی کیا رہ گئی ہی) تو سمجھو کہ دین گیا ایمان گیا اور دین و ایمان کے ساتھ دنیاوی فخر و امتیاز بھی گیا کس منہ سے کہو گے ہمارا قرآن ہماری کلاسکل لینگویج ہماری فصاحت ہماری بلاغت ہمارا ادب۔ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون ۱۲

بدر خدا کی چاہئے لیکن قرابۃ مندی اسی دن کے لئے ہوتی ہی۔ سالی اور بہن لفظ دو ہیں اور معنی واحد۔ . . . کے مجھ پر بھی حقوق ہیں اور مجھ کو اُن کی مصیبۃ سے رنج ہوتا ہی ؛

یہ تو طے ہوگیا کہ بندوبست میں وال صاحب ہیں اور مجھ کو ضلع ملے علی گڑھ کا نام سُن کر بورڈ نے کہا کہ نذیر احمد بڑا ہی خوش نصیب ہی۔ اُس کو بے تمیز ترقی ملی اب کیا ضرور ہی کہ ضلع بھی اُس کو اُسی کی تعیین سے ملے۔ غرض جواب صاف۔ ع یہ راحۃ ملی ایسی محنۃ کے بعد۔ میں علی گڑھ کو لے کر کیا بھاڑ میں ڈالتا۔ یہ خدا صرف تمھارے لئے کہ تم کسی طرح پڑھو۔ بشیر۔ اگر تم چار پانچ برس لگ لپٹ کر محنۃ کر ڈالو تو کچھ بات نہیں۔ پھر ان شاء اللہ ساری عمر اس محنۃ کا فائدہ اُٹھایا کرو گے۔ میں نے جس بے سروسامانی سے پڑھا تمھاری ماں اُس کی گواہ ہیں۔ اُنھی سے پوچھو کہ مجھ کو اطمینان سے سونا حرام تھا۔ یہ محنۃ ایک حیلہ ہوگئی اور خدا نے مجھ کو افلاس اور بے توقیری کے عذاب سے نجاۃ دی۔ تم بھی تو کبھی اپنی حالۃ کو میری اُس حالۃ سے مقابلہ کیا کرو۔ اب جو میں سُست اور کاہل ہوگیا ہوں تو اس وجہ سے کہ کوئی اختیاری تدبیر باقی نہیں ورنہ اس پیری میں بھی میری کتاب بینی جوان ہی۔ بار بار امتحانِ وکالۃ کو جی للچاتا ہی لیکن بیس برس کی خدمت اور تعزز پر نظر کر کے ہمۃ قصور کرتی ہی۔ اب جو مجھ سے رہ گیا ہی تم کرو۔ ع - اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند ؛ انگریزی کا انتظام ابھی خاطر خواہ تم نے نہیں کیا۔ گرامر کے قواعد مستحفظ ہوں اور جو پڑھو سو از بر۔ اصلاح دینے والا کوئی آدمی با استعداد ہو اور ہر وقت ایک دُھن لگی رہے۔ تب جانو کہ انگریزی آئی اور انگریزی کی کیا تخصیص ہی۔ ہر علم کا یہی حال ہی ؛

لفظ اُس اور اِس کی بابۃ میں تم کو لکھنے والا تھا۔ حرکات بالحروف اردو میں نہیں تو اُوس بالواو کیوں ہو اور اوس ہو تو اِس کی جگہ ایس کیوں نہ ہو

اسی طرح اُٹھانا وغیرہ لیکن ایک غلط دستور واؤ لکھنے کا رواج پا گیا ہی۔ تم چاہو دستورِ غلط کی تقلید کرو یا پابندِ صحّت ہو کر ترکِ واؤ کا التزام رکھو۔

۲۱۔ مارچ سنہ ۱۸۷۶ء

خط ۱۶

تمھارے[ا] خط کو جس میں تم نے ... صاحب کے خاندان کی نسبۃً اپنی پسندیدگی ظاہر کی ہی میں نے بہت خوشی سے پڑھا۔ شاباش۔ آزادی اور معقول پسندی اسی کا نام ہی۔ مجھ کو بھی تمھاری راے سے اتفاق ہی اور بات ابھی لگا رکھی ہی اور جوں کہ یقیناً ... صاحب کو تم سا آدمی مل نہیں سکتا۔ ہم کو عجلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ جب تک ہماری طرف سے جوابِ صاف نہ ہو وہ لڑکی کہیں جا نہیں سکتی۔ لیکن ایسے معاملات میں جملہ اطراف و جوانب پر نظر کرنی ہوتی ہی۔ ... صاحب کے گھر کا دستور کچھ عجب طرح کا ہی۔ نو برس ہوئے کہ زن و شو میں کچھ تعلق نہیں۔ اس کا اثر اُن کی اولاد پر بہت ہی زبون ہو رہا ہی۔ اُن کو نہیں دکھایا جاتا کہ تعلق زن و شوئی

[ا] مولوی نذیر احمد صاحب کا طریق عمل دانشمندانہ اور اس قابل ہی کہ ہمارے ملک کا ہر ایک باپ اُس کو اختیار کرے۔ مذہب اسلام میں تو سبھی کچھ ہی ایجاب و قبول بھی ہی پسند و انتخاب بھی ہی رضامندی بھی ہی مگر وہی مثل ہی کہ ہاتی کے دانت کھانے کے اَور اور دکھانے کے اَور یہ ساری باتیں کتابوں میں لکھنے کے لئے ہیں عمل درآمد میں کہیں ان کا سان گمان بھی نہیں۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے باصرار بیٹے کو اظہار راے پر مجبور کیا (دیکھو خط ۱۴) نوجوان بیٹا بقولِ سعدی۔ در ایامِ جوانی چنانکہ افتد و دانی ٭ حسنِ صورۃ پر ریجھا۔ تو مولوی نذیر احمد صاحب نے سمجھا کر بیٹے کی شورش کو فرو کیا کہ یہ تعلّق مرنے بھرنے کا ہی حسن صورۃ کے علاوہ دین داری ہنرمندی نیک دلی اطاعۃ شعاری بہت سی باتیں جمع ہوں تو راحۃ کی توقع کی جاسے۔ آخرکار مولوی نذیر احمد صاحب نے بڑی چھان بین کے بعد بیٹے کو مولوی حاجی نواب قطب الدین خاں مرحوم کے یہاں بیاہا اور جسطرح بیٹے کی تعلیم میں اہتمام کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا اسی طرح انکے لئے بہتر سے بہتر بی بی کے بہم پہنچانے میں حق سعی ادا کیا ۱۲

کیا ہی اور اس تعلق سے کیسے کیسے حقوق ایک کے دوسرے پر ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی طرزِ ماند و بود ہماری طرزِ ماند و بود سے اس قدر مختلف ہی کہ جو اُن کے یہاں ہنر ہی اُس کو ہم لوگ عیب سمجھتے ہیں۔ ع اینچہ فرقیست در گفتارِ آن تنگ من است یہیں بے تعلقی اگر خدانخواستہ ہمارے یہاں ہو تو گھر ایک دم نہ چلے۔ ضرور ہی کہ مفارقۃ ہو جائے۔ پھر صورتوں کا سوچ بچار غضب ہی۔ اُن کو نہ صرف اپنی صورتوں پر ناز ہی بلکہ دنیا کو بدصورۃ سمجھتے اور بدصورتوں سے نفرۃِ قلبی رکھتے ہیں۔ جب مزاج کی یہ کیفیۃ ہو تو واقع میں ایک دن کا نباہ نظر نہیں آتا۔ پھر وہ ایک کوڑی نہیں گھٹائیں گے۔ سمتھ[1] صاحب بے چارے تو تخفیفِ مصارفِ شادی کی فکر میں تھے وہ بھی پیش رفت نہ گئی۔ پھر سے اُن کو بحث نہ تھی۔ اور سچ یہ ہی کہ ہمارے انتظامِ خانہ داری بے ہماری آمادگی کے درست ہو نہیں سکتے۔ گورنمنٹ کو کیا مدخل۔ ناچ۔ آتش بازی اور دُنیا بھر کی تفضیح ممکن نہیں کہ نہ ہو۔ جس طرح مولوی[2] ... کا خاندان حقیقۃِ مرگ سے واقف نہیں ... صاحب کا خاندان نہیں جانتا کہ بڑا ہیں کیا چیز ہی اور جہاں تک مجھ کو بیگم صاحب کا حال معلوم ہی وہ بیٹی کو جُدا نہیں کریں گی۔ گو اس وقت مُنہ سے کہیں لیکن جب پالکی ڈیوڑھی پر آن کھڑی ہو گی تب حقیقۃ کھلے گی۔ بے شک زن و شو میں اتحاد ہو تو ماں باپ کا کچھ زور نہیں لیکن تخالفِ صورۃ۔ تخالفِ مزاج۔ تخالفِ عادات کے ہوتے اس اتحاد کا ہونا موہوم۔ پھر حُسن کی مثال ایسی ہی جیسے عمدہ کھانا۔ جس نے نہیں کھایا اُس کا جی للچاتا ہی اور جو روز کھاتے وہ اُس کی مطلق

---

[1] اُن دنوں جب کا یہ خدا ہی اعظم گڑھ میں کالکٹر تھے + [2] اس سے ایک مولوی صاحب مراد ہیں۔ جن کے خاندان میں بڑی بڑی عمروں کے لوگ موجود تھے اور اتفاق سے ان کے یہاں موت بہت کم ہوتی تھی ان کی عورتیں کسی کے یہاں پُرسے کو جاتیں تو بتکلف بھی رو نہ سکتیں۔ ہمکو ان کا نام معلوم ہی مگر ظاہر کرنا کیا ضرور ہی اب سنا کہ اس خاندان میں بھی دوسرے خاندانوں کی طرح لوگ مرنے لگے

قدر نہیں کرتے۔ میں نے . . . کو نہیں دیکھا مگر سُنا ہی کہ اب بھی وہ شہر میں اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ لیکن . . . صاحب کا برتاؤ اُن کے ساتھ کیسا ہی۔ دہلی میں بے شک اکثر جگہ فساد ہی لیکن خدا کی قسم ایک ہمارے گھر کی عورتیں ہیں۔ کہ ہر طرح کی عمدگی اُن میں ہی۔ پاک دامنی۔ دین داری۔ ہنر خانہ داری۔ شوہروں کی اطاعت و فرماں برداری۔ نیک دلی۔ کفایت شعاری اور ان باتوں کے ساتھ اُس قدر پڑھنا لکھنا جو ہماری سوسائٹی کی حالت موجودہ کے لحاظ سے عورتوں کو ضروری ہی کیا ہی جو اِن میں نہیں۔ مطلب یہ ہی کہ دہلی میں بھی جستجو کی جاے۔ شاید کوئی اچھی لڑکی مل جاے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تم کو زیادہ آسائش پونہچائے گی۔ بعض عورتوں کے حالات پر نظر کر کے مت ڈرو۔ دہلی میں ہزاروں خاندان ہیں۔ اگر زن و شو میں موافقت نہ ہو تو دُنیا کا انتظام کیوں کر چلے۔ مجھ کو صرف تمھارا منشا سے خاطر معلوم کرنا تھا سو ہوا۔ تم اس بات کو اپنے ذہن میں مت رکھو۔ مجھ کو اور اپنی ماں کو اس کا فکر و انتظام کرنے دو۔

خط ۱۷

اجی حضرت! انگریزی میرے نزدیک گرتی جاتی ہی۔ کچھ تم کو اس کی پرواہی یا نہیں۔ فارسی ہو چکی۔ عربی نری الف لیلہ سے کیا ہوتا ہی۔

. . . نے ایسی بالیاں کس لئے بنوائیں جن کو کان برداشت نہیں کر سکتے۔ کیا یہ کہاوت ان کے کان تک نہیں پہنچی بھٹ پڑے (بھاڑ میں جاے) وہ سونا جس سے ٹوٹے کان۔ عورتوں کے زیوروں میں ہاتھ پاؤں گلے کے زیور سب پسندیدہ ہیں۔ زینتِ بے زحمت۔ اور کان ناک میں سوراخ کرنا زمانِ جاہلیت کی ایک رسم ہی کہ چلی جاتی ہی۔

میاں بشیر۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ امسال گرمی زیادہ سخت پڑے گی۔ کوئی ہلکی سی تبرید پیا کرو۔ پانی میں تھوڑا کیوڑا ایڑی تفریح کا باعث ہی۔ بافراط محرک نزلہ۔ ان اطراف میں آب و ہوا اچھی نہیں۔ چیچک تپ بلکہ ہیضہ بھی

ہی - غازی پور - فیض آباد میں زیادہ شورش سُنی جاتی ہی - اعتدال کے ساتھ آسائشِ جسمانی کا حاصل کرنا ضروریات سے ہی - خصوصاً گرمی اور برسات کے دو موسم ردی ہوتے ہیں - احتیاط رکھنی چاہئے ✤ ۱۳ - اپریل ۱۸۷۶ء

خط ۱۸

خط جس میں اطلاعِ ولادۃ مندرج ہی پونہچا - مجھ کو لڑکیوں کے بارے میں کیا سمجھاتے ہو - مجھ کو تو مطلق اولاد سے افسردہ دلی ہی تم جیو اور خدا تم کو صالح و نام ور و با اقبال کرے پھولو پھلو - مجھ کو دوسرا بیٹا درکار نہیں - . . . اور . . . اپنے گھروں میں آباد ہوں - اُن کو خوشی ہو - مجھ کو بیٹیوں کی تمنّا نہیں - تمھارے آنکھوں دیکھتے ظہیر - نصیر - حسینہ - وہ دو توام لڑکے اور اکے ڈھمکے کتنے ہوئے اور مر گئے - ع - کس کس کا رنج کیجئے کس کس کو روئیے ✤ فرقۂ نسوان عموماً اور ہندوستانیوں کی عورتیں خصوصاً کیسی تباہ حالۃ میں ہیں - کیا تم . . . کی مُصیبۃ پر نظر نہیں کرتے - پھر بھلا کوئی عاقل لڑکیوں کے ہونے پر خوش ہو سکتا ہی - وہ جو وعید قرآنی ہی وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُم بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ✤ یہ سبب اِنسدادِ دُختر کُشی کے لئے تھا جس کا عرب میں بہت رواج تھا - کما قال اللّٰہ تعالیٰ - وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ - جب مجھ کو اور تم سب کو اُس کی حیاۃ و ممات کی طرف سے اطمینان نہیں تو ایسے مہمانِ چند روزہ کی نسبتہ خوشی و ناخوشی

---

۵۸ جب اُن میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری پہنچے تو مُنہ اُس کا رنج و غیظ کے مارے سیاہ پڑ جائے - اپنے لوگوں سے بیٹی کی بُرائی کی شرم سے چھپتا پھرے - آیا وہ اُس کو زندہ چھوڑے اور ذلّت قبول کرے یا مٹی میں داب آئے ✤

۵۹ اور جب کہ زندہ گاڑ دی بیٹی پوچھی جائے کہ تو کس گناہ پر ماری گئی ✤

کا کیا محل ہے [۱] لہا مَلَکٌ یُنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ + لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ +
خداوندِ کریم نے اپنے فضل سے مجھ پر بسطِ رزق بہت کچھ کیا ہے اور میں بہت
بہت اُس کی نعمت کا شکر گزار ہوں - اگر دس لڑکیاں ہوں تو مجھ پر ذرا بار
نہیں مگر ہوں اور صاحبِ نصیب ہوں نہ یہ کہ جب قوّۃِ تکلّم پیدا کریں اور
دلوں کو فریفتہ کرنے لگیں تو کنارِ مادر چھوڑ کر آغوشِ لحد میں جا کر سوئیں یا
جئیں تو . . . کی سی آشور الحیوٰۃ جئیں - [۲] اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ -
بڑی مبارک باد یہ ہے کہ تمھاری والدہ نے جان بری حاصل کی - اب اُن پر تاکید
کرو کہ یہ کم بخت دولت کیا ہوگی - کچھ تو اپنے تن بدن کو لگائیں - نام تجویز
کرنے مجھ کو تأمّل ہوتا ہے - یہ کم نصیب جلد جلد مرتے اور میرا نام بھی خراب کرتے
مجھ کو ابوالمحامد [۳] اور محمودہ کا سخت قلق ہے - کیسے پیارے نام تھے - اس
لڑکی کی کیا تخصیص تھی - خدا کے فضل سے میرے یہاں سب روحیں مبارک
قدم تھیں - اس لڑکی کی آمد کے ساتھ مجھ کو علمِ ہیئۃ کی کتاب پر پانسو روپیہ
انعام ملا جس کی مطلق توقّع نہ تھی - اوّل تو میں اس کتاب پر چار سو پا چکا تھا
پھر یہ مال تھا وِلّن صاحب کا کہ اُن کی وفاۃ کی وجہ سے لاوارث ہو گیا اور
بڑا خدشہ یہ تھا کہ ہمارے بالفعل کے لفٹننٹ گورنر بہادر انعام کے مخالف
ہیں اور جب سے زمامِ حکومت ان کے ہاتھ میں ہے شاید یہی ایک انعام دیا
ہے وہ بھی انعام کے نام سے نہیں بلکہ کاپی رائٹ یعنی حقِ تصنیف خرید کیا ہے
لیکن مجھ کو روپئے سے مطلب ہے چاہے انعام ہو یا حق الترجمہ کے دام -
جی چاہتا ہے کہ یہ انعام مُقارِنِ ولادۃ واقع ہوا ہے بھیج دوں مگر روپیہ اعظم گڑھ

---

[۱] دُنیا کا ایک فرشتہ ہے جو روز یہ منادی کرتا ہے - کہ لوگو موت کے لئے پیدا ہو اور
ویرانی کے لئے تعمیر کرو [۲] اپنے غم و رنج آشکارا و نہاں کی شکایت خدا ہی سے کرتا ہوں
اقتباس ہے کلامِ مجید سے [۳] مولوی بشیر الدین احمد کے ماموں مولوی عبدالحامد ڈپٹی کلکٹر
کے بیٹے اور بیٹی کے نام ہیں جو شیر خوارگی میں مرے ۱۲

ہیں ملے گا لہٰذا اوائل مئی میں بھیجوں گا - اسی پان سو میں ہاتھ پاؤں کا زیور پورا کیا جائے اور غالب ہی کہ کافی بلکہ کافی سے زیادہ ہو +

بشیر - میں تمھارے امتحان کے نتیجے کا منتظر ہوں نہ صرف نتیجے کا بلکہ اس کا بھی کہ تم سے جواب دینے میں کیسی کیسی غلطیاں سرزد ہوئیں - اکثر فہم سوال میں غلطی ہوتی ہی - بڑی بات تو یہ ہی کہ عبارۃ سوال کو بہ غور دیکھ کر سمجھا جائے کہ مستفسر کیا پوچھتا ہی - پھر بسا اوقات لوگ اظہارِ علمیتہ کی نظر سے فضول باتیں لکھتے چلے جاتے ہیں - اینڈ دی مور یو ٹاک دی مور یو ار[۵۱] - تمھارا یہ پہلا امتحان ہی - ابھی سے اپنے تئیں سنبھالو - تم مجھ کو بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف متوجہ کرتے ہو اور مجھ کو ہر دم و ہر لحظہ تمھارے خیال سے فرصت نہیں - تم ماشاء اللہ نقد ہو اور یہ نسیہ یعنی قرض اور کیا تم نے نہیں سنا کہ نقد را بہ نسیہ گذاشتن کارِ خردمنداں نیست[۵۲] - لڑکیاں آخر کی بھری ہیں جن سے سوائے تکلیف کے کچھ توقع نہیں - مجھ کو خوف ہی کہ یہ روح جدیدۃ العہد کچھ نہ کچھ تمھارا وقت ضرور صرف کرائے گی - تم اس کے ساتھ کھیلو مگر بہت تھوڑی دیر - گرامرِ انگریزی و عربی سے تم نے قطع نظر کر رکھا ہی اور میں ہمیشہ اس کی ضرورۃ تم پر ثابت کرتا رہا ہوں - کوئی اُستاد انگریزی داں صاحبِ استعداد اصلاحِ انگریزی کے واسطے اب تک تجویز نہیں ہوا - یہ تمھاری ملن ساری کا حال ہی - والدعا +

۱۹ - اپریل ۱۸۷۶ء روز سہ شنبہ

خط ۱۹

میں تمھارے اس خط کے پڑھنے سے مطلق خوش نہیں ہوا - میں شروع سے کہتا تھا کہ بشیر محصّل کا یہ کام ہی کہ جو ہوتا ہو پڑھے اس کو

---

۵۱ اور جس قدر زیادہ بکوگے زیادہ خطا کروگے +

۵۲ نقد کو اُدھار پر چھوڑنا عقل مندوں کا کام نہیں +

ضبط کرنا چاہئے اور ہر وقت امتحان کے لئے آمادہ رہے۔ نہ یہ کہ جو پڑھا
بلی[1] کے . . . کی طرح توپ دیا۔ اب یہ عذر کہ مجھ کو امتحان کی خبر صرف دو دن
پہلے ہوئی۔ عذرِ بدتر از گناہ[2] ہی۔ تم کو اس کا بھی استحقاق نہیں کہ دو منٹ
پہلے تم کو خبر ہو۔ یو مسٹ بی ریڈی ایٹ اے مومنٹس نوٹس[3]۔ تم دو دن کو غنیمت
نہیں سمجھتے۔ پھر جواب جو میں دیکھتا ہوں ہرگز ہرگز پورے نمبر کے لائق
نہیں۔ تمھاری یادداشت ایسی ہی جیسے کوئی بھولا ہوا خواب بیان کرے۔ مثلاً
ممتحن پوچھتا ہی کہ لَم کیا عمل کرتا ہی۔ تم جواب دیتے ہو۔ آخر سے حرفِ علّة
ساقط کر دیتا ہی اور آخر میں ساکن کرتا ہی۔ یہ نرا اہمل جواب ہی۔ لَم کا اصلی
عمل ہی اسکانُ الآخر۔ اُس کا ظہور تین طور سے ہوتا ہی۔ اگر آخر میں نِ اعرابی
ہی تو حذفِ نون یہی اسکان الآخر ہی۔ اور اگر آخر میں حرفِ علّة ہی تو حذفِ
حرفِ علّة ہی اسکان الآخر سمجھا جائے گا۔ ورنہ حذفِ حرکة حرفِ آخر سے
اسکان الآخر ہوگا۔ کہاں یہ جواب اور کہاں تمھاری بکواس۔ تمھارا گھر کا
ترجمہ دارُکُمْ یا بَیْتُکُم یا دارُکُنَّ یا بَیْتُکُنَّ ہونا چاہئے۔ لفظ تمھارا سے کیوں کر
جانا کہ مخاطَب مذکر ہی اور جب مفرد کو بہ تعظیم خطاب نہ کریں تو دارُکَ دارُکِ
بھی ترجمہ ہو سکتا ہی۔ تم ضمائرِ اردو سے مذکر و مونّث کا امتیاز کر نہیں سکتے۔
اُن کے بیٹے کا ترجمہ اِبْنُہُمْ غلط اَبْنَاؤُہُمْ صحیح۔ بیٹے اور بیٹا میں کچھ فرق
ہی یا نہیں۔ قُلْنَ تم لکھتے ہو دو جگہ اور وہ ہی ۳ جگہ۔ (۱) جمع مونّثِ غائب
ماضی معروف (۲) جمعِ مونّثِ غائب ماضی مجہول (۳) جمع مونّثِ حاضر امر معروف
اصل ان کا قَوَلْنَ ۔ قُوِلْنَ ۔ اُقْوُلْنَ ہی +

---

[1] بلّی کا قاعدہ ہی کہ اپنی نجاست کو دبا دیا کرتی ہی + [2] یعنی گناہ تو خیر گناہ تھا ہی
اُس پر عذرِ نامعقول کرنا گناہ سے بھی بڑھ کر ہی + [3] تم کو دم کے دم میں طیار ہو جانا
چاہئے یعنی ہر لحظہ آمادہ رہنا چاہئے +

اگرچہ امر کا قاعدہ تم نے نہیں لکھا مگر میں کہ سکتا ہوں کہ تمھارا جواب ضرور غلط اور ناتمام ہوگا۔ مستفسر نے امر میں حاضر کی تخصیص نہیں کی تو جواب میں امرِ حاضر و غائب دونوں کا قاعدہ لکھنا ضرور ہوا کہ امر دو طرح کے ہیں حاضر و غائب۔ حاضر میں (۱) واحدِ مذکّرِ حاضر (۲) تثنیۂ مذکّرِ حاضر (۳) جمعِ مذکّرِ حاضر (۴) واحدِ مؤنّثِ حاضر (۵) تثنیۂ مؤنّثِ حاضر (۶) جمعِ مؤنّثِ حاضر چھ صیغے ہیں جن کے بنانے کا ایک قاعدہ ہے اور غائب میں چھ غائب کے اور دو متکلّم کے اور راز یہ کہ امرِ متکلّم کے صیغے امرِ غائب کے صیغوں کی طرح بنتے ہیں امرِ متکلّم کے صیغوں کو تغلیباً امرِ غائب میں داخل کر دیا۔ کیا امرِ حاضر اور کیا امرِ غائب آخر صیغہ میں دونوں کا حال یک ساں ہے کہ (۱) تثنیۂ مذکّرِ غائب (۲) تثنیۂ مؤنّثِ غائب (۳) تثنیۂ مذکّرِ حاضر (۴) تثنیۂ مؤنثِ حاضر (۵) جمعِ مذکّرِ غائب (۶) جمعِ مذکّرِ حاضر (۷) واحدِ مؤنثِ حاضر سات صیغوں سے نونِ اعرابی ساقط اور اگر نونِ اعرابی آخر میں نہیں تو حذفِ حرکتِ حرفِ آخر یعنی اسکان بہ شرطیکہ آخر میں حرفِ علّۃ نہ ہو ورنہ حذفِ حرفِ علّۃ۔ اوّل صیغہ میں جو تصرّف کرنا ہوتا ہے وہ امرِ حاضر و غائب میں مختلف ہے۔ امرِ غائب میں لامِ مکسورہ اوّل میں لگانا ہوتا ہے اور امرِ حاضر میں پہلے حذفِ علامتِ مضارع یعنی ت پھر بعد حذفِ التّار اگر متحرّک ہے تو آخر میں عملِ لم اور اگر بعدِ حذفِ التّار ساکن ہے تو ابتدار بالسکون بازعِرب پر دشوار ہے اُس کے رفع کرنے کو ہمزۂ وصل کہ وہ ملانے کی حالت میں تلفّظاً گر جاتا ہے اور کتابۃً باقی رہتا ہے شروع میں لاتے ہیں اور حرکتِ ہمزہ تابعِ حرکتِ عینِ کلمہ ہوتی ہے لیکن عینِ مفتوح و مکسور دونوں کے لئے ہمزۂ وصل مکسور ہوتا ہے یہ ہے پورا پورا قاعدہ امر کا۔ اب غور کرو کہ یہی تم نے لکھا۔ ہرگز نہیں ÷

تمھارے انگریزی کے جوابوں سے بھی بدحواسی اور عجلۃ ظاہر ہے۔ یہ نہیں کہ مستفسر کی بات پر خوب غور کر کے اور اطراف و جوانب پر اچھی طرح نظر

ڈال کر ایک تُلا ہوا جواب دیا جاے۔ مجھ کو تم نے سمجھ لیا ہی کہ اس کی عادۃ بکنے کی ہی۔ خدا خود تمھارے دل میں ڈالے کہ اگر ایک امتحان بگڑا تو خیر اگلے امتحانوں کے لئے ایسی آمادگی کرو کہ ہر سوال کا نمبرِ کامل حاصل ہو۔ تمھارے سُوالات آخر کسی ممتحن نے دیکھ کر اُن پر نمبر لگاے ہوں گے۔ اُنھی سے پوچھو کہ کیوں جناب میرے جواب میں کیا نقص تھا اور اپنے اس استفسار کی غرض اُن پر ظاہر کر دو کہ میں صرف اس مطلب سے پوچھتا ہوں کہ امتحانِ آیندہ میں غلطی نہ کروں ✤

کیوں جی کان پور میں کہاں کالج ہی۔ البتہ وہ ملتقی[۵۱] ہی دو ریلوں کا اور غدر میں جو انگریز مارے گئے اُن کا میموریل گارڈن[۵۲] وہاں بنا ہی۔ بٹھور ایک قصبہ ضلع کان پور میں ہی۔ وہ بڑا تیرتھ ہی۔ راجہ رام چندر نے وہیں علم حاصل کیا اور وہاں ہر سال بڑا میلا ہوتا ہی۔ الہ آباد میں گنگا جمنا کا سنجوگ ہی۔ اکبر کا قلعہ وہاں اور آگرے میں مشہور ہی ✤

خُلاصہ یہ کہ میں نے تمھارے جواب پسند نہیں کیے۔ اب جو نمبر تم کو وہاں کے ممتحن دیں اُن سے مجھ کو ضرور اطلاع دو اور لکھو کہ تم اپنی کلاس میں کیسے رہے۔ بڑا گُر یہ ہی کہ جو پڑھو تحقیق سے پڑھو اور یاد رکھو خصوصاً گرامر کہ یہ جس قدر ضرور ہی اُسی قدر تم اس سے بے پروائی رکھتے ہو۔ ایک بڑا خوف یہ ہی کہ لکھ کر نظرِ ثانی کرنے کی تمھاری عادۃ نہیں۔ ہم لوگ تو اپنے جوابوں کے مسوّدے[۱] کیے آتے تھے اور اُن کو کتابوں سے لا کر ملا لیتے تھے۔ بھلا خیر اگر ضیقِ وقت کی وجہ سے مسوّدہ نہ کر سکو تاہم جواب کو مکرّر بہ غور دیکھنا ضرور ہی میں تم کو کسی قدر معذور بھی سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ تمھارا پہلا امتحان تھا یقین ہی کہ ان شاء اللہ تمھارے آیندہ امتحان عمدہ ہوں گے بہ شرطے کہ امتحان کا بُرا ہونا یا کسی ہم جماعۃ سے گھٹ کر رہنا تمھارے نزدیک موجبِ بے غیرتی ہو

ملنے کی جگہ سنجوگ ✤ ۵۲ یادگار کا باغ ✤

بھئی میرا تو یہ حال تھا کہ امتحان بگڑا تو مدتوں مجھ کو ملال رہتا تھا۔ نَحۡنُ رِجَالٌ وَّھُمۡ رِجَالٌ[۱]۔ سبب کیا کہ کوئی ہم سے اچھا ہو۔ ضرور ہمارا قصور ہمت ہے۔ اور اگر ایک دفعہ کوئی بازی لے گیا تو دوبارہ کیوں لے جائے۔ لَا یُلۡدَغُ الۡمُؤۡمِنُ مِنۡ جُحۡرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیۡنِ[۲]۔ سچ کہا ہے عِنۡدَ الۡاِمۡتِحَانِ یُکۡرَمُ الرَّجُلُ اَوۡ یُھَانُ[۳]۔ معزز وہ ہیں جن کو امتحان میں کام یابی نصیب ہے۔ دہلی میں تمھاری تضیع وقت کے بہت سامان ہیں مگر پڑھنے لکھنے میں تمھاری مدد کچھ نہیں اور جو ہے اُس سے مستفید ہونے کا تم کو سلیقہ نہیں۔ متنبی کے چند شعر لکھتا ہوں سہل ہیں جب تم کو امتحان سے پوری فرصت ہو تو ان کا حل لکھ کر بھیج دو وغیرہ ✣

صَحِبَ النَّاسُ قَبۡلَنَا ذَا الزَّمَانَا[۴] — وَعَنَاھُمۡ مِنۡ شَانِہٖ مَا عَنَانَا

فَتَوَلَّوا بِغُصَّۃٍ کُلُّھُمۡ مِنۡـ ٭ — ـہُ وَاِنۡ سَرَّ بَعۡضُھُمۡ اَحۡیَانَا

رُبَّمَا تُحۡسِنُ الصَّنِیۡعَ لَیَالِیۡـ ٭ — ـہِ وَلٰکِنۡ تُکَدِّرُ الۡاِحۡسَانَا

وَمُرَادُ النُّفُوۡسِ اَصۡغَرُ مِنۡ اَنۡ — نَتَعَادٰی فِیۡہِ وَاَنۡ نَتَفَانٰی ✣

غَیۡرَ اَنَّ الۡفَتٰی یُلَاقِی الۡمَنَایَا — کَالِحَاتٍ وَلَا یُلَاقِی الۡھَوَانَا

وَلَوۡ اَنَّ الۡحَیٰوۃَ تَبۡقٰی لِحَیٍّ — لَعَدَدۡنَا اَذَلَّنَا الشُّجۡعَانَا ✣

---

[۱] ہم بھی مرد ہیں اور وہ بھی یعنی مرد مرد برابر [۲] ایمان والا آدمی ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جاتا یعنی پہلی ہی خطا پر متنبہ ہو جانا دلیل ایمان ہے [۳] امتحان کے وقت کھلتا ہے کہ یہ آدمی قابل عزت ہے یا ذلت [۴] ہم سے قبل بھی لوگوں نے اس زمانے کی رفاقت کی ہے اور اس کی بات ان کو بھی وہی رنج پہنچا ہے جو ہم کو۔ پس سب کے سب اُس سے ناخوش ہی پھرے۔ اگرچہ کچھ لوگوں کو گاہ گاہ خوش بھی کیا۔ کبھی کبھی اُس کی راتیں حسن سلوک کرتی ہیں لیکن یہ احسان بھی تکدر سے خالی نہیں۔ دلوں کی مراد اتنی نہیں کہ ہم اس کے لیے آپس میں عداوت و رنج کریں۔ سوا اس کے کہ جوان مرد کالی کالی موتوں کا مقابلہ کر لیتا ہے اور ذلت و توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اگر زندگی کسی صاحب حیات کی قائم رہتی تو ہم میں سے جو بہت ذلیل ہوتا اُسی کو ہم شجاع گنتے ✣

وَاِذَا لَم یَکُن مِنَ المَوتِ بُدٌّ ۵۱ ۔ فَمِنَ العَجزِ اَن تَکُونَ جَبَانَا
کُلُّ مَا لَم یَکُن مِنَ الصَّعبِ فِی الاَنفُسِ ۵۲ ۔ سَهلٌ فِیهَا اِذَا هُوَ کَانَا

فقط ۲- مئی ۱۸۶۲ء

خط ۲۰

مجھ کو ابھی تک تمھارے اُسی خط کا جھگڑا لگا ہی جس میں تم نے حالِ امتحان لکھا تھا اور جھگڑا کیوں نہ لگے - میں زمانے کے حال پر نظر کرتا ہوں پھر اپنی طرف دیکھتا ہوں - کہ اربعین سے متجاوز ہوا - ضعفِ قویٰ مجھ کو محسوس ہونے لگا - تمھاری بدشوقی اور بد استعدادی کا یہ حال کہ پہلی سطر میں مرجع واحد اور ظلکُم میں کُم اور آیاتکَ میں کَ اور لیالیہ میں ہٖ تینوں طرح کی ضمیریں - شاید میں نے تم سے کبھی خط لکھوایا ہی اور اُس میں زادتْ معالیہِ وَ بُورِکَ فِی اَیَّامِہٖ وَ لیالیہٖ - آیا تھا - تم نے ضمیروں میں وہ خلطِ مبحث کیا کہ خیال کرنے سے ایذا ہوتی ہی - ہنوز دلّی دور - عربی دانی کا کیا مذکور - ابجد تک درست نہیں - اب دوسری سطر پر چلو تو آداے میں الفِ ممدودہ کیا معنی - ادار ایک وزنِ مصدرِ مجرد ہی جیسے بقار - شنار - ادار الفرلیضہ ادار الدّین - ادارُ الیہ باحسان - فعالٌ کا فاعالٌ کیوں ہونے لگا - عربی آتی ہو اور قواعد مستحفظ ہوں تو معلوم ہو کہ لوگ کیسی کیسی غلطیاں کرتے ہیں - ادار آداب کو آداے اداب - آداب میں البتہ الفِ ممدودہ ہی - وہ جمع ہی ادب کی جیسے اقوال افعال - ادداب کا آداب ہوا - گویا ادب کا قرض ادا کرنے کے بعد - خدمت بھی بہ قاعدہ رسم الخطّ غلط - جتنی تار زائدہ ہیں سب گول ۃ

۵۱ اور جب کہ موت سے کوئی چارہ ہی نہیں تو ڈرپوک اور بُزدل ہونا داخلِ عاجزی و ناتوانی ہی ۔ ۵۲ نفس کے لیئے جتنی دشوار باتیں ہیں وہ جب تک نہیں ہوئیں جبھی تک دشوار ہیں اور جب ہو گئیں تو پھر محض آسان ہیں ۔ ۵۳ چالیس ۔ ۵۴ اُس کے رتبے بلند ہوں اور روز و شب میں برکت آئے ۔

یا چھوٹی لکھنی چاہییں پس خدمتہ ہوا۔ لوگوں کی سند مت پکڑو۔ یہاں قاعدے کا مذکور ہی۔ پھر خدمتہ کے مونث ہونے میں کیا شک ہی۔ علامتہ تانیث ۃ موجود۔ اس کی صفتہ مقدستہ یا مقدسہ ہونی چاہیے نہ مقدس کہ وہ صیغہ مذکر ہی۔ سنو صاحب۔ تم ہو محصّل۔ تمھاری نظر چھوٹے چھوٹے قاعدوں کا حفظ نہ کرے گی تو تم کو قاعدہ یاد کیوں کر رہے گا ✣

تم کو میری اس عیب گیری سے تکلیف ہوتی ہوگی مگر معاف کرو میرا فرض ہی کہ تم کو تمھارے عیوب پر مطلع کروں۔ تم نے عربی کا امتحان تو کچھ بھی نہیں دیا اور یہی حال ضرور انگریزی کا ہوا ہوگا کیوں کہ جس کی عادۃ احتیاط کی ہوتی ہی وہ سب چیزوں میں احتیاط کرتا ہی۔ انگریزی سے میں خود عاجز ہوں اس واسطے کہ مجھ کو نہیں آتی اور اگر میری تقدیر میں کچھ آنا ہی تو خدا کرے وہ علم دین ہو۔ میں بڑھاپے میں انگریزی سیکھ کر کیا کروں گا۔ مگر تم اس کے سخت حاجتمند ہو۔ تم مجھ پر نظر مت کرو کہ میں ایک سگ دنیا ہوں لیکن مجھ کو چھوڑ کر علم تمھاری ددھیال اور ننھیال کے لئے تمغاے شرف رہا ہی۔ کیا افسوس کی بات نہیں کہ تم خاندان علما میں ہو کر عربی میں خام رہو۔ بہ خدا مجھ کو . . . وغیرہ کی حالتہ پر نظر کر کے افسوس ہوتا ہی۔ ہم لوگ ایسے نااہل پیدا ہوئے کہ علم سے مناسبتہ نہیں۔ سو بشیر تم سنبھالو۔ ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اگر صرف قرآن کا ایک رکوع بہ نظر تحقیق دیکھتے رہو یا حدیث کی کوئی کتاب شروع کر دو تو بھی خالی از منفعتہ نہیں مگر جو کچھ پڑھو تحقیق اور تدقیق کے ساتھ۔ خدا تم کو توفیق دے اور میں اپنے جیتے جی عالم اور فیمس[1] میں دیکھوں ✣

تم نے چھوٹی لڑکی کا نام بشریٰ خوب تجویز کیا۔ مجھ کو پسند ہی۔ میں نے اپنے خط میں فعلیٰ مونث افعل التفضیل لکھا تھا۔ وہ بھی ہی مگر ایک فعلیٰ صفتی کہلاتا ہی۔ تلک اذاً قسمتہ ضیزی یہ تو ایک نامنصفانہ بانٹ ہی ضیزیٰ اصل میں ضُیزیٰ تھا۔ ی کی رعایتہ سے ض کو کسرہ دیا گیا ہی ✣✣

[1] نامور آدمی ✣

لغتہ میں ضیبر علی کے معنی لکھے ہوں گے - جائِرَۃٌ مِنَ الْجَوْرِ - یہ قرآن کی آیتہ ہی وَرَدَتْ[1] رَدًّا عَلٰی مُشْرِکِی الْعَرَبِ کَانُوْا یَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ بَنَاتٍ فَاَجَابَہُمُ اللّٰہُ بِاَنَّہُمْ یُحِبُّوْنَ لِاَنْفُسِہِمُ الْبَنِیْنَ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ بَنَاتٍ فَحِیْنَئِذٍ قِسْمَتُہُمْ قِسْمَۃٌ جَائِرَۃٌ لَا یَقْتَضِیْہَا الْعَدْلُ وَالْاِنْصَافُ فَاِنَّ اللّٰہَ اِنْ کَانَ مُتَّخِذًا وَلَدًا لَاسْتَحَقَّ الْبَنِیْنَ + کبھی کبھی مردِ خدا دو ایک سطر عربی بھی لکھا کرو + ۴ - مئی ۱۸۷۶ء

خط ۲۱

مجھ کو اس کی خوشی ہی کہ تم اتنے بُرے نہیں رہے کہ فیل ہو جاؤ لیکن تاوقتے کہ تم نصف سے زیادہ نمبر حاصل نہ کرو پاسڈ وِتھ کریڈٹ[2] یا اکوٹڈ[3] ہمسلف وِتھ سکسس کے مستحق نہیں ہو سکتے - کیوں صاحب تم قاعدہ پڑھتے ہو تو تم کو کریٹسائز[4] کا کیا خوف - کوئی کیسی ہی نکتہ چینی کرے تم کو جواب اطراف وجوانب کو بچا کر دینا چاہیے - تم کو مدرسوں نے پاس کیا یعنی انھوں نے تمھارا پاسِ خاطر کیا - بشیر - زبان دانی مقدم ہی - صرف ونحو - لغتہ - انشا - محاورات - امثال وحکایات پر زیادہ زور دو - زبان دانی کے نمبروں پر بڑا لحاظ ہوتا ہی - اور سائنس گو فی نفسہ افضل ہی لیکن عام پسند نہیں - غرض ایسا قصد کرو کہ امتحانِ آئندہ میں یہ نقص باقی نہ رہیں - بے شک کلاس میں

---

[1] عرب کے مشرکوں کے رد میں نازل ہوئی ہی جن کا اعتقاد یہ تھا کہ خداوند تعالیٰ نے فرشتوں کو بیٹی بنایا ہی - اُن کے اس اعتقاد کے جواب میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ وہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھیراتے ہیں - پس ایسی حالتہ میں اُن کی بانٹ نامنصفانہ بانٹ ہی جس کو عدل وانصاف قبول نہیں کرتا کیوں کہ اللہ اگر کسی کو اولاد ہی بناتا تو بیٹوں کا مستحق تھا +

[2] تعریف کے ساتھ پاس کیا +

[3] کامیابی کے ساتھ نکل آئے + [4] نکتہ چینی +

ہم طلبہ ہیں اور سب پر سبقت لے جانا مشکل ہی لیکن آخر کوئی اوّل ہوگا۔ کیا وجہ کہ وہ کوئی تم نہ ہو اور دوسرا ہو۔ ابھی چالیس دیکھ کر ڈر رہے۔ اجی حضرۃ یونیورسٹی کے امتحان میں ہزاروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہی + ۵

مرد باید کہ ہراساں نشود　　　مشکلے نیست کہ آساں نشود

کام یابی کی تدبیر یقینی یہ ہی کہ جو پڑھا بہ تحقیق اور جتنا نظر سے گزرا یاد۔ اگر کوئی قاعدہ یا محاورہ یا کوئی مضمون قابلِ یادداشت آگیا ایک نشانِ خاص حاشیۂ کتاب پر کر دیا یا بہ طورِ یادداشت ایک کتاب میں لکھ لیا اور اوقاتِ فرصۃ میں غور کرتے رہے۔ محنۃ پابداری کے ساتھ جاری رکھو نہ یہ کہ سارا وقت غفلۃ میں ضائع کرو۔ امتحان قریب ہو تو گھبرا جاؤ۔ اور ہر مہینے خود اپنا امتحان لے لیا کرو۔ خود سوال بنا لیجے یا دوسرے سے بنوا لیجے اور بہ طورِ مشق اُن کے جواب لکھیے۔ عربی میں اگر کہو میں سوالات بھیج دیا کروں۔ کمالِ فن میں عجیب قُدرۃ اور قُوّۃ ہی۔ ایک زبان میں عمدہ معلومات ہو تو دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں ضرور مدد ملتی ہی۔ جس قدر لوگ مجھ سے تعارف رکھتے ہیں سب تمھارا حال اکثر پوچھا کرتے ہیں اور ع فکرِ ہر کس بقدرِ ہمّتِ اوست + کوئی کہتا ہی خوب کیا۔ کوئی کہتا ہی بُرا۔ یہ تمھاری کوشش اور محنۃ پر منحصر ہی کہ مجھ کو لوگوں کے نزدیک احمق بناؤ یا دانش مند۔ خدا کرے کہ تم کو امتحانوں میں کام یابی ہو۔ اور زیور استعداد تم کو نصیب ہو۔ ریڈ صاحب بہادر تمھارے حالات کے مستفسر تھے۔ اگر مناسب سمجھو تو کبھی کبھی اُن کو چِٹھی لکھا کرو۔ گرمی کا دن پہاڑ ہوتا ہی۔ دن کا سونا خلافِ انتظامِ الٰہی ہی۔ جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا[1] اور ایک نقصانِ عاجل یہ ہی کہ جو لوگ دن کو سوتے ہیں رات اُن پر دو بھر ہو جاتی ہی۔ امید ہی کہ تم نے دن کے سونے کی عادۃ نہیں کی۔ تو دن بھر

[1] رات کو ہم نے پردہ بنایا (کہ لوگ اپنے گھروں میں چھپ کر آرام اور چین سے بسر کریں) اور دن کو روزگار (کہ لوگ تلاشِ وجہِ معاش میں سرگرم پھریں) +

کیا کرتے ہو ✣

تم نے ایک خط میں جنابمن لکھا - جناب اور من دو کلمے جداگانہ ہیں - اُن کا ملانا خلافِ قاعدہ - عوام کو عائشہ میں بڑی غلطی ہی - عائشہ اور آسیہ دو نام ہیں - عائشہ کے معنی جیونی یا جینے والی - عیش سے نکلا جس کے معنی زیستن - اور پیغمبر صاحب کی ازواجِ طاہرات میں اُن بیوی کا نام ہی جو حضرۃ ابوبکر رضؓ کی بیٹی تھیں - آسیہ علَم ہی فرعون کی عورۃ کا جس کے لغوی معنی غم خوار کے ہیں - اسی غم وغم خوارگی - پس آشیہ یا عاشیہ یا عاسیہ سب غلط - یاد رکھو ✣

لوگوں کی ضرورتوں میں کام آنا اچھی بات ہی لیکن اوّل خویش بعدہ درویش اپنی ضرورۃ سب پر مقدم ہی - ایسا مت کرو کہ تمھارا کام کا وقت لوگوں کے خطوط لکھنے یا بچّوں اور مبتدیوں کی تعلیم میں صَرف ہو - تمھارا خط لکھنا اگر بہ کار آمد ہی تو صرف اسی قدر کہ مجھ کو لکھو ✣

نحو میں توضیح المرام نہایۃ عمدہ کتاب ہی بہ شرطے کہ جی لگا کر غور سے اُس کو بالاستیعاب دیکھو اور یاد رکھو - ما یغنیک فی الصرف بھی صرف میں اچھی ہی - مشارق الانوار - جس کا ترجمہ مولوی خرّم علی صاحب نے کیا تمھارے لئے نافع ہی - ہر روز دو حدیث کا سمجھ کر دیکھنا بڑا فائدہ دے گا - لیکن اپنے مطالعے سے استفادہ کرنا تم سے امید نہیں اس نظر سے میں یہی صلاح دوں گا کہ عربی میں کوئی نہ کوئی چیز باہر ضرور پڑھو - تم نے منطق کا نام سن کر تمتہ ہاروی ورنہ اب تک دو تین چھوٹے چھوٹے رسالے ختم ہوئے ہوتے اور ایک طرح کی مناسبتہ پیدا ہو گئی ہوتی ✣

اکثر سرکاری مدارس میں یہ دستور ہی کہ مئی - جون کے مہینوں میں مہینے سوا مہینے کی تعطیل ہوتی ہی - تم نے اپنے کالج کی نسبتہ کیا تحقیق[1] کیا اور اگر بالفرض تعطیل ہو گی تو کب اور کتنے دن کی اور تم نے دی بٹر یوس آف اِٹ

[1] اُس کا عمدہ استعمال

کیا تجویز کیا- شاید تمہارا میرے پاس چلا آنا زیادہ مفید ہوگا اس سے کہ دہلی میں تمہارا وقتِ گراں بہا ضائع ہو۔

۱۲- مئی ۱۹۱۱ء-

خط ۳۲

بشیر- اضافۃً یا حروفِ جارّہ یا ظروف کی وجہ سے کے آتا ہے اور جب جملہ صفتہ یا صلہ آتا ہے تو کہ- برخواستن غلط- برخاستن صحیح- خواستن چاہنا- خاستن اُٹھنا۔

تمہارے آنے کی بابت بہت غور کیا- بے اختیار جی چاہتا ہے کہ تم کو بلاؤں مگر حرارتِ موسم سے جی بہت ڈرتا ہے- اگر دھوپ میں ریل پڑ گئی تو تکانِ سفر اور گرمی سے شاید تم علیل ہو جاؤ- ہمّت نہیں پڑتی کہ بلاؤں۔

بشیر- انگریزی کی زبان دانی پر پوری توجّہ کرو- لٹریچر بڑی ضروری چیز ہے- اس کا علاج ہے یادداشت کہ صفحے کے صفحے اور ورق کے ورق یاد ہوں کوئی خیال نہ ہو کہ جس کا طرزِ ادا تم کو سند آ یاد نہ ہو- اور گرامر۔

مجھ کو نتھی روح کے حالات لکھتے رہو- خدا کرتا کہ بچ جاتی- اللہ تعالیٰ اپنا کرم کرے۔

خط ۳۳

بشیر- تمہارا خط پہنچا- اشعار مشکل تھے مگر اشکال صرف لغاتِ عربیہ کا ہے- عبارۃ مغلق نہیں- میں نے محنت سے جواب لکھا ہے- مہربانی فرماکر غور سے پڑھو- بے مصرف سمجھ کر پھینک مت دینا۔

میں طیّار اور طوطا کو روبراہ سمجھتا ہوں- ہندی لفظ ہیں جن کا ماخذ عربی میں نہیں- فارسی میں طوطی دوسرا جانور ہے- لیکن اگر کوئی توتا اور تیار لکھ دے تو غلط نہیں کہا جا سکتا۔

تم بشریٰ کے لئے دل چھوٹا مت کرو- یہ انتظامِ الٰہی ہے- اور ضرور اس میں کوئی مصلحت مضمر ہے- إنّا لله وإنّا إليه

راجعون[1] ‏‏+ میں اب اچھا ہوں مگر تنہائی بہ جاے خود علالۃ - جی خوش نہیں رہتا - خدا تم میں تلافی کرے اُن صدمات متواترہ کی جو ضیاعِ اولاد سے مجھ کو اور تمھاری والدہ بے چاری کو پہنچے ہیں +

بشیر - گرمی ہی اور موسم ردی - احتیاط اور حفظِ صحۃ کرو - اللہ تمھارا حافظ و نگہ بان ہی - والدعا - ۱۸- مئی سنہ ۶۷ء

خط ۳۴

بیوی صاحب کو سلام کے بعد معلوم ہو - یہ بھی ایک دُنیا کا دستور قرار پا گیا ہی کہ جب کسی کا کوئی عزیز قریب مر جاتا ہی لوگ اُس کی ماتم پُرسی کیا کرتے ہیں - میں تم کو یہ خط اُس دستور کے مُطابق نہیں لکھتا کیوں کہ مُصیبۃ تنہا تم پر نہیں مجھ پر بھی ہی - میاں بی بی کا عجب رشتہ ہی کہ مرد و عورت نکاح کے ہو جانے سے دنیا کی سب چیز دل میں شریک ہو جاتے ہیں - یہ بات کسی اور رشتے میں نہیں پائی جاتی - میرا تمھارا مال مشترک - گھر مشترک - کھانا پینا مشترک - اولاد مشترک - آبرو مشترک - خوشی مشترک رنج و غم مشترک - اگر وہ لڑکی جیتی تو کیا تمھاری اکیلی کی بیٹی ہوتی - نہیں میری تمھاری دونوں کی - پس اب اگر مر گئی تو کیا تمھاری اکیلی کی بیٹی مری - نہیں - میری تمھاری دونوں کی - پھر بھی میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ تم کو اُس سے بڑا قوی تعلق تھا - لیکن رُوحانی تعلق کی وجہ سے شاید جس دن وہ مری ہی میرا دل خود بہ خود بے قرار تھا اور میں نے اُسی گھبراہٹ میں میاں بشیر کو خط بھی لکھا - تاریخ ملا کر دیکھو - غالب ہی کہ خط کی تاریخ اور اُس کے مرنے کی تاریخ ایک ہوگی - اِنا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ راجِعُونَ - ظہیر - نصیر وغیرہ کے مرنے سے یہ تو بہ خوبی تجربہ کر چکے کہ موت پر انسان کا کچھ اختیار نہیں چلتا - رہا رنج

[1] ہم خدا کے ہیں اور اُسی کی طرف پھر جانے والے ہیں - یہ آیۃ ہی - نزولِ مصیبت کے وقت مفید صبر و تسکین ۱۲ +

وہ بھی رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہی - میں تم پر الزام نہیں لگاتا - اپنا حال بیان
کرتا ہوں کہ نصیر کو کس قدر پیار کرتا تھا ✤ اُس کی قبر میری آنکھوں کے
سامنے ہی اور میں سوتا بھی ہوں - ہنستا بولتا بھی ہوں - دُنیا کا کوئی کام
مجھ سے نہیں چھوٹا - تو جب ظہیر - نصیر کے رنج کو ہم نے چند سال میں
بھلا دیا تو یہ لڑکی بے چاری کے دن کی تھی - آخر پھر دُنیا اور دُنیا کے کام ✤
کتابوں میں بہت ٹھیک لکھا ہی کہ دانا اور احمق صبر دونوں کرتے ہیں مگر
فرق اتنا ہوتا ہی کہ احمق رو دھو کر چُپ کرتا ہی اور دانا شروع سے خدا پر
نظر کر کے چُپ ہو رہتا ہی - غرض صبر تو آخر کرنا پڑے گا - پس کیا فائدہ کہ اپنا
ثواب ضائع کریں - دل کو مضبوط کر آنسو پونچھ سنبھل بیٹھو - خدا ہمارا مالک
ہی - اُس نے دیا - اُس نے لیا ✤ خدا کو ہم سے عداوۃ نہیں بیر نہیں - جو کچھ
کرتا ہی ہمارے نفع کے لئے کرتا ہی - لیکن اپنی کم فہمی کی وجہ سے ہم اُن مصلحتوں
کے سمجھنے سے قاصر ہیں - دنیا کے انتظام پر نظر کرو تو تن درستی - مال -
اولاد - حکومۃ - شرافۃ - دین داری ہزاروں طرح کی نعمتیں ہیں اور یہ نعمتیں
خداوند کریم نے اپنی مرضی کے مُطابق لوگوں میں تقسیم کی ہیں فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ
عَلٰى بَعْضٍ - ہم کو بھی اُس نے اپنی رحمتوں میں سے بہت بڑا حصہ عطا
فرمایا ہی تو کیا ہم ٹھیکہ دار ہیں کہ خدا کی سب نعمتیں اپنے گھر میں گھسیٹ
کر بھر لیں - اور پھر اولاد سے بھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی ہم محروم نہیں -
ان کی عمروں میں خدا برکۃ دے - ان کو دین و دُنیا کی فلاح ہو - کافی ہیں
اب زیادہ اولاد لے کر کیا کرو گی - انھی پر اپنی محبۃ صرف کرو - ان کے
حق میں خدا سے دعائیں مانگو - اور مصیبۃ پر صبر کرو کہ خدا کی مرضی - شاید
عاقبۃ میں انھی مصیبتوں کے طفیل سے ہم پر رحم ہو - کسی اُستاد کا کیا اچھا
قطعہ ہی ✤ ؎

سلہ ایک سے ایک کو بڑھ کر بنایا ہی ✤

قسمۃ کیا ہر ایک کو قسام ازل نے   جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا +
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا   غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

اے خدا ہم کو صبرِ جمیل کی توفیق دے - آمین - آدمی کو چاہیے کہ جب اُس پر کوئی مصیبۃ نازل ہو دوسرے بندگانِ خُدا کے حال پر نظر کرے اور وہ پاے گا کہ ہزاروں آدمی اُس سے بدتر حالۃ میں مبتلا ہیں - تم گھر کے گھر میں بے چاری . . . کو دیکھو - بڑی ناشکری کی بات ہے کہ ہم کو کروں احسان اور چھکڑوں سلوک بھول جائیں اور تیکے بھر رنج کی برداشت نہ کریں - بشیر بچہ ہے - تم کو روتے دیکھ کر سہما جاتا ہوگا - اُس کے حال پر رحم کرو - اپنے حال پر رحم کرو کہ کیا تمھاری حالۃ ہوگئی ہے - آخر یہ کالبدِ خاکی سدِّ سکندر تو نہیں ہے اسی طرح رنجوں کے مارے اس کو تحلیل کر ڈالوگی تو کیا انجام ہوگا +

۴ - جون ۷۶ء

خط ۲۵

بشیر - لاؤ اُس مختصر اور گول ۃ کے قاعدے کو زیادہ صاف کر ڈالیں - واضح ہو کہ سواے الفاظِ عربی کے گول ۃ لکھنی روا نہیں کیوں کہ یہ رسم الخط عربی کی ہے اور بس - پس عجمی الفاظ میں ہمیشہ لمبی ت لکھنی ہوگی - جیسے بُت - دست - آتش پرست - مست - ہمالیہ پربت - سُورت - مُورت - عربی میں صرف چار قسم کی ت لمبی لکھی جاتی ہے + (۱) وہ ت جو ماضی کے صیغوں میں علامتِ فعل یا ضمیرِ فاعل یا مفعولِ مالم یُسَمَّ فاعلہ ہوتی ہے ضربت - ضربتُ - ضربتِ - ضربتَ وغیرہا - (۲) تاءِ جمعِ مونثِ سالم جیسے مُسلمات - صالِحات - واہیات - بنات - (۳) تاءِ اصلی جیسے وقت - سبت - التفات - قُوت - موت - (۴) جب لامِ کلمہ حذف ہو کر کلمہ ثنائی رہ گیا تو اُس کے آخر میں جو تاءِ تانیث لاحق ہوگی طولانی لکھنی ہوگی - جیسے بنت - اخت - اصلی مادّہ بنو - اخو ہے - ان چار قسموں کے علاوہ جتنی تیئیں ہیں سب کو مختصر یا گول لکھنا

ہوگا۔ ہٰذا فاحفظہ ۞

تمھارے خط کے ایک لفظ لوالی میں بحث تھی۔ لُؤلُؤٌ بروزنِ فُعْلُلٌ ۔ ایک وزن رباعیِ مجرّد کا ہے۔ اُس کی جمع بروزنِ فَعَالِلُ کہ ایک وزن منتہی الجموع کا ہے لَآلِیُ ہونی چاہیے لیکن عدول کسرے سے طرف ضمّے کی درست نہیں تو لآلی رہ جائے گا ۞

بشیر۔ تم بھائی بہن مل کر ماکو تسلّی دو اور سمجھاؤ۔ غموں کے مارے اُن کا بدن بہت تحلیل ہو گیا ہے۔ "تَاللّٰہِ تَفْتَؤُ تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ ۞

بشیر۔ چند روز کے لیے ایسا التزام کرو کہ اکثر اپنی ما کے پاس بیٹھا کرو تاکہ اُن کو زیادہ تصوّرات کا موقع نہ ملے۔ ۶۔ جون ۱۹۲۶ء ۞

خط ۲۶

کیوں جی خیریّۃ کیا لفظ ہے؟ ضرور عربی ہے۔ خیر و شر ایک دوسرے کی ضد ہیں پس یٓ اور ۃ مصدری ہو گی جیسے قابلیۃ ۔ جاہلیۃ ۔ یٓ اور ۃ لگا کر صرف صفۃ کے صیغوں کو مصدر بناتے ہیں یعنی اسمِ فاعل ۔ اسمِ مفعول ۔ صفۃِ مشبّہہ ۔ چنانچہ لفظِ خیر اسم اور صفۃ دونوں ہے۔ بھلائی اور بھلا تو خیریّۃ ٹھیرا لیکن در حالے کہ لفظِ خیر خود مصدر ہے تو اُس کو یٓ ۃ لگا کر مصدر بنانے کی کیا ضرورۃ ہے چنانچہ خیر و عافیۃ کہتے ہیں پس آیندہ سے صرف خیر یا خیر و عافیۃ لکھا کرو ۞

تم نے غلط سُنا کہ میں . . . کو پڑھاتا ہوں۔ صرف ایک دن مولوی صاحب کی آنکھوں میں دردِ شدید تھا۔ میں نے پڑھا دیا۔ میں اُن کو پڑھاتا نہیں بلکہ اُن کے پڑھنے پر رشک (حسد نہیں) البتّہ کرتا ہوں ۔ ماشاء اللّٰہ

لہ اس کو لو اور یاد رکھو ۔ ؎ بہ خدا تو تو یوسفؑ کی یاد سے باز نہ آئے گا یہاں تک کہ تیرے ہوش و حواس جاتے رہیں یا ہلاک ہو جائے۔ یہ اخوانِ یوسفؑ کا قول ہے یہاں اقتباساً نقل ہوا ہے۔ مرجع مونث ہے۔

ایسا کھرا اور ٹکسالی پڑھنا میں نے تو امیرزادوں میں نہیں دیکھا اور سبب
اصلی اس کا یہ ہی کہ اوّل تو مولوی . . . کا طرزِ تعلیم ایسا ہی کہ بے یاد اور بے مطالعہ
اُن سے کوئی پڑھ نہیں سکتا۔ اُن کو نئے مطالب کے بتانے میں تامّل ہوتا ہی
نہ کہ پڑھا ہوا۔ دوسرے یہ کہ لڑکوں سے محنت بہت لی جاتی ہی یہ بلا کی گرمی ہی
اور ہر روز بلا ناغہ صبح سے نصف شب تک۔ اس میں کہاں تک شنا گرد
بے دلی کرے گا۔ اب تم اپنی حالت سے مقابلہ کرو۔ یاد اور مطالعہ دو لفظ ہیں
جو تمہاری ڈکشنری[1] میں داخل نہیں۔ رہی محنت وہ اگر ہی بھی تو برائے نام
میاں بشیر۔ علم کسی کی میراث نہیں۔ کرنے کی بدتیا مشہور بات ہی۔ تم ان
سب سے بہتر ہو بہ شرطے کہ جی لگاؤ اور کامل توجہ صرف کرو۔ تمہارا پڑھنا
دنیا کی کُل ضرورتوں پر مقدّم ہی۔ خدا کے لیے تم اس سے غفلت مت کرو۔
تم فارسی کو زیادہ نہیں تو اس قدر درست کر لو کہ مراسلت کر سکو۔ اگر غور
کرو تو ایک پہاڑ کاٹنے کو ہی۔ فارسی۔ انگریزی۔ عربی۔ علوم۔ ایک دفتر
ہی۔ لیکن ہمت قوی رکھو۔ خدا تمہارا مددگار ہی محنت کئے جاؤ۔ ۱۲ جون ۱۸۷۶ء

خط ۲۷

تمہارا دہلی سے نفرت کرنا تمہارے حق میں ایک فالِ نیک اور جس کو
خدا نے عقل و غیرت و حمیت دی ہوگی ضرور ہی کہ وہ اہلِ دہلی کے اوضاع و عادات
کو ناپسند کرے۔ تم اپنے تئیں ایسا سمجھو کہ بہ ضرورتِ تحصیلِ علم پردیس
میں ہو۔ تم ان جھگڑوں میں مت پڑو۔ دَعْ فِئَةً اَضَلَّهَا اللّٰهُ کَیْفَ تُرْشِدُهَا۔
میں جانتا ہوں کہ ان کو دینا اکارت ہی لیکن کیا کروں دینا ہی پڑتا ہی۔ تم
اگر وہاں نہ ہوتے تو شاید برسوں بھی میں دہلی کی خبر نہ لیتا اور تم کو معلوم ہی کہ میں نے

[1] لغات کی کتاب [2] چھوڑ اُس گروہ کو جس کو خدا نے گمراہ کیا ہی۔ کیوں کر تو اُس کو راہ
پر لائے گا۔ متنبی کے شعر کا ٹکڑا ہی پورا شعر یوں تھا ؎

یا عاذِلَ العاشقینَ دَعْ فِئَةً ✤ اَضَلَّهَا اللّٰهُ کَیْفَ تُرْشِدُهَا

ان لوگوں کو ناقابلِ خطاب سمجھ کر مطلقاً ترکِ مراسلۃ کیا- میں نہیں سمجھتا کہ مجھ سے ان لوگوں کو گزند کیا پہونچتا ہی- میں کسی طرح ان کا بارِ خاطر نہیں- خدا نے تمام عمر مجھ کو ان کا شرمندۂ احسان نہیں کیا اور جہاں تک ہو سکتا ہی سلوک کر دیتا ہوں- اگر شیوۂ انصاف سے دیکھو تو مرد اور عورۃ بڑے اور چھوٹے ہر ہر متنفس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ایصالِ نفع ضرور کیا ہی- احسان فراموشی کا علاج نہیں- خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو ان کی مدح و ذم دونوں سے مستغنی کیا ہی- اگر یہ لوگ میری مدح کریں تو مجھ کو کیا بخش دیں گے- سوا اس کے کہ مجھ کو خوش کر کے دو چار روپئے مجھ سے لیں- مجھ کو کون سا نفع پہونچا سکتے ہیں[1] اور اگر ساری دِلّی میں مجھ کو بُرا کہتے پھریں تو میرا کیا نقصان ہی- قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ- اب ذرا بجنور والوں کی غیرۃ کو دیکھو کہ مولوی . . صاحب کا مجھ پر کتنا بڑا حق ہی اور اگر آ کھڑے ہوں تو میں اُن کو ٹال نہیں سکتا- اُن کے ہاتھوں سے مجھے کبھی کسی قسم کی ایذا نہیں پہونچی- اور اُن کے مدِّ مقابل حضراتِ دہلی ہیں کہ عمر بھر دیتا رہا اور پھر بھی اُن کے مزاج درست نہ ہوئے- حقیقۃ میں یہ مادّہ حسد ہی- ان کو جلن اس بات کی ہی کہ خدا نے ان میں سے کسی کو یہ نعمۃ نہیں دی- [2] وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ- بشیر خدا کے لئے تم اپنے خیالات اونچے حوصلہ فراخ ہمّت بلند نظر سیر رکھو- ؎

رفتن بپایمردیِ ہمسایہ در بہشت　　حقا کہ با عقوبۃ دوزخ برابر است

تُف ہی اُس آسایش پر جو دوسرے کے طفیل میں حاصل کی جاے- خدا تم کو کسی کا دست نگر نہ کرے اور ہمیشہ تمھارے ہاتھ سے لوگوں کو دلوا تا رہی- برخوردار- تم ان سب باتوں سے قطعِ نظر کرو اور پڑھنے میں جی لگاؤ جس کی

[1] کہ دے کہ اپنے غصّے میں جل مرو- اقتباس ہی- [2] خدا جس کو چاہتا ہی اپنی رحمۃ سے اختصاص بخشتا ہی اور خدا بڑا ہی فضل والا ہی-

بڑی ضرورۃ ہی۔ تم اپنی کوئی حاجۃ . . . سے متعلق مت رکھو اور تم کو میرے برتاؤ سے خود معلوم ہوجائے گا کہ میں کہاں تک تمھارے مقابلے میں روپیے کو عزیز رکھتا ہوں۔ ای دشمنانِ عقل۔ اگر روپیہ تمھارے خلافِ خواہش کچھ پس انداز ہوگیا ہی تو تم کو اس کا حسد کیوں ہی۔ میں تو اس کو اپنے ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔ یہ لوگ کبھی خوش ہو نہیں سکتے تاوقتے کہ اپنے حسد کے مطابق مجھ کو تنگ حال نہ دیکھیں۔ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ . . . ۔

بشیر۔ کہاں تک تم سے دکھڑا روؤں۔ معاملے کی صفائی کا یہ حال کہ گھر کے گھر میں نصف روپیہ غائب۔ تم ان جھگڑوں میں اپنا وقت ضائع مت کرو۔ ۵

عَجِبْتُ مِنْ شَیْخِیْ وَمِنْ زُہْدِہٖ ✣ وَذِکْرِہِ النَّارَ وَاَہْوَالَہَا ✣
یَکْرَہُ اَنْ یَّشْرَبَ فِیْ فِضَّۃٍ ✣ وَیَسْرِقُ الْفِضَّۃَ اِنْ نَّالَہَا ✣

اگر کہیں یہ خط نظر پڑگیا تو نارِ فساد مشتعل ہوگی اور تم پر سب مل کر زغہ کریں گے اس خط کو پڑھ کر چاک کر دینا۔ میں نے صرف تمھاری اطلاع کے لئے یہ حال لکھا ہی ورنہ میں نے تو سمجھ لیا ہی ع شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن۔

. . . کے باب میں یہاں بیٹھا ہوا کیا رائے دوں۔ مصالحہ اچھا ہی۔ بہ شرطے کہ صمیمِ قلب سے اس کی خواہش ہو اور طرفین سے اس کی تمنا کی جائے۔ فَاَصْطَلِحَا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ✣

بشیر۔ ذرا کھانے پینے میں احتیاط رکھا کرو۔ وہ احتیاط یہ ہی کہ اوقات منضبط۔ خلافِ وقت مت کھایا کرو اور اقسامِ اطعمہ بھی مضر ہیں۔ ایک غذا سے جو جی کو بھائے پیٹ بھر لینا ضامنِ تن درستی ہی۔ ۱۵۔ جون ۱۸۶۷ء

خط ۲۸

تمھارے کان بھی ضرور اس مصرعے سے آشنا ہوں گے۔

سلہ خدا نہیں چاہتا مگر یہ کہ اپنی روشنی کو پورا کرے اگرچہ . . . کو برا لگے۔ اقتباس ہی سلہ مجھ کو شیخ اور اس کی پرہیزگاری اور بیانِ آتشِ جہنم و شدائدِ دوزخ سے تعجب آیا۔ چاندی کے برتن میں کچھ پینے کو برا جانے اور پائے تو چرالے سلہ پس دونوں مل جاؤ اور ملنا اچھی بات ہی ✣ ۱۲

ع خدا پنج انگشت یک ساں نہ کرد؀ طول اور وضع اور تعدادِ انامل[۱] کے اختلاف سے انگلیوں کو اعانت اور استعانت کا عمدہ موقع دیا گیا ہے یعنی انگلیوں کے اختلافِ حالت نے ہاتھ کو زیادہ قوی اور بہ کار آمد بنا رکھا ہے مگر اس اختلاف کی بھی ایک حد ہے معین جس میں افراط و تفریط کی گنجائش نہیں - یہی حال ہے ایک خاندان کے لوگوں کا - اگر اُن کی حالتیں ایک اندازۂ مناسب تک متفاوت ہیں تو یہ اختلاف منفرداً اُن کے اور مجتمعاً سارے خاندان کے حق میں مفید ہوگا لیکن فرض کرو کہ کسی کے ہاتھ کی ایک اُنگلی بے موقع بڑھ کر گز بھر کی ہو جائے تو وہ لمبوتری اُنگلی عذاب ہوگی اپنے حق میں اور دوسری انگلیوں کے حق میں اور سارے ہاتھ کے حق میں - تموّل کے اعتبار سے اپنے خاندان کے ہاتھ میں وہ لمبوتری اُنگلی میں ہوں - نہ آپ خوش رہ سکتا ہوں اور نہ دوسروں کو خوش رکھ سکتا ہوں ؀

خط ۲۹

آج میں . . . صاحب کے یہاں بیٹھا تھا - کیا دیکھا کہ . . . اور . . . مولوی صاحب سے سبق پڑھتے اور ہر وقت اُن کو . . . صاحب اپنے روبرو بٹھا کر یاد کراتے - دانا احمق[۲] نما اگر نہ دیکھا ہو تو . . . صاحب کو دیکھو کہ اس شخص کا قیافہ اور گفت و گو خالی از سفاہت[۳] و سادہ لوحی نہیں - لیکن اپنے معاملات کو یہ شخص بڑے انہماک[۴] اور اہتمام سے انجام دیتا ہے - رعایا سے تعلقہ کو حسنِ تدبیر سے ایسا سر کیا کہ آج وہ علاقہ مثل زد ہو رہا ہے اب ان بچوں کی تعلیم میں اس بلا کی آمادگی اور دُھن دھی ہے کہ اگر اُس کی کیفیتِ واقعی لکھی جائے تو مبالغہ معلوم ہو - وہیں بیٹھے بیٹھے میرے ذہن میں یہ خیال گزرا کہ یہ شخص تین بیٹے رکھتا ہے اور جائدادِ وافر و مستمر[۵] کا مالک ہے - اگر

---

[۱] انامل جمع انملہ انگلیوں کے بند یعنی پورے [۲] یعنی ظاہر میں دیکھو تو معلوم ہو کہ احمق ہے مگر حقیقۃً میں بڑا سیانا [۳] حمق - نادانی [۴] ہر وقت ایک کام کے پیچھے پڑے رہنا [۵] جس کو ہمیشہ کے لیے قیام ہو

اس کے لڑکے نہ بھی پڑھیں تاہم کم سے کم ہر متنفس سو سو روپیہ ماہوار کی
آمدنی رکھے گا۔ میرا کیا حال ہی کہ ایک بیٹا اور پیشہ نوکری اور علم میراثِ خاندانی۔
توجب . . صاحب کو اپنے بچوں کی تعلیم میں یہ سرگرمی ہی مجھ کو اس سے
ہزار چند ہونی چاہیے۔ لیکن میں یہاں تم وہاں۔ دور بیٹھے کیا کرسکتا ہوں
سوائے اس کے کہ خطوط کے ذریعے سے تاکید کیا کروں۔ لیکن پھر یہ بھی
سمجھتا ہوں کہ آدمی کے دل کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہی۔ انسان کا بدن
قید کیا جاسکتا۔ اس کی آنکھ پر پٹی باندھ سکتے۔ کان میں روڑ ٹھونس سکتے۔
منہ پر مہر لگا سکتے۔ پر دل کو قابو میں نہیں لاسکتے۔ پس نہ میں تم پر جبر کرتا
نہ تاکید بلکہ یہ عجز والحاح تم سے عرض کرتا ہوں کہ بشیر خدا کے لیے لیاقۃ پیدا
کرو۔ میں ایسا احمق نہیں ہوں کہ تم سے توقعات پیدا کرلوں۔ جب تک
تم کو لیاقۃ حاصل ہو اور اس لیاقۃ پر کوئی فائدہ مترتب ہو ضرور نہیں کہ
میں جیتا رہوں۔ میرے باپ نے میرے پڑھانے میں بڑی جاں فشانی
کی تھی لیکن افسوس کہ وہ مرحوم و مغفور تَغَمَّدَہُ اللّٰہُ بِاِحْسَانِہٖ وَاَسْکَنَہٗ بُحْبُوحَۃَ جِنَانِہٖ[۵]
دنیا سے ناکام گئے۔ میرے ڈپٹی کلکٹر ہونے سے ان کو مطلق نفع نہیں پہنچا۔
پس ان کی محنۃ کا نفع نہ ان کو ملا بلکہ مجھ کو اور تمھاری ماں بہنوں کو اور تم کو
اور دوسرے اعزہ و اقارب کو۔ جو معاملہ میرے والد اور میرے ساتھ ہوا کیا میرے
اور تمھارے ساتھ ہونا ناممکن ہی اس سے قطعِ نظر خدا نے مجھ کو ایسی حالۃ میں
رکھا ہی کہ اگر اس کو ثبات ہو تو شاید تا دمِ مرگ مجھ کو ضرورۃ نہ ہوگی کہ تم کو تکلیف
دوں۔ پس ایسی حالۃ میں میرا تم پر بار بار موکّد ہونا یہ خدا صرف تمھارے ذاتی
نفع کے لیے ہی جس کو میں بہ اقتضائے شفقۃ پدری اپنے ذاتی نفع پر مقدم رکھتا
ہوں ؎ نصیحۃ گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند ٭ جوانانِ سعادۃ مند
پندِ پیرِ دانا را ؎ نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر ٭ ہر آں چہ ناصحِ مشفق بگویدت بپذیر ٭

---

[۵] خدا اُن کو اپنے احسان سے ڈھانپے اور اپنی جنتوں کے بیچوں بیچ بسائے ٭

میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو سود و زیاں کا تفرقہ - نیک و بد کا امتیاز نہیں - لیکن اتنا کہوں گا - کہ تم کو بے قراری کا شوق نہیں - یہ اگر ہو تو پھر وہی تمھارا اُستاد ہی وہی تمھارا ساز و ساماں - آدمی خود ایجاد کرتا ہی کہ کیا کروں کیوں کر کروں - [illegible][1] از دی مدر آورا نو نقش - پس [illegible][2] پیدا کرو اور وہ نہیں ہی مگر طلبِ صادق جیسے زور کی بھوک - تڑا قے کی پیاس - یہ تصور کہ شاید عربی میں تم کو بہتر پڑھاتا مجھ کو اکثر ایذا دیا کرتا ہی لیکن وہی شوق ہو تو ہر اُستاد باپ سے بڑھ کر کام دے - ع شوق در ہر دل کہ باشد رہ برے در کار نیست ✦ اس کہنے سے کیا فائدہ ہوگا کہ تم فلاں چیز فلاں شخص سے پڑھو - خُلاصہ یہ ہی کہ اپنے وقت سے پورا پورا فائدہ لو - تم بھی نہیں کہ سکتے کہ یہ فراغ جو تم کو ماشاء اللہ اب میسّر ہی کب تک رہے گا - پس آن [illegible][3] کی صورۃ میں صرف اس قدر تعطّل[4] جائز ہی جو حفظِ صحّۃ کے لئے ضرور ہی - میں کیا صرف تاکید کرنے پر قانع ہوں - میرا دل کم بخت کب صبر کرتا ہی - میں تمھارے فائدے کے لئے پس انداز بھی کرتا جاتا ہوں - لیکن سمجھتا ہوں کہ علم سے بڑھ کر دولۃ نہیں - اور اگر دولۃِ علم پر میرا وہ اختیار ہوتا جو روپیے پر ہی تو بشیر خدا کی قسم میں تم کو زبان تک نہ ہلانے دیتا - افسوس اسی کا ہی کہ دولۃِ علم بے اپنی محنۃ کے جمع ہو نہیں سکتی - خدا اس کا گواہ ہی - وَکَفٰی[5] بِاللّٰہِ شَہِیدًا - کہ میں تم سے روپیے کو دریغ نہیں کرتا - اگر تم فیسِ مدرسہ کے علاوہ روپیہ خرچ کرنے سے فائدۂ علمی حاصل کر سکو میں بہ طیبِ خاطر اُس خرچ کو گوارا کروں گا چاہے وہ کتاب کے دام ہوں یا معلم کی اُجرۃ - الغرض میں تمھاری تعلیم میں ہر طرح کی کوشش مالی و دماغی و جسمانی و روحانی کرنے کو موجود تھا اور ہوں اور رہوں گا گو تم نے اب تک کامل شوق نہیں کیا لیکن پھر بھی مجھ کو تم سے اُمید ہی اور

---

[1] حاجۃ اُمّ الایجاد ہی یعنی حاجۃ سے سب باتیں پیدا ہوتی ہیں [2] حاجۃ - ضرورۃ [3] تذبذب - عدمِ تیقن [4] بے کاری [5] اور خدا کی گواہی بس ہی ✦

میں باور کرتا ہوں کہ تم کبھی نہ کبھی ضرور شوق کروگے کیوں کہ خدا نے تم کو سمجھ اچھی دی ہی۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ[۱]۔ اگر میں تم کو نام ور اور کام یاب زندگانی میں چھوڑ کر دنیا سے اٹھ جاؤں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بڑے اطمینان سے جاؤں گا۔ رَبِّ[۲] قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ٭ ۱۹- جون ۱۸۷۶ء

(خط ۳۰)

کل تمھارا خط مولوی . . . صاحب کے نام کا نظر پڑا۔ تم اس کو دشمنی تجویز کرو یا دوستی۔ مجھ کو ہر وقت تمھارے عیوب پر نظر رہتی ہی۔ تمھارے خط میں کئی غلطیاں تھیں۔ سلام وعلیک تمھاری معمولی غلطی ہی۔ تم نہیں سمجھتے کہ سلامٌ علیک یا السّلامُ علیک صرف دو ہی عبارتیں سلام کے لئے موضوع ہیں۔ سر روح کوئی رگ نہیں۔ سر رو البتہ ایک رگ ہی جس کا خون نکالنے سے امراضِ[۳] وَجَع کا ازالہ ہوتا ہی۔ لوگوں کی غلطیوں کو کہاں تک گرفت کروگے۔ ہفت اندام کو ہفتندام۔ باسلیق کو بادسلیخ بولتے ہیں ٭ جُمادیٰ بروزنِ فُعالیٰ مؤنث کا صیغہ ہی۔ الفِ مقصورہ علامتِ تانیث موجود ہی پس الثانیہ اس کی صفت ہوسکتی ہی نہ الثانی یعنی جُمادی الاُولیٰ و جُمادی الثانیہ کہنا چاہیے نہ جمادی الاوّل اور جمادی الثانی۔ جُمادیٰ کے معنی میں زمین شور کے۔ چوں کہ یہ مہینا عرب میں خشکی اور گرمی کا ہی جُمادیٰ کہلایا ٭

۲۱- جون ۱۸۷۶ء

---

[۱] اور یہ خدا کی دین ہی جس پر چاہے فضل کرے ٭ [۲] خدایا تو نے مجھ کو ملک دیا (یعنی حکومت) اور باتوں کی تاویل کا سلیقہ سکھایا۔ اے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو دنیا اور آخرۃ میں میرا حامی و مددگار ہی۔ اٹھا مجھ کو مسلمان اور ملا مجھ کو نکوکاروں سے ٭ [۳] چہرے کی بیماریوں کا دفعیہ ٭ ۱۲

خط ۳۱

تمھارا بہت وقت مراسلت میں صرف ہوتا ہی۔ مطلق کھیلنے سے تو خط لکھنا بہ مدارج بہتر ہی لیکن سٹڈی[عہ] میں خلل انداز ہو تو واجب الترک ہی۔ اور جو شخص اس کثرۃ سے خط لکھے گا ممکن نہیں کہ وہ سٹڈی کے لئے زیادہ وقت بچا سکے۔ میں تم کو منع نہیں کرتا لکھو پڑھو مگر اپنا اصلی مطلب فوت مت ہونے دو۔ جتنی لگاوٹ تم ان کشمیرہ[1] اور پورب والوں سے کرتے ہو ان نابکاروں میں اُس کا عشر عشیر[2] بھی نہیں پاتا۔ زنارۃ[3] اس درجے کو پہونچی کہ ایک خط بیرنگ آجانے تو مُنہ بنائیں۔ گالیاں دیں۔ اور بے چارے ہرکارے سے ناحق دست و گریباں[4] ہو پڑیں۔ یہ اُلّو کے پٹھے اشعار کیا سمجھیں مگر ان کو بُزاخفش[5] بناکر مشق بہم پہونچانا اچھا ہی۔ اس کا لحاظ رہے کہ تمھارے الفاظ پر یہاں بڑی گرفت ہوتی ہی اور یہ اچھی بات ہی۔ تم نے کہیں السّلامی علیکم لکھا تو یہ صریح غلط تھا۔ سلامی مضاف مضاف الیہ میں اضافۃ معنوی ہی کیوں کہ جب صیغۂ صفۃ اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو تو اسی کو اضافۃ معنوی کہتے ہیں اور اضافۃ معنوی تعریف پیدا کرتی ہی مضاف میں اگر مضاف الیہ معرفہ ہو ورنہ تخصیص۔ تو یہاں یاے متکلم اعرف المعارف مضاف الیہ ہی تو سلامی معرفہ ہوا۔ اب اُس پر الف لام آ نہیں سکتا۔ اور بھی چند غلطیوں کا تذکرہ یہ لڑکے مجھ سے کرتے تھے۔ اس میں بُرا مت مانو۔ یہ تو ایک فائدے کی بات ہی۔ تمھاری عبارۃ پران کو سرقے کا احتمال ہی یعنی یہ کہ تم کسی کی عبارۃ چُرا لیتے یا کسی دوسرے سے لکھوا لیتے ہو۔ ان میں شق دوم سخت مذموم ہی۔

---

[1] کشمیری کی جمع + [2] دسویں کا دسواں حصہ یعنی سواں حصہ + [3] خستہ + [4] ہاتھا پائی کرنے لگیں + [5] اخفش ایک بڑا عالم نحوی تھا۔ اُس نے اپنا طریقہ یہ رکھا تھا کہ باریک مسائل نحو کو اپنے ایک بکرے کے آگے بیان کیا کرتا اور تصحیح و تفہیم کرتا جاتا یہاں تک کہ اتفاقی طور پر جب بکرے کا سر ہل جاتا تو الگ ہو جاتا اور سمجھتا کہ بس اتنی توضیح کافی ہی +

سرقہ ابتدا میں سب کرتے اور اُس کا کوٹ[1] نام رکھتے۔ لیکن جب کوٹ کرو
اساتذہ کا کلام۔ صرف نامی لوگوں کے کلام پر نظر پڑتی رہے۔ لیکن بشیر
انگریزی کا درست کرنا مقدّم ہی۔ اور یہ تو فراغ خاطر کے شغلے ہیں۔ اگر ابھی سے
طبیعت کو ادھر مصروف کروگے تو انگریزی سے محروم رہ جاؤ گے۔ کجا اردو فارسی
کجا انگریزی شتّان[2] بینہما۔ بہرکیف جو کچھ کسی کو لکھو معترضانہ مخاصمانہ اُس کو
مکرّر دیکھ لیا کرو۔ والسّلام۔ ۲۷۔ جون ۱۸۷۶ء

خط ۳۲

کل وہ الاطولانی خط میں نے بھیجنے تو بھیج دیا لیکن تب سے خدشہ لگا ہی
دیکھیے انجام کیا ہو۔ عقلوں کی سلامت اور نفوس کی صلاح معلوم۔ کسی معقول
بات کا اثر پیدا کر دینا متعذّر۔ تم کچھ عقل رکھتے ہو لیکن تمھاری وقعت کیا ہی اور
پھر کوئی آدمی اپنے تئیں احمق کیوں سمجھنے لگا۔ سعدی کا کیا اچھّا قطعہ ہی اور
سچ یہ ہی کہ اس کا سارا کلام نظم و نثر عمدہ اور یاد رکھنے کے لائق ہی ۔ ۵

یکے جہود و مسلمان مناظرہ کردند ۔ چناں کہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم
جہود گفت بہ توراۃ می خورم سوگند ۔ وگر دروغ بود ہمچو تو مسلمانم
بطنز گفت مسلماں کہ گر قبالۂ من ۔ صحیح نیست خدایا جہود میرانم
گر از بسیطِ زمیں عقل منعدم گردد ۔ بہ خود گماں نہ برد ہیچ کس کہ نادانم

بشیر۔ اگر ہو سکے تو بہ نظرِ تحقیق اس شخص کا کلام پیشِ نظر رکھو۔ میں
کہاں سے کہاں جا نکلا۔ غرض جتنے احمق ہیں وہ اپنے پندار میں احمق نہیں تو
ایسی صورت میں کیا توقّع کی جا سکتی ہی خصوصاً جب کہ ادّعائی رنجش درمیان
میں ہو۔ اگر تم دیکھو کہ زیادہ بے لطفی کا احتمال ہی تو برخوردار اُس خط کو
پھاڑ ڈالو اور . . صاحب کو مت سناؤ اور مجھ کو میری حالت پر چھوڑ دو۔
بشیر۔ خدا کے لئے جی لگا کر پڑھو اور پڑھنے پر محنت کرو۔ چند روز کی تکلیف ہی

---

[1] ایراد و اقوال اساتذہ ۔ [2] دونوں میں بڑا بل ہی ۔

اور ان شاء اللہ عمر بھر کی آسایش۔ تم کو دہلی والوں کے جھگڑوں میں دخل دینا ضرور نہیں۔ تم یہ سمجھو کہ تحصیل علوم کی ضرورۃ سے مسافرانہ دہلی میں ہو۔ کتاب سے سروکار رکھو اور تمھارا وطن یا گھر میرے دل میں ہی۔ جس قدر تم ان لوگوں سے بے تعلق اور الگ تھلگ رہوگے آسایش میں رہوگے۔ رہی یہ بات کہ فلاں شخص ہم سے کم محبۃ کرتا ہی اس کی کچھ شکایۃ نہیں۔ خدا کا شکر ہی کہ ہم کو اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی محبتوں کا محتاج نہیں کیا۔ خدا کی محبۃ و مہربانی کافی ہی۔ تمھارا مزاج میری طرح اُنس پذیر ہی اور جب تم کو خلافِ توقع لوگوں کی مداراۃ نظر آتی تو بہ اقتضاے بشریۃ رنج ہوتا۔ استغنا کو اپنا اُصول زندگی قرار دو۔ غالب نے کیا خوب کہا ہی۔ ؎

جب توقع ہی اُٹھ گئی غالب ✣ کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

لگ لپٹ کر ضروری امتحانوں سے فراغۃ حاصل کرو۔ پھر کہاں تم اور کہاں دہلی۔ یہ بھی اُمورِ اتفاقیہ ہیں۔ ؎

دے با نیک خواہاں متفق باش ✣ غنیمت داں اُمورِ اتفاقی ✣

یاد آیا کہ تم نے کسی خط میں المسلم مرآۃ المسلم[1] کو مراۃ المسلم لکھا۔ مرآۃ اصل میں مِفعَلۃ اوزانِ آلہ میں سے ہی مفعل۔ مفعلۃ۔ مفعال۔ مادہ رأی۔ مصدر مجرد رؤیۃ۔ مرأیۃ کی ی بہ وجہ تحرک و فتح ماقبل الف ہو گئی۔ مرآۃ یعنی دیکھنے کا آلہ وہ کیا ہی آئینہ۔ فارسی کی انشاؤں میں اکثر الفاظِ عربی غلط لکھے رہتے ہیں۔ جب کوئی ترکیب دیکھو اُس کی اصلیۃ تحقیق کرو مثلاً خاطر نیاز ناثر اور تسلیمات کورنش سمات اور اسی طرح کے ہزاروں لفظ ہیں کہ بے توجہی میں نظر سے گزر جاتے ہیں اور تحقیق کرنے بیٹھو تو ایک ایک گھنٹے سے کم میں وہ لفظ ٹھکانے نہیں لگتا ✣

۲۸۔ جون ۱۸۷۶ء

---

[1] مسلمان مسلمان کا آئینہ ہی ✣

خط ۳۳

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آدمی اپنی راے کے ظاہر کرنے میں مطلق باک نہ کرے - جو لوگ ظاہر نہیں کرتے وہ راے تو رکھتے ہیں - مگر بُزدلی یا نِفاق کی وجہ سے اُس کے اظہار پر قادر نہیں - گو تم اپنے پندار میں اپنی راے کو منصفانہ سمجھتے ہو اور عجب نہیں کہ ایسی ہی ہو بھی لیکن میں اُس کے منصفانہ ہونے کا قائل نہیں ہوں تاہم میں تمھاری مدح کروں گا کہ تم نے ویکر سکس[1] کی جانب داری کی - انسان جب سوسائٹی[2] میں ہوتا ہے وہ اپنے تئیں اس سوسائٹی کے انفلوئنس[3] سے بچا نہیں سکتا پس پہلی دلیل تمھاری پارشیلٹی[4] کی تمھارا اُس سوسائٹی میں ہونا ہے - اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ضَعِیْفًا[5] - کے ضعف میں ضعفِ راے بھی داخل ہے - میں ایسا ہٹ دھرم نہیں (یا نہیں ہونا چاہتا) کہ تم مجھ کو میری فالٹس[6] پر متنبہ کرو اور میں اعتراف کرنے سے عار کروں - میں تمھاری نظر میں اپنے تئیں اُس سے زیادہ نیک بنانا چاہتا ہوں اور اُس سے زیادہ معقول پسندی کی صفت ظاہر کرنے کی فکر میں ہوں جتنی کہ مجھ میں ہے اور یہ آدمی کے نیچر[7] کا اقتضا ہے ◆

خط ۳۴

تمھاری انگریزی نہ میرے پاس ہے اس واسطے کہ میں نے دیکھنے کا قصد بھی نہیں کیا اور دیکھتا تو کیا دیکھتا - اگر تم سوچ کر لکھو اور پڑھنے میں طرزِ ادا اور محاورات کا لحاظ کر لیا کرو تو شاید میرے برابر لکھ سکو - اور نہ وہ انگریزی . . . کے پاس ہے کیوں کہ اُن کو اتنا دماغ کہاں - البتہ . . . یہ مدد گرامر اُس میں اصلاح دے رہے ہیں - کیا تم کو اس لڑکے کی اُفتادِ مزاج معلوم نہیں - ایک دو برس کے بعد وہ متقدمین پر بھی ضرور جرح[8] کرے گا -

---

[1] صنفِ ضعیف نسواں [2] صحبت - مجمع [3] اثر [4] جانب داری [5] حق یہ ہے کہ آدمی ضعیف پیدا کیا گیا ہے [6] عیوب [7] طبیعت - سرشت [8] اعتراض ◆

؎ چوں خدا خواہد کہ پردہٴ کس درد ٭ میلش اندر طعنہٴ پاکاں برد ٭
مولوی . . . کو تو کتابتہ میاں جی بد استعداد کہنے لگا۔ تم کو نہ وہ پہلے کچھ
سمجھتا تھا نہ اب سمجھتا ہی اور اس کا سبب خود اُسی کی جہالۃ اور نادانی ہی
پس تم ایسے احمقوں سے کیا مُعارضہ کرتے ہو۔ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدرِ عُقُولِہِم[۱]
تم کو خدا نے اُس پر اور ایسے ہزاروں پر برتری دی ہی وَالحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَلَا فَخر[۲]
تم اپنی حالۃ کا موازنہ اپنے ابناے جنس ہیں کرو۔ . . . اپنے معزز خاندان
ہیں مگر اُس خاندان کو علم و فضل سے کیا مناسبتہ ۔ فارسی کو تو اُس نے
مُدّۃ ہوئی طاقِ بلند پر رکھ دیا بدیں عبارۃ "مُوت کر چھوڑا"۔ عربی ہیں ہر روز
مولوی صاحب سے تو تو میں میں ہوا کرتی ہی ۔ انگریزی کا حال مجھ کو معلوم
نہیں۔ کسی سے کہتا تھا کہ گرامر ڈپٹی صاحب نہیں جانتے۔ لغتہ ہیں نے
کئی پوچھے اُن کو نہیں آئے ۔ پھر نہیں معلوم انگریزی کیا جانتے ہیں ۔
بہ اُس کا کہنا حق تھا مگر وہ حق جس کو اَلحَقُّ مُرٌّ[۳] کہا ہی ۔ . . . کے مزاج ہیں
ابھی کچھ سلامتہ روی ہی مگر عارضی ع عصمتہ بی بی ست از بے چادری ٭
تم کو کوئی ضرورۃ ان لوگوں سے بگاڑ کرنے کی نہیں ہی ۔ ہیں بھی ان لوگوں
سے تفریحاً ملتا ہوں تم بھی ایسا ہی تعلق رکھو۔ دل خوش کُن دو چار باتیں
کہیں سُنیں الگ ہو گئے ۔ غلطیاں جو تم نے گرفت کیں سب درست ہیں اور
بہت غلطیاں تم نے نظر انداز کیں ؎

خط لکھا ایسا کہ سرتاپا غلط ۔۔۔ خود غلط اِملا غلط انشا غلط

ایک جگہ تم نے زبانِ مقطوع البیاں کو زبانِ مقطوع اللسان سمجھ کر لتاڑ کی ہی
زبانِ مقطوع اللسان یا لسانِ مقطوع اللسان بے شک مہمل ہی۔ مقطوع البیان
بھی عبارۃ اچھی نہیں ۔ قاصر البیان چاہئے ۔ لیکن کیا . . . نے یہ لفظ اپنی

---

[۱] لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مطابق بات کیا کرو [۲] اور اس پر خدا کی ستایش ہی نہ نازش
[۳] سچی بات کڑوی ہوتی ہی ٭

طبیعۃ سے ایجاد کیا۔ ضرور کسی انشا سے لیا ہوگا۔ عجمیوں نے عربی کی ایسی بہت سی مٹی پلید کی ہی۔ کاش اسی کاوش سے انگریزی[۱] پر نظر ہو اور اسی کاوش بہی کاوش چند سے عربی بین چلی جائے۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَاِن یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِہِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ۔

ایک محقق کا مقولہ ہی کہ انگریزی دو قسم کی ہی کتابی اور روزمرّہ (کرنٹ انگلش)۔ کہتے ہیں کہ روزمرّے کے واسطے اور قوّۃ تحریر زیادہ ہونے کے واسطے اور معلوماتِ عامّہ کے واسطے مطالعۂ اخبار انگریزی ضرور ہی۔ تم کسی سوسائٹی[۲] یا کلب[۳] مین جایا کرو یا خود کوئی عمدہ اخبار لیا کرو ٭ بشیر۔ پڑھنے کے سامنے خرچ کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ اگر خدا برکۃ دے تو یہ خرچ ایسا ہی کہ چند روز مین اضعافاً[۴] مُضَاعفہ اس سے حاصل ہوگا۔ پس یہ خرچ تجارۃ[۵] رابحہ ہی۔

تم نے خط مین ذرا لکھ کر زرا بنایا۔ اصل مین ذرّہ عربی ہی۔ ذرّات جمع۔ تصرّفاتِ عجم سے مخفّف ہوگیا تو کتابۃً ذرا درست۔ فقط ٭

خط ۳۵

مولوی . . . صاحب تمھارا اسباب لے گئے ہیں۔ تم اپنی ضرورۃ کی چیزوں سے مطلع رکھو۔ کتاب وغیرہ جو کچھ درکار ہو لکھ بھیجو — میں روانہ کردوں گا۔ تم جو چاہو فرمایش کرو میری صرف یہی ایک فرمایش ہی کہ تم پڑھو ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند — تا تو نانے بہ کف آری و بہ غفلۃ نہ خوری
ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرماں بردار — شرطِ انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

تم نے آخر اپنا فارسی خط تو درست کیا کہ ہاتھ سنبھال کر لکھتے ہو تو

---

۱ جو کچھ خدا نے چاہا۔ اور قوّۃ نہیں ہی مگر خدا کی مدد سے اور کافر قریب ہی کہ تجھ کو وعظ سُنتے وقت اپنی نظروں سے ڈِگا دیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو دیوانہ ہی۔ یہ آیۃ دفع نظر کے لئے پڑھتے ہیں ۲ مجلس ۳ انجمن ۴ چند در چند ۵ پر منفعۃ تجارۃ ٭

بھلا معلوم ہوتا ہی۔ ذرا اسا لحاظ قاعدوں کا کرلو کہ کس طرح حروف کو ترکیب دیں تو اَوْر عمدگی پیدا ہو۔ لیکن انگریزی خط کو تم نے پیٹ بھر کر بگاڑنے دیا۔ خوش خطی کوئی کمال نہیں مگر ہنر ہی اور شروع میں تھوڑا اسا اہتمام کرنے سے آدمی خوش خط ہوجاتا ہی اور جب ہاتھ نے ایک روش اختیار کرلی تو گھسیٹ میں بھی وہی شان باقی رہتی ہی۔ میں مانتا ہوں کہ مجھ میں ہنرِ خوش خطی نہیں ہی تو کیا ضرور ہی کہ تم میرے معائب و مناقص کی تقلید کرو۔ خذ ما صفا[1] دَعْ ما کدِر۔ اگر مجھ میں کوئی صفۃ ہی خدا تم میں وہ صفۃ علیٰ وجہِ الکمال پیدا کرے۔ میرے عیوب سے خدا تم کو بچائے۔ آمین۔ ذرا انگریزی خط پر توجّہ کرو۔ اگر قلم دواۃ کاغذ علیٰ وَفْقِ المُراد نہیں یہ چند پیسوں کی چیز ہی اور ہنر اگر ہاتھ میں آگیا تو دولتِ لازوال ٭

گو تم کو اپنی والدہ سے عارضی ناخوشی ہو لیکن بشیر تم کو خدا نے عقل دی ہی۔ تم اُن کی پوری اطاعۃ کرو۔ ماں میں نمونہ شفقۃِ الٰہی کا ہی اور ماں باپ کے جو حقوق شارع نے قرار دیے ہیں وہ حقیقۃ میں تلافی ہی اُن احسانوں کی جو ماں باپ اپنی اولاد پر کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہی کہ تمھاری والدہ کبھی تم سے بے سبب ناخوش ہوں لیکن ؎ آن را کہ بجائے تست ہردم کرمے ٭ عذرش بنہ ار کند بہ عمرے ستمے ٭ ۲- جولائی ۱۸۷۶ء

خط ۳۷

مجھ کو تمھاری تین باتیں پسند آئیں۔ تم نے فارسی خط کچھ درست کیا۔ قرآن مجید پر تمھاری نظر ہی کہ اُس سے استشہاد کرتے ہو۔ یہ بڑی مفید چیز ہی۔ عبارۃِ فارسی لکھنے پر قدرۃ پیدا کرتے جاتے ہو۔ اگر زبانِ انگریزی۔ گرامر۔ کمپوزیشن۔ اور علومِ ریاضی میں بھی اسی نسبۃ کے ساتھ توجّہ کرو تو بس کافی ہی۔ اس کو سمجھ لو کہ عربی فارسی لوگوں یعنی ابنائے جنس میں تُخْمِ ردی

[1] کھرے کو لے لو اور گدلے کو چھوڑ دو ٭

پیدا کرنے کی چیز ہی اور انگریزی تو بانی زمانہ ہذا رزق کی ڈوئی ہی - اگر انگریزی کو شرطِ رزق کہا جاے تو بجا - پس انگریزی کی طرف مزید توجہ لازم - اور ظاہرا تم یہ نہیں کرتے اور بُرا کرتے ہو - اجی حضرۃ انگریزی مول[16] اور عربی فارسی روکھن - جتنی عربی فارسی تم اب جانتے ہو دنیا کی کارروائی کو بہت ہی - لیکن انگریزی کیا ہی ہیچ در ہیچ ہی - اس کو خدا کے لئے سمجھو - مصیبۃ یہ ہی کہ مجھ کو انگریزی نہیں آتی ورنہ تم غفلۃ نہیں کرنے پاتے - ۳ - جولائی ۱۸۷۶ء

خط ۳۷

بشیر - اب میں بھی سینگ کٹا کر بچھڑوں میں ملا ہوں - میں نے پادری صاحب سے بائبل[17] پڑھنی شروع کی ہی - افسوس کہ اُن کو ہفتے میں دو دن فرصۃ ہوتی ہی وہ بھی صرف ایک گھنٹے - لیکن اُتنا بھی خالی از منفعۃ نہ ہوگا - پہلے ہی سبق میں مجھ کو اپنی چند غلطیوں پر تنبہ ہوا - ۱۱ - جولائی ۱۸۷۶ء

خط ۳۸

بشیر الدین احمد بارک[18] اللہ فیک -

خدا کی شان ہی وہ شخص جو برسوں دہلی کو خط لکھنا نہ جانے اب دہلی کے خط کو ترسے - میں تمھارے طرزِ مزاج سے خوب آگاہ ہوں اور مطمئن ہوں کہ تم نے خط کا لکھنا اپنے ارادے سے بند نہیں کیا - عجب نہیں کہ تم کو وہاں کے عُقلا نے مُخبر یا نمّام[19] کہا ہی اور تم نے اُس تہمۃ کا انتقام یوں لیا ہی کہ مراسلۃ موقوف - لیکن ترکِ مراسلۃ میں تم اپنا بڑا نقصان کر رہے ہو - آخر میں تم کو یہاں دور بیٹھا ہوا تعلیم نہیں کر سکتا تاہم نیک صلاح تو دے سکتا ہوں - مجھ کو امید ہی کہ عربی کے اصلاحی خطوط فائدہ دیتے ہوں گے - انگریزی میں اصلاح نہیں نہ سہی صلاح کیا کم ہی - پس تم بہ قدرِ تعلقِ تعلیم ترکِ مراسلۃ

---

[15] ان دنوں + [16] اصل راس المال + [17] توراۃ و انجیل - کتابِ مقدس + [18] خدا تم میں برکۃ دے [19] چغل خور - سخن چیں +

مت کرو۔ اگر علیٰ وفقِ العادۃ المعہودہ تمہارے اصلاح طلب خطوط کا سلسلہ جاری رہے مجھ کو رضامند رکھنے کے لئے کافی ہے۔ میں انھی خطوط سے تمہاری ذاتی خیر و عافیۃ بھی مستنبط کر لیا کروں گا۔ تمہارے امتحانی سُوالات کُل میں نے واپس کر دیے۔ سُوالات کا واپس دینا ایک اچھا طریقہ ہے اس سے تم کو اپنی غلطیوں پر تنبّہ ہو سکتا ہے۔ میں نے سیّد احمد خاں کے کالج کے کاغذات بھی تم کو بھیجے ہیں۔ اب سیّد احمد خاں نے پنشن لی اور بہ نفسِ نفیس مقیم علی گڑھ رہیں گے ضرور ہے کہ اب اُس مدرسے کا انتظام یو ماً فیو ماً عمدہ ہوتا جاے۔ سیّد احمد خاں کو سکالرشپ بہت مل گئی ہیں اور یہ تحلیبِ رغبات کا اچھا ذریعہ ہے +

مایغنیک فی الصرف۔ کے پروف عن قریب آنے والے ہیں۔ میں اُن کو تمہارے پاس بھیجتا رہوں گا۔ مایغنیک اور توضیح المرام گو اردو ہیں لیکن غور سے سمجھ کر پڑھو اور یاد رکھو تو صرف و نحو میں کافی ہیں +

پہلے امتحان میں جس مضمون میں بُرے رہے اُس پر زیادہ توجہ کرو۔ مجھ کو اپنے لکھنے پڑھنے سے بے خبر مت رکھو کیوں کہ اس کا گزند تمہاری طرف عائد ہوتا ہے۔ ۳۔ اگست ۱۸۷۶ء

خط ۳۹

میں نے . . . کا خط بجنسہ بھیج دیا تھا اور پوچھا تھا۔ کہ جو کہو سو کروں؟ لیکن تم نے میرے استفسار کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اس واسطے کہ مطلقاً مجھ کو خط لکھنا ہی غیر ضروری ہو رہا ہے۔ اب . . . نے اپنے والد کو لکھا ہے کہ . . . سخت محتاج ہے اور . . . بیمار اور لڑکی کا نکاح درپیش کچھ آپ دیجیے اور کچھ ڈپٹی صاحب سے دلوا دیجیے۔ میں نے تم کو لکھا اور تم کو پہلے سے معلوم بھی ہو گا کہ . . . سے میں نے ایک طرح کا وعدہ ضرور کیا تھا مگر وعدہ ایسے عام الفاظ میں تھا کہ میں نے کسی مقدارِ خاص کی تعیین

۱؎ معمولی عادۃ کے موافق + ۲؎ وظیفہ + ۳؎ رغبتوں کی کشش +

نہیں کی اور اس میں فی الحقیقۃ یہ شرطِ معہود فی الذہن[۹۱] مُضمر تھی کہ وہ ایجازِ[۹۲] وعدہ تک تم لوگوں کو رضامند رکھے۔ سو اُس دشمن عقل نے شاید ایسا نہیں کیا۔ اس میں بھی شک نہیں کہ من حیث القرابۃ[۹۳] . . . کو کچھ استحقاق نہیں لیکن استحقاقِ تعارف ہی۔ ع انّ المعارفَ[۹۴] فی اہلِ النّہی ذِمَمٌ ٭ دہلی کے لوگوں سے اُس اطاعۃ اور وفاداری کی توقع رکھنا جو یہاں کے نوکر کرتے ہیں ایک توقع بیجا ہی خصوصاً ہرجائی اور ہربالی جیسے . . . اور . . . کہ یہ لوگ اپنی چرب زبانی سے شکم پروری کرتے ہیں۔ کسی کے پابند نہیں۔ چاپلوسی اور خوش آمد سے جہاں موقع ملا کام نکال لیا۔ اگر ان کا یہ شیوہ پیشِ نظر رکھو تو پھر ان کی کوئی حرکۃ ناگوارِ طبع نہ گزرے۔ تم اپنی غلط فہمی سے توقعات بیجا پیدا کر لیتے ہو اور جب خلافِ توقع کوئی امر پیش آتا ہی تم کو بُرا لگتا ہی اور بیشک بُرا لگنا چاہیے۔ مولوی . . . . . . روپیہ بھیجتے ہیں۔ میں نے بھی . . . روپیہ دینے کو کہ دیا ہی۔ سو بھائی اگر بہ طیبِ خاطر تمہارا اور تمہاری والدہ کا جی چاہے تو دو ورنہ خدا کے نام کا دینا ہی جس کو زیادہ مستحق سمجھو بہ تفاریق یا یک مُشت اُس کو دو . . . وغیرہ گو یہ لوگ بُرے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسی بُرائی کے ساتھ انھوں نے اپنی عمریں تمہارے گھر یا کُنبے میں بسر کر دیں اور بہ وقتِ ضرورۃ خوش دلی یا بے دلی سے تمہاری شریکِ حال بھی یہی لوگ ہوتے ہیں۔ میں روپیہ تم کو دیتا ہوں کہ اس کو راہِ خدا میں صرف کرو اور مصرف اس کا متعیّن نہیں کرتا۔ لیکن مجھ کو امید ہی کہ اس خط کے پہنچنے تک تم کو . . خوشنود کرلے گی

والسلام ٭ ۵۔ اگست ۱۸۶۷ء

---

۹۱ ذہن میں ٹھیری ہوئی ٭ ۹۲ ایفاے وعدہ ٭ ۹۳ قرابۃ کے لحاظ سے ٭ ۹۴ جان پہچان کی بھی عقل مندوں کے درمیان ذمہ داریاں ہیں ٭

خط ۳۴

چھوٹی[۱] طلائی گھڑی آج روانہ کی جاتی ہے - اگرچہ لوگ منع کرتے تھے کہ لڑکوں کو ایسی قیمتی چیز کا دینا مناسب نہیں لیکن میں نے مضایقہ نہیں کیا کیوں کہ تم لڑکے تو ہو مگر خدا کے فضل سے بے تمیز بچے نہیں ہو کہ گھڑی کی احتیاط یا حفاظتِ ضروری نہ کر سکو۔ دوسرے تمھاری جائز خواہشوں کا پورا نہ ہونا مجھ کو پسند نہیں۔ تم جانتے ہو کہ یہ گھڑی اگر بے قدر ہے تو صرف اس سبب سے کہ مجھ کو مُفت ملی ہے اور میں اس کا اہل نہیں ہوں - جب یہ گھڑی نئی نئی مجھ کو ملی تو ہنڈرسن صاحب بہادر کلکٹر کان پور نے دیکھ کر کہا کوک[۲] اینڈ کلوبی کی دُکان سے لااقل[۳] چھ سو روپے کو ملے گی اور زنجیر پورے سو کی تو مجموع کو فی الحال لااقل پان سو کا مال سمجھو - چوں کہ مجھ کو شوق نہ تھا - میں نے نہ تو اس کے لئے کوئی عمدہ خانہ بنوایا نہ خوش نما غلاف سلوایا اور نہ نفیس آویزے لٹکائے بلکہ کنجیاں میلی ہو گئی تھیں اتنا بھی نہ ہو سکا کہ انھی کو اُجلوا لیتا یا تجدیدِ ملمع کراتا - مگر اتنی احتیاط میں نے ضرور کی کہ اس کو بگڑنے نہیں دیا - جدھر سے گھڑی کو کی جاتی ہے کھول کر دیکھو دو سوراخ ہیں - ایک وسطِ دائرہ یا مرکزِ دائرہ میں - اُس کی راہ گھڑی کا وقت ملایا جاتا ہے - لیکن ضرور ہے کہ سوئی اُلٹی نہ پھرائی جائے یعنی سوئیوں کی اصلی رفتار نشان ۱۲ سے نشان ۱ و ۲ وغیرہ کی طرف ہے - تو گھڑی کے ملاتے وقت بھی سوئیاں اصلی رفتار کے خلاف نہ چلائی جائیں ورنہ گھڑی کے پرزوں میں فتور پیدا ہوتا ہے - دوسرا سوراخ کوک نے کا ہے اور کوکنے میں سیدھی کُنجی دی جاتی ہے جس طرح ہم لوگ معمولی قفلوں کو بند کرتے ہیں - لیکن یاد رکھو کہ گھڑی کے ملانے میں ہمیشہ اُلٹی کُنجی دینی ہوتی ہے تاکہ سوئیوں کی رفتار اُلٹی نہ ہو - اس کو غور سے

---

[۱] یہ وہ گھڑی ہے جو انڈین پینل کوڈ کے ترجمے کے صلے میں مولوی نذیر احمد کو گورنمنٹ سے انعام ملی تھی پس قیمتی ہونے کے علاوہ فخر کی چیز ہے [۲] کلکتہ کی ایک بڑی بھاری کمپنی جس کے ہاں ہر قسم کی اعلیٰ اعلیٰ گھڑیاں رہتی ہیں [۳] کم سے کم

سمجھو۔ لوگوں کی گھڑیاں دیکھو ان سوراخوں پر کُنجی کے صدموں سے ایسے نشان پاؤگے جیسے بیلوں کے پٹھوں پر آر کے نشان ہوتے ہیں پر میری احتیاط پر آفریں کہو کہ ایسی جانچ سنبھال کے ساتھ کُنجی پھیرتا تھا کہ دونوں سوراخ خدشہ و خراش سے محفوظ ہیں اور یہ حالت کامل پندرہ برس کے استعمال کے بعد ہی ✤

گھڑی کے متعلق چند باتیں یاد رکھنے کی ہیں۔ اوّل گھڑی کو حتّی المقدور ہمیشہ ایک وقت معیّن پر کُنجی دینا چاہیے یعنی جس وقت آج کوکی ہی دوسرے روز بھی اُسی وقت کوکی جاوے ✤ کُنجی دینے کے لئے صبح کا وقت سب سے بہتر ہی۔ کُنجی دیتے وقت دیکھ لینا چاہیے کہ کُنجی گرد سے پاک ہی اور زنگ آلودہ نہیں ہی اور وہ مربّع کیل جس میں کُنجی دی جاتی ہی۔ اُس میں کُنجی برابر بھرپور بٹھانے کے بعد آہستہ آہستہ پھرائی جاوے جب تک کہ از خود نہ رُک جاوے۔ دوم بیکار اور معطّل رکھ دینے سے گھڑی کے خراب ہوجانے کا احتمال ہی۔ اگر استعمال نہ کرو تو یوں بھی دوسرے تیسرے کُنجی دے کر رکھ دیا کرو۔ سیوم کُنجی دیتے وقت گھڑی کو مضبوط ایک ہاتھ سے پکڑو اور صرف کُنجی کو پھراؤ۔ گھڑی کو پھرانا یا چکّر یا جھٹکے دینا ضرور نہیں۔ چہارم۔ گھڑی کی جیب کو ہمیشہ گرد سے پاک رکھو۔ پنجم جب گھڑی کسی کھونٹی سے لٹکائی جاوے تو خیال رہے کہ وہ ہلتی نہ رہے بلکہ جمی ہوئی رہے۔ جب نیچے رکھی جاوے تو خانے میں رکھو یا کسی نرم چیز پر۔ کتاب یا میز یا کسی اَور سخت چیز پر رکھنے سے وائبریشن[1] ہوتی ہی۔ ششم جب کبھی گھڑی کسی وجہ سے بند ہوجاوے یا اُس کے صاف کرانے کی ضرورت ہو تو ضرور ہی کہ کسی معتبر واقف کار درست کرنے والے کو دی جاوے ورنہ عموماً یہ چھٹ بھیّے بہ سبب ناواقف ہونے کے تمام ورکنگ[2] کو خراب کر کے گھڑی کا ستیاناس کر دیتے ہیں ✤

---

[1] تھرتھراہٹ۔ لرزش ✤ [2] کیل پرزے ✤

خانہ اور کنجیاں دو چیزیں خراب ہیں۔ ان کو درست کرا لو۔ گھڑی کو بازیچۂ طفلاں مت بناؤ بلکہ عاقلانہ طور پہ کام لو۔ سوائے تمہارے کوئی اس کو نہ چھوئے کائناً مَن کان۔ لوگوں میں مادۂ حسد ایسا عام ہے کہ شاذ و نادر کوئی نفس قدسی اس سے بری ہو تو ہو ایں دفع العین کے لئے بے ضرورۃ حاسدین کو دکھانا لاحاصل ہے۔ مجھ کو یہ خوف نہیں کہ تم گھڑی کو بگاڑو گے۔ خوف یہ ہے کہ بہ اقتضائے شباب کہیں رکھ کر اٹھ کھڑے ہو۔ ایسا نہ ہو دلّی کا کوئی عیار لے کر چلتا ہو۔ مدرسے کے لڑکے شاید اب بھلے مانس ہوں۔ میرے زمانے میں کانَ اکثرہم فاسقینَ سارقینَ کاذبینَ۔ تمہارا مکان جیسا کچھ غیر محفوظ ہے مجھ کو معلوم۔ ایک دن پانچ وقت کی نماز پڑھ لینے سے تمہارے یہاں آدمی معصوم سمجھا جاتا ہے اور حال یہ ہے۔ ؎

ای بسا ابلیس آدم رو کہ ہست پس بہ ہر دستے نہ باید داد دست

الغرض تا کسی وقتِ آیندہ میں لوگ میری تحمیق نہ کریں اس متاعِ گراں مایہ کو ضائع مت کرو ✣

خط ۱۴

بشیر۔ اگر تم نے عربی اور اقلیدس میں پاس کیا تو مدح نہیں۔ یہ چیزیں تم نے یہاں سمجھ کر پڑھی تھیں مگر تم تو جبر و مقابلہ اور حساب بھی یہاں سمجھنے لگے تھے۔ تم زور لگاؤ اُدھر جدھر خامی پاؤ ✣

یہ تم نے کس سے سُنا کہ میری تنخواہ میں اضافہ ہوا۔ اضافے کا نمبر نہیں میور صاحب لفٹننٹ گورنر نہیں۔ تم کو فوراً تکذیب کرنی چاہیے تھی اَہلُ البیتِ اَدریٰ بما فی البیتِ۔ حق یہ ہے کہ اب وہ ولولہ مجھ میں باقی نہیں ورنہ دنیا دار الاسباب ہے۔ ہر چند تدبیریں تھیں مگر مجھ سے اب کچھ ہو نہیں سکتا ع

؎ گئے باشد۔ کوئی ہو ✣ ؎ اکثر اُن میں فاسق چور اور جھوٹے تھے ✣ ؎ گھر والے گھر کے حال سے زیادہ واقف ہوتے ہیں ✣

جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا ✤ اب تمھارا وقت ہی ۔ ع
اگر پدر نتواند پسر تمام کند ✤

آدمی کی ظاہری نمود کچھ بکار آمد نہیں - اصلی نمود ہنر اور لیاقت کی ہی مجھ کو پوری امید ہی کہ تم پر کسبِ ہنر کی ضرورۃ ثابت ہو چکی ہی - بس کسر اتنی ہی کہ اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دو اور اپنے اقران و امثال میں امتیاز پیدا کرو - جب تم کو کسی مضمون میں فیل ہوتا سنتا ہوں میرا دل ٹوٹ جاتا ہی اور سوچتا ہوں کہ کیا تدبیر کروں کہ تم کو وہ مضمون آجاے - ۲۱ - اگست ۱۸۷۶ء

خط ۴۲

تمھارے معاملات میں یہ بڑی مشکل ہی کہ اپنی ضرورتوں کی پیش بینی نہیں کرتے - تم اپنی حوائج ضروری کا اندازہ کرکے ایک اوسط مقرر کرو کہ اُسی حساب سے ایک مقدارِ کافی جمع کر دی جاے کہ وہ بشیر فنڈ[۱] ہو اور تم وقتاً فوقتاً حسبِ ضرورت خود اپنی تجویز سے اُس کو صرف کیا کرو - جو روپیہ تمھاری تعلیم و آسایش میں صرف ہو مجھ کو ہرگز دریغ نہیں - میں صرف اسی قدر کہتا ہوں کہ اپنی عادتوں کو مت بگڑنے دو - کوئی آدمی نہیں جان سکتا کہ اُس کو آیندہ کیسے اتفاقات پیش آئیں گے - اس سے قطعِ نظر - بگڑی ہوئی عادتیں عُسر و یُسر[۲] دونوں حالتوں میں تکلیف دہ ہوتی ہیں ✤

میرے ساتھ وہی اگلے کور نمک[۳] ہیں - اب میری تکلیفیں انتہا کو پہنچیں تمتعاتِ دنیوی میں بس ایک کھانا تھا - اُس کا یہ حال ہی کہ کوئی ہفتہ فاقے سے خالی نہیں جاتا - ع بس جی چکے بہت ہم اب کیا کریں گے جی کر ✤

گھڑی کے بارے میں مجھ کو چند باتیں آور لکھنی ہیں - دو کنجیاں دو مصرف جداگانہ رکھتی ہیں - ایک مرتبہ خوب پہچان لو کہ کون سی کنجی کس سوراخ کے لئے موضوع ہی تا کہ وضع الشئی فی غیر محلہ[۴] نہ کر سکو - جس طرف آئینہ ہی اُسی طرف

۱؎ خزانۂ بالفعل۔ تحویلِ بشیر ۲؎ تونگری و مفلسی ۳؎ نمک حرام نوکر ۴؎ چیز کو بے محل رکھنا ✤

سے داخلی گھڑی کھولا جاتا ہی - آئینہ ایک حلقے میں جڑا ہوا ہی اور حلقے میں وہ جگہ باہر نکلی ہوئی ہی جس میں ناخن اٹکا کر آئینے کو اٹھا دیتے ہیں - اس کے بعد دو فولادی نشان نیچے ہیں - ایک میں ناخن لگا کر اندر کو دبا دینے سے گھڑی خود بخود کھل جاتی ہی - کوئی ضرورۃ داخلی گھڑی کے کھولنے کی نہیں - رگیولیٹر کو کبھی تیز یا سُست کرنا پڑتا ہی اور وہ رگیولیٹر داخلی گھڑی میں ہی - رگیولیٹر اُس پُرزے کو کہتے ہیں جس سے گھڑی کی رفتار رگیولیٹ[51] کی جاتی ہی اور وہ ایک لوہے کی سوئی ہی جس کی دونوں طرف درجے بنے ہوئے ہیں اور ایک طرف اس اور دوسری طرف اف لکھا ہوا ہی یعنی سلو[52] اور فاسٹ[53] - جب گھڑی سُست چلنے لگتی ہی یا تیز ہو جاتی ہی تو اس سے کام لیا جاتا ہی مگر عموماً عمدہ گھڑیاں رگیولیٹ کی ہوئی ہوتی ہیں - تم داخلی گھڑی کو بلا ضرورۃ شدید مت کھولو ورنہ احتمال ہی کہ گرد اور ذرات اُس کے پُرزوں میں گھس جائیں اور سیل اور ایٹماسفیر[54] کے اثر سے گھڑی خراب ہو جائے - سب سے زیادہ خطرناک بات گھڑی کی مرمّتہ ہی - چوں کہ گھڑی کے پُرزے بہت نازک ہیں ضرور ہی کہ ہر سال اُس میں وَاچ آئل[55] دیا جائے یعنی صاف کرائی جائے تاکہ گرد وغیرہ سے پاک ہو جائے - مگر جہاں عمدہ صاف کرنے والے نہ ملیں وہاں ایسے صاف کرانے سے گھڑی کا ناصاف ہی رہنا بہتر ہی - لوگ ایسے بد معاملہ ہوتے ہیں کہ گھڑی کے عمدہ ولایتی پرزے بدل لیتے ہیں - اسی واسطے مُحتاط لوگ گھڑی کا مرمّتہ کرانا پسند نہیں کرتے - بعض وقت گھڑی ساز اپنی کم فہمی اور ناواقفیتہ سے بھی پُرزے بے ترکیب جما دیتے اور گھڑی کو تباہ بلکہ از کار رفتہ کر دیتے ہیں - ممکن ہی کہ تم ان سب باتوں کو پہلے سے جانتے ہو لیکن بہ نظرِ مزید احتیاط مجھ کو لکھنا لازم تھا +

---

[51] ملائی اور درست کی جاتی ہی + [52] سُست + [53] تیز + [54] ہوا سے جو ہی +
[55] گھڑی میں ڈالنے کا تیل +

. . . کو تم نے خطِ منظوم لکھا۔ اُس میں کثرۃ سے زحافات اور سکتات تھے اور بہت سے شعر ساقط الوزن۔ افسوس ہی کہ تمھاری طبیعۃ ناموزون واقع ہوئی ہی۔ اس کی تدبیر کرو۔ یہ عیب شاید متوارث ہی۔ ننھیال میں تمھارے . . . صاحب کو وزن کا مطلق امتیاز نہیں اور . . . کا بھی یہی حال ہی۔ اساتذہ نے اوزانِ اشعار کو منضبط کر دیا ہی۔ ہر خاص وزن بحر کہلاتا ہی۔ اُس میں ف ع ل۔ میں کلمات مقرر ہیں مثلاً فعولن۔ مفعول۔ مستفعلن۔ فاعلن۔ متفاعلن۔ فع۔ فعلاتن۔ فاعلاتن۔ نسیم کا یہ مصرعہ ع۔ ہر شاخ میں ہی شگوفہ کاری ✤ اس کی بحر ہی مفعول مفاعلن فعولن۔ جس کی تقطیع یا توزین یوں ہی:- ہر شاخ = مفعول۔ م ہی شگو = مفاعلن۔ فہ کاری = فعولن۔ اس طرح ہر ہر مصرع کو تقطیع کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کہاں وزن بگڑا اور جن کو خدا نے طبیعۃ کی مناسبۃ عطا فرمائی ہی وہ ایک مرتبہ پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ یہاں سکتہ یا زحاف ہی سہ شعر می گویم بہ از آبِ حیاۃ ✤ من نہ دانم فاعلاتن فاعلات ✤ شعر ایک شعبہ موسیقی کا ہی جس میں تال اور سم سب موجود ہیں۔ تم نے وزن پر خیال نہیں کیا۔ اب سے اس کا خیال رکھو تو چند روز میں بحروں کی لے ذہن نشین ہو جائے گی اور یہ یاد رکھو کہ ناموزونی ایک بڑا سخت عیب ہی ✤

فارسی میں شاید یہ عمدہ تدبیر ہی کہ مولوی امام بخش صہبائی نے مینا بازار۔ پنج رقعہ۔ نثرِ ظہوری کی شرحیں لکھی ہیں۔ میں نے زمانِ طالب العلمی میں یہ کتابیں دیکھی تھیں۔ فی الواقع بڑی عمدہ ہیں۔ اگر ان کتابوں پر ایک نظرِ محققانہ ہو جائے تو فارسی میں استعدادِ متعارف حاصل کرنے کو کافی ہی۔ اگر تم کچھ فارسی دیکھنے کی فرصۃ پاتے ہو تو انھی کتابوں کو دیکھو اور جب مناسبۃ پیدا ہو گئی تو بے تخصیصِ کتاب آدمی اخذِ مفہوم کر لیا کرتا ہی ✤

مشاغل متعدد اور وقت محدود ولیس وقت کے انتظام میں

[1] اَلْاَقْدَمُ فَالْاَقْدَمُ کا قاعدہ برتنا چاہیے یعنی مشاغل میں تقدم و تاخر ٹھیرا لو مثلاً اوّل انگریزی اُس میں بھی مقدم زبان پھر سائنس اور انگریزی کے بعد عربی اور سب سے آخر میں فارسی +

شاید تمھاری کلاس میں بھی سکالرشپ ہوں گی - ہر چند من[2] حیث المالیتہ اس کی طمع نہیں کرنی چاہیے لیکن اس اعتبار سے کہ سکالرشپ ایک علامتِ امتیاز ہی وہ ایک قدر کی چیز ہی اور اُس کے حاصل کرنے میں جہاں تک ہوسکے سعی کرو +

اب کے بڑے دن کے واسطے بڑی طیّاریاں ہو رہی ہیں - ملکہ معظمہ نے خطاب قیصرۂ ہند لیا جس کی یادگار کے لئے دہلی میں عمائدِ ہند کا اجتماع ہوگا - مَالَا[3] عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ +

بابو شیو پرشاد صاحب کی انگریزی ایساپس فیبلز[4] شاید تمھارے ساتھ چلی گئی ہی - تلاش کی نہیں ملی - یہ وہ کتاب حکایاتِ لقمان ہی جس میں سے چند حکایتوں کا ترجمہ حسبِ خواہشِ بابو شیو پرشاد صاحب میں نے کیا - بابو صاحب اپنی انگریزی کتاب مانگتے ہیں - اطلاع دو کہ تمھارے پاس ہی یا نہیں - ۲۷ - اگست سنہ ۱۸۷۶ء +

خط ۳۴

گھڑی کی رسید میں جو خط تم نے لکھا اُس میں یہ بھی پوچھا تھا کہ زنجیر طلائی ہی یا ملمع سو میرے علم و یقین میں وہ ضرور طلائی ہی اس واسطے کہ ایک معتبر آدمی نے ایک معتبر دُکان سے مول لی ہی اور پورے دام دیے ہیں - یہ ایک مشہور بات ہی کہ انگریز طلا سے خالص

---

[1] پہلے وہ جو سب پر مقدم ہی پھر وہ جو اُس سے کم ہی وعلی ہذا + [2] مالیتہ کے لحاظ سے + [3] جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا - اقتباس ہی حدیث سے + [4] حکایاتِ لقمانیہ ۱۲ +

کا استعمال نہیں کرتے۔ لوگ جن کو انگریزوں کی نسبتہ بدگمانی ہی اس کو مکر و خدیعتہ پر محمول کرتے ہیں لیکن بات یہ ہی کہ خالص سونا اس قدر نرم ہوتا ہی کہ وہ زحمتہ نقش و نگار کا متحمل نہیں ہوسکتا اس مصلحتہ سے اور ٹانکے کی غرض سے اُس میں آمیزش کرنے کی ضرورۃ واقع ہوتی ہی پس تمھاری زنجیر کا سونا بھی اس اعتبار سے کھوٹا ہی ✣ ۱۷ - ستمبر ۱۸۷۶ء

خط ۳۴

اب تم کو ایک برس دہلی میں ہونے آیا۔ تم جانتے ہو کہ ایک برس میں کس قدر وسعتہ ہوتی ہی ـــ مجھے خیال ہی کہ شاید تم نے شرحِ مُلّا بالاستیعاب ایک برس میں پڑھ لی تھی۔ گو تم نے جیسا چاہیے نہیں پڑھا لیکن ورقاً ورقاً نظر کرنے کو بھی وقت درکار ہی اب تم سوچو کہ تم نے اس برس میں کیا کیا۔ عربی میں تم نے ایک انچ ترقی نہیں کی اور چوں کہ تم کو خود بےقرارانہ شوق نہ تھا چندے یہ حیلہ رہا کہ اُستاد نہیں آخر کار مولوی . . . ملے تو اب تم کو ضیقِ وقت اور بُعد کا حیلہ ہی۔ لیکن اگر صرف تعطیل ہی کے دنوں میں تم نے اکتساب کا شغل کیا ہوتا تو بھی ایک مناسبتہ ہو جاتی۔ دوری کے واسطے سواری کا انتظام کرو۔ تم کو تامل ہوتا ہی کہ میں اس خرچ کو پسند نہیں کروں گا حال آں کہ میں ایسے مصارف کو اکل و شُرب کے مصارف پر بھی مقدم رکھتا ہوں اس واسطے کہ تحصیلِ علم میں جو کچھ خرچ کیا جائے گا آگے چل کر تم کو اَضعافاً مضاعفہ ملنے والا ہی۔ اگر تم اس برس یہاں ہوتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ قُطبی نکل جاتی۔ اوقلیدس۔ حساب۔ جبر و مقابلہ سب کا حال مثل عربی کے ہی۔ رہی انگریزی۔ میں نہیں جانتا کہ تم نے کتنا فائدہ جمع کیا ہی۔ اس کا فیصلہ تم مجھ سے بہتر کر سکتے ہو ✣

بشیر۔ جہاں تک میں غور کرتا ہوں دنیا میں اپنے رہنے کی ضرورۃ نہیں دیکھتا اور نہ دنیا میں کوئی کام مجھے کرنے کو ہی۔ نہ اب کوئی نیا علم

میں حاصل کرسکتا اور نہ اب وہ اگلے ولولے میری طبیعت میں باقی ہیں ح رہی خداپرستی — اس سے تو میں کوسوں دور رہا ہوں — پس دنیا کا کام اگر ہی تو یہ کہ تم میرے جیتے جی پڑھ لکھ کر فراغ حاصل کرو کہ میں تمھاری طرف سے حسرۃ لے کر نہ مروں اور مرتے وقت مجھ کو اس کی تسلّی رہی کہ میرے بعد تم کو مطمئن زندگی کرنے کا سامان مہیّا ہی — میرے معدے میں ایسے فسادات ہوگئے ہیں کہ یوماً فیوماً زیادتی ہوتی جاتی ہی اور یہی حال ہی زندگی کا کہ خود بخود اس کل میں کچھ بگاڑ پڑ جاتا ہی یہاں تک کہ ایک دن بند ہو جاتی ہی — تم اگر اور کسی غرض اور مطلب سے پڑھنے کی ضرورۃ نہیں سمجھتے تو یہ مطلب کیا کم ہی کہ مجھ کو اپنے اخیر وقت میں اس تصوّر سے کہ تم نے پڑھا اور خوب پڑھا بڑی مسرّۃ پہونچے گی +

تمھاری والدہ اگر نہیں آئیں تو اس میں کوئی مصلحۃ مُضمر ہوگی — عجب حالۃ ہی دنیا اور اہلِ دنیا کی کہ چند روزہ اجتماع میں بھی یہ لوگ ایک دوسرے سے ملول ہو جاتے ہیں حال آں کہ افتراق ایک دن ضرور ہونا ہی — متنبّی نے کیا اچھا کہا ہی ؎ وَلَقَدْ عَلِمْنَا اَنَّنَا سَنُطِيْعُهُ + لَمَّا عَلِمْنَا اَنَّنَا لَا نُخَلَّدُ +
یعنی یہ تو ہم پہلے ہی سے سمجھے بیٹھے تھے کہ ایک نہ ایک دن مُفارقۃ ہونی ہی کیوں کہ ہم کو دنیا میں قیامِ خُلود[1] نہیں + بشیر — تم دلّی والوں کے جھگڑوں میں اپنے تئیں مبتلا مت کرو — ایک موٹی بات تمھارے سمجھنے کو بس ہی کہ تم سے علم و عقل و تجربہ و عمر سب باتیں مجھ میں زیادہ ہیں لیکن میں ان کے مُعاملات کے سُلجھانے پر قادر نہیں ہو سکا — اگر تسلّی ہی تو اس میں ہی کہ بہت گزر گئی تھوڑی سی رہ گئی ہی — خدا اس کو بھی آپ رو کے ساتھ گزار دے اور خاتمہ بہ خیر کرے — اس تنہائی میں بھی راحۃ ہی — اتنا سمجھ لیا ہی کہ نوکروں پر بے اعتمادی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ان لوگوں سے خصوص و اختصاص کا

[1] ہمیشہ رہنا +

متوقع ہونا مناسب ہی- روپیہ کچھ زیادہ خرچ ہو جاتا ہی لیکن یہ لوگ مجھ کو آرام دینا چاہتے ہیں- رہا وقت اس کو عمدہ طور پر صرف کرنا مشکل ہی- غرض انسان کے دل کو خدا نے کچھ ایسا بنایا ہی کہ جس حالت سے وہ خوگر کیا جاتا اُسی میں رضامند ہو جاتا ہی ؛ ۵

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہی رنج   مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

البتہ اس کی خبر رکھو کہ تم کو خرچ کی طرف سے تکلیف نہ ہو- جب خدا نے دیا ہی تو اس سے متمتع نہ ہونا بھی ایک طرح کی ناشکری ہی- اب خدا کے فضل سے ایک مقدارِ معتد بہ موجود ہی- تکلیف اُٹھانے کی ضرورۃ نہیں- بڑی دولۃ تو تم ہو- خدا تم کو زندہ و سلامۃ رکھے اور توفیقِ نیک دے ؛

تمھارے ہم عمروں کا یہ حال ہی کہ . . نے آخر رو دھو کر باپ سے بنارس جانے کی اجازۃ لی- بلامبالغہ ساری ساری رات اس لڑکے کو پڑھتے گزر جاتی ہی- یہ حاجی جی کی خوش قسمتی ہی- اور جانے کی کیفیتہ یہ کہ تنہا- اور جب پوچھا کہ میاں کیا کروگے تو ہشاش بشاش جواب دیا کہ جب بھوک معلوم ہوگی بازار سے لے کر کچھ کھا لیا کروں گا- شوق اس درجے کو پہنچا ہی کہ کھانے کی ضرورۃ سے بھی اُس کو قطع نظر ہی- وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؛ پھر . . . کا حال پڑھنے میں گو . . کا سا نہیں مگر مناسب حالۃ اچھا ہی- لٹھبرج[1] ہسٹری تک پہنچا اور اُس کو سمجھ بھی لیتا ہی- اس کو خود پسندی اور خویشتن ستائی اُم چکائی ہی- اب بے باکی یہاں تک پہنچی کہ کرانی- انگریز- بابو- جس کو دیکھا بھڑ گیا دوسرے کی سُنتا نہیں اپنی ہانک چلتا ہی ؛ بشیر- اب کے سالانہ امتحان کے لئے ہر ایک سبجکٹ میں ایسی طیاری کرو کہ تمام کلاس میں سب سے بہتر رہو- جن چیزوں میں تم کم رہتے ہو اُنھی پر زور لگاؤ- اگلے سال مع الخیر سکنڈ کلاس میں جانا چاہیے ؛ ۳۰- ستمبر ۱۸۷۶ء ؛

[1] لٹھبرج صاحب کی تاریخ ۱۴

خط ۴۵

سلامٌ[۱] کعُودِ الہند او کعبیرٍ + علی الولد البرّ الرشید بشیر +
امّا بعدُ فقد ابطأ علیّ کتابک ۔ فما جوابک ۔ واما الاعتذار بالصوم ۔ فلا یعصمک من اللوم ۔ لانہ وان اختلّ بہ الاوقات ۔ لکنّہ یزید فی الفراغ ویطیل الساعات ۔ سیّما النہار فانّ لہ طولاً لا یکادُ یزول ۔ ولو وافقہ الشتاء من بین الفصول ۔ فلا اقلّ من رقعۃ مرفوعۃ ۔ مرّۃً او مرّتین فی کل اسبوعۃ

[۱] صالح اور شایستہ لڑکے بشیر کو عودِ ہند اور عبیر کا سا سلام ۔ اس کے بعد معلوم ہو کہ تمہارے خط کے آنے میں دیر ہوئی ۔ اس دیر کا کیا جواب رکھتے ہو ۔ اگر روزوں کا عذر ہو تو یہ الزام سے بچانے کو کافی نہیں ۔ کیوں کہ اگرچہ روزے اوقات میں خلل ڈالتے ہیں لیکن فراغِ خاطر بڑھاتے ہیں اور اوقات میں وسعت پیدا کر دیتے ہیں ۔ خصوصاً دن کہ وہ تو ایسا پہاڑ ہو جاتا ہے جیسے سر سے ٹلے ہی گا نہیں ۔ اگرچہ موسم جاڑوں ہی کا کیوں نہ ہو ۔ پس مناسب ہے کہ کم سے کم قلم بر داشتہ ایک رقعہ ہفتے میں ایک بار یا دو بار لکھ کر بھیج دیا کرو ۔ رہا حکایاتِ لقمانیہ کا راجہ شیو پرشاد صاحب کی خدمت میں بھیجنا اس کے متعلق یہ ہے کہ قبل اس کے کہ ان کے پاس سے پیادۂ طلب آئے مجھ کو اس کی روانگی کی اطلاع ضرور مل جائے ۔ ہم اس مہینے کے بعد سکندر پور جائیں گے ۔ اور انجام کار خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ سال کے صرف دو مہینے رہ گئے ہیں جیسا کہ معلوم ہے پس امتحان کے لئے ابھی سے طیّاری کر چلو اور کیا خوب کسی نے کہا ہے جو بطور ضرب المثل کی طرح زبان زد ہے کہ تعلیم و توہین وقتِ امتحاں کی مُعتبر ہے ۔ پس اُس وقت کیا خرابی ہے اُس کی جو کتاب کی باتیں بھول گیا اور اچھا جواب نہ دے سکا پس بہکنے لگا اور رسوائی کھینچی اور لوگوں کی نظروں میں ہیٹا ہوا اور گھٹ گیا ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگوں سے تعطیل میں ملوں گا اور خدا میرے لئے کافی ہے اور وہ بھروسا کرنے کے لئے کیا اچھا ہے ۔ یہ تو ہوا ۔ اور ہم لوگ خدا کے فضل سے بہت اچھے حال میں ہیں اور مکروہات سے پاک زندگی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ تم لوگ بھی ایسے ہی ہوگے ۔ خدا تمہیں راہِ راست دکھائے ۔ آگے سلام اور اسی پر ختم کلام +

عہ [illegible] ۱۲

وانا ارسال الحکایات اللقمانیۃ الی راجہ شیوبرشاد فلا بدلی من الاطلاع علیہ۔ قبل ان یابتغی غریم الطلب من لدیہ۔ ونحن ان شاء اللہ بعد شہرنا ہذا راحلون الی سکندر پور۔ وللہ عاقبۃ الامور۔ والسنۃ کما تعلمون لم یبق منہا الا شہران۔ فاستعدوا للامتحان۔ ولنعم ما قیل۔ وقد جری بہ التمثیل۔ عند الامتحان۔ یکرم الرجل او یہان۔ فیا خیبۃ من نسی ما فی الکتاب۔ ولم یحسن الجواب۔ فضل و ذل۔ وصغر فی اعین الناس وقل۔ وانا ارجو ان یاتیکم فی زمان التعطیل واللہ حسبی ونعم الوکیل۔ ہذا۔ ونحن بفضل اللہ فی اطیب حال۔ وعیش عن المکروہات خال۔ ونظن بکم کذلک ہداکم اللہ اقوم المسالک۔ والسلام وعلیہ ختم الکلام ✣

عادۃ یوں پڑ گئی ہے کہ شب کو دو اور تین کے بیچ میں اکثر آنکھ کھل جاتی ہے اور کبھی نہیں بھی کھلتی تو طوعاً کرہاً جاگنا پڑتا ہے اور پھر قصد بھی کرتا ہوں تو نیند نہیں آتی۔ پس سحر کے بعد کچھ کتاب بینی کرتا ہوں۔ آج شاید گھڑی غلط چلی کہ دیر سے بیٹھا ہوں مگر انسفار[۱] صبح نہیں ہوا۔ جی میں آیا کہ تمھی کو خط لکھوں عربی کی سطریں میں نے غور سے نہیں لکھیں۔ امید ہے کہ تم بہ آسانی سمجھ گئے شاید ایک دو جگہ لغت کی طرف رجوع کرنے کی ضرورۃ ہو۔ بڑے دن کی تعطیل میں آنا ہوا تو ان شاء اللہ ایک امتحان تمھارا میں لوں گا۔ اور اگر ثابت ہوگا کہ تم نے وقت سے استفادہ کیا تو تم کو انعام بھی ملے گا ✣ ۱۲۔ اکتوبر ۷۶ء

خط ۲۶

اگر قدرتی گھڑی جس کے ذریعے سے ساری دنیا کے گھڑی گھنٹے ٹھیک کیئے جاتے ہیں یعنی آفتاب اور اُس کا سایہ تمھارے حفظ اوقات کو کافی نہیں اور ابر و باد کے دنوں میں وہ قدرتی گھڑی معطل رہ سکتی ہے تو چوک کا بڑا گھنٹا خبردار کرنے کو کافی ہے۔ لیکن مشکل ہے کہ جہاں لڑکے اور لڑکیوں کے

[۱] تڑکا۔ پو پھٹنا ✣

خلل ہیں کان پڑی آواز نہیں سُنائی دیتی دور کا گھنٹا کیا سُن پڑے گا۔ تم کو معلوم کہ میرے پاس دو گھڑیاں ہیں اور دونوں بے کار۔ نہ تمھاری طرح مجھ کو حفظِ اوقات کی زیادہ ضرورۃ ہو اور نہ مردانہ زیور کی طرح مجھ کو ان چیزوں کے استعمال کا شوق۔ میری بدسلیقگی نے ان چیزوں کو ویسا ہی خراب کر دیا ہوگا جیسا ارگن باجا۔ ایک جیبی گھڑی تو تم کو روانہ کر دی گئی۔ فرماؤ تو کیمرج کلاس یعنی بڑی گھڑی بھی بھیج دی جائے۔ ہر چند ڈاک میں بھیجنا خالی از خطر نہیں لیکن ہزاروں لاکھوں گھڑی گھنٹے آتے ہی جاتے ہیں۔ حتی الوسع احتیاط کی جائے گی یا اگر یہ شوق پسندِ خاطر نہیں اور اپنا ہی گھنٹا بالتخصیص منظور ہو تو بازار سے مول لیجیئے۔ غالباً تم کو کلاک درکار ہوگا۔ بازار ہی کلاک پہلے پندرہ ہیں کو بکتے تھے پچھلے دنوں ایسے سستے ہوئے کہ دس بارہ کو۔ اب بھی اتنے ہی کو ملتے ہوں گے۔ ایک لے لو۔ تحقیق کرکے لکھو اچھا گھنٹا جس کے کیل پُرزے خوب مستحکم ہوں اور کسی نامی کاریگر کا بنایا ہوا ہو کتنے کو ملے گا۔ سچ کہا ہے۔ گراں بہ حکمۃ ارزاں بہ علتہ۔ ان کم بخت کم قیمۃ گھنٹوں میں بڑا عیب یہ ہے کہ گھڑی گھڑی بگڑا کرتے ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ میں تمھارے اس خیال پر معترض ہوں۔ ایسے خیالات ہوا ہی کرتے ہیں اور خدا نے مقدور دیا ہے تو ان کو پورا کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ خلاصہ یہ کہ مجھ کو اس خصوص میں خرچ کی پروا نہیں۔ میں بہ طیبِ خاطر تم کو روپیہ دوں گا بلکہ جی میں آیا کہ ابھی بھیج دوں۔ پھر سوچا کہ پہلے پوچھ لوں کہ میری گھڑی پر دانت ہے یا بازار سے اپنی چیز لینے کا شوق ہے۔ یہ چھیڑ کے لفظ دل سے نہیں ہیں۔ تحریر کی شوخی ہے۔

مولوی . . . کا دہلی میں ہونا تم اپنے لیے بس غنیمۃ سمجھو۔ مولوی . . . کی

ؒ اس سے شاید وہ ٹائم پیس مراد ہوگی جو سر ولیم میور لفٹننٹ گورنر نے مولوی نذیر احمد صاحب کو مرآۃ العروس کی تصنیف کے صلے میں اپنی جیب خاص سے دی تھی ۱۲

معلومات چاہیے علمِ ادب میں کم ہو مگر اُن کی استعداد اچھی ہے۔ بے شک نفحۃ الیمن اگر تحقیق سے پڑھی جاوے تو اچھی کتاب ہے اگرچہ میں اُس کو بہت اچھی کیا بلکہ اچھی بھی نہیں کہتا لیکن اچھا بُرا ہونا امرِ اضافی ہے۔ وہ اچھی ہے مبتدی کے لئے بُری ہے بلکہ بہت بُری منتہی کے لئے۔ لیکن کیوں جی میاں بشیر۔ نفحۃ الیمن پڑھوگے یا منطق۔ میرے نزدیک تو منطق کے چار پانچ رسالے نکال لیتے تو اچھا تھا۔ کم بخت ہندوستانیوں میں اس کی بڑی ضرورۃ ہے۔ اگر لینی چاہو تو مولوی . . . سے تم کو بڑی مدد مل سکتی ہے۔ تم اُن سے وہی فائدہ حاصل کر سکتے ہو جو مجھ سے کرتے ؂

سنو صاحب۔ انگریزی تو سب پر مقدم ہے اور انگریزی کے بعد عربی اس واسطے کہ نرے انگریزی داں بہوت غیر مہذب دیکھے جاتے ہیں۔ رہی فارسی وہ تو بڑی زبان ہے ممکن نہیں کہ آدمی کُل علوم میں کمال حاصل کرے۔ جتنے کامل فن ہوتے ہیں وہ یک فنے بھی ہوتے ہیں۔ پس آدمی پہلے اپنی طبیعۃ کا موازنہ کرے کہ کدھر راغب ہے۔ جس طرف رغبتِ صادقہ ہے بس وہی چیز آدمی خوب کرے گا۔ لیکن ابھی کمال کا کیا مذکور ہے۔ یہ امتحان کے مرحلے طے ہوں تو کمال سے بحث کی جاوے۔ ای کاش تم پر کسی طرح یہ ظاہر ہو جاتا کہ تمھارا لیاقۃ پیدا کرنا کہاں تک میرے دل کو لگا ہے۔ میری تمنا ہے کہ تم یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری حاصل کرو۔ تم کو خدا کے فضل سے معاش کی طرف سے فراغِ کامل حاصل ہے۔ پس ای بشیر۔ ای پیارے بشیر۔ پڑھو اور دنیا میں نام و نمود پیدا کرو۔ یہ علم جو تم پڑھ رہے ہو دنیا و دین دونوں کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ خدا تم کو علم نصیب کرے ؂

تم خرچ اور روپیہ کی پروا مت کرو وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ[1] مجھ کو تم سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں۔ دنیا میں اب یہی ایک آرزو باقی ہے کہ تم کو خدا لائق

[1] قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کو نسبت احادیث میں یہ قسم اکثر آئی ہے ۱۲

کرے اور شاید اسی خوشی کے لئے میں زندہ رکھا گیا ہوں ورنہ جہاں تک غور کرتا ہوں دنیا میں اپنے رہنے کی کوئی ضرورۃ نہیں پاتا ✤

. . . سے تم ادب و عربیۃ کے سوال ناحق پوچھتے ہو۔ وہ صرف ہدایۃ النحو پڑھتا ہی۔ تم اس سے لاکھ درجے بہتر پڑھتے تھے۔ چند سے مولوی . . . نے زبردستی جو کچھ بتا دیا تھا وہی اُس کا سرمایہ ہی۔ اب مولوی صاحب معدوم البصر ہوئے۔ ان سب کو پوری آزادی ملی . . . صاحب اپنے بچوں کے زیادہ خبر گیر رہتے ہیں۔ اس سے اُن کا پڑھنا چلا جاتا ہی۔ مگر کب تک۔ دو چار برس بعد یہ دونوں بھی بلا سے روزگار ہوں گے۔ جتنا کر رہے ہیں یہ بھی غنیمۃ ہی ورنہ ان لوگوں کو علم سے کیا مناسبۃ۔ لیکن بشیر تمھارا اَور حال ہی۔ یہاں برخوردار علم نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اور . . . فخرِ خاندان اب ہیں تم کہو کہ تم بھی ایسا خیال کر سکتے ہو۔ ان لوگوں کے ساتھ اپنی حالۃ کا مقابلہ مت کیا کرو۔ ان سے بہتر ہونا بھی میرے نزدیک عیب ہی۔ یہ بے چارے کیا تھے اور کیا ہیں اور کیا ہوں گے۔ جب یہاں کے لڑکوں کا تم سے تذکرہ کیا جائے تو تم اِن کی حالتوں پر بھی نظر کیا کرو کہ ان کی کیا حالۃ ہی کیسے خاندان کے ہیں۔ کس طرح کی بے سامانی ہی۔ کچھ تو خدا کو ان سے بڑا کام لینا ہی کہ ان کو ایسا شوق دیا ہی۔

ہر کسے را بہرِ کارے ساختند   میلِ آں اندر دلش انداختند

دیکھو امتحانِ سالانہ کے لئے کامل طیاری کرو کہ ہر طرف سے آفریں اور تحسین کا شور ہو اور ہر چیز میں پورے نمبر ملیں۔ تمھارے پڑھنے کی طرف میرا ایسا خیال لگا رہتا ہی کہ جب تم کو یاد کرتا ہوں ساتھ ہی یہ بھی تصور کرتا ہوں کہ کیوں کر بشیر کو نامی اور گرامی دیکھوں گا ✤

بڑے دن کی تعطیل میں دہلی آنے کا مصمم ارادہ ہی۔ صرف ایک خدشہ یہ گزرتا ہی کہ اس دفعہ ایسا ہجوم ہوگا کہ لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ۔ انشاء اللہ

معلوم ہوا کہ ٹامس صاحب کی کوٹھی جہاں نما۔ نظامِ حیدر آباد نے ساٹھ ہزار روپئے پر کرایہ لی جب کہ اُس کا معمولی کرایہ زیادہ سے زیادہ چار ہزار سال تھا۔ اور لوگوں نے ابھی سے قطب صاحب تک مکان روک لیے ہیں۔ ایسے اژدحام میں سفر خالی از زحمۃ نہیں۔ مگر تم کو دیکھنا اور تمھاری استعداد کا امتحان لینا ضروری ہی۔ جس طرح بن پڑے گا آؤں گا ✤

عربی کا خط جس کو میں نے بعد الاصلاح واپس کیا مجھ کو خیال آتا ہی کہ ایک غلطی لکھنے سے رہ گئی وہ یہ کہ تم نے اپنے خط کو یوں شروع کیا۔ الی الجناب الفلان من فلان۔ اور چاہیے من فلان الی فلان۔ کیوں کہ من ابتداءِ غایۃ کے لیے ہی اور الیٰ انتہاءِ غایۃ کے واسطے اور ابتدا پہلے ہی انتہا سے اور قاعدہ ہی کہ چیزوں میں جو ترتیب قدرتی ہی تحریر میں اُس کا لحاظ ضرور رہی جیسے فرام ٹاپ ٹو ٹو اس کو اگر اُلٹا لکھو۔ فرام ٹو ٹو ٹاپ تو غلط ہوگا۔ تمھارے خطوط میں بہت سی غلطیاں سہل انگاری سے رہ جاتی ہیں۔ اگر بہ تامل نظرِ ثانی کر لیا کرو تو ضرور تم خود اُن کو درست کر لیا کرو۔ انگریزی میں جو کچھ فائدہ تم کو حاصل ہوتا ہو میں اُس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا لیکن اتنا تو ہی کہ تمھاری عربی گرتی جاتی ہی۔ جو میرا فرض ہی میں نے ادا کیا اور کرتا جاتا ہوں اس واسطے کہ بے ادا کیے مجھ سے رہا نہیں جاتا۔ خدا کرے تم کو بھی اس کا خیال ہو کہ تم کو قران و امثال میں نمود و امتیاز پیدا کرنے کی کس قدر ضرورۃ ہی۔ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۷۶ء

خط ۷۴

مجھ کو ہر چند کوئی خاص ضرورۃ تم کو خط لکھنے کی اس وقت نہیں ہی مگر مولوی . . . صاحب نے پرچہ مانگا اس واسطے یہ چند سطریں لکھ دیں۔ امتحانِ سالانہ بہت قریب ہی۔ اپنی جُلّ ہمۃ اور تمام توجہ حفظ کتب میں مقصور رکھو۔ اگر سالِ آیندہ میں تم نے سکنڈ کلاس میں ترقی نہ کی تو مجھ کو

سلہ از سرتاپا ۱۰ کلہ ساری ہمتہ ۱۳۰

سخت افسوس ہوگا۔ ہر چند تم مجھ سے زیادہ مواقع اس بات کے تجویز کرنے کے رکھتے ہو کہ کامیابی کے لیے کون سی تدبیر عمدہ ہی لیکن زبان دانی بے تسوید یعنی کمپوزیشن کے نہیں آتی اور اس خصوص میں تم نے میرے نزدیک غفلۃ کی اور کرتے ہو۔ وقت کے انتظام کے ساتھ صرف کرنے میں عجب برکۃ ہی۔ تھوڑا تھوڑا روز حاصل کرتے کرتے ایک ذخیرہ جمع ہو جاتا ہی۔ مدارس کی تعلیم میں اگر پسندیدگی ہی تو یہی کہ مختلف علوم اور متعدد فنون ایک ساتھ سکھاتے ہیں۔ اگر ایک ہی چیز کو آدمی دن بھر رٹا کرے تو طبیعۃ اکتا جاتی ہی۔ لیکن اگر کئی چیزیں پیش نظر ہوں اور باری باری سے دیکھے تو سارا دن پڑھتا رہے اور مطلق جی نہ گھبرائے۔ میں ایسا انتظام کر سکتا ہوں کہ اگر انگریزی کمپوزیشن بھیج دیا کرو تو پادری صاحب سے اصلاح لے کر واپس کر دیا کروں۔ یہ اس صورۃ میں مناسب ہوگا جب کہ تم کو اصلاح دہندہ وہاں میسر نہ ہو۔ عربی میں مولوی . . . صاحب تم کو بہت کچھ مدد دے سکتے ہیں بہ شرطے کہ اخذ و اعطا[1] کی شرطیں طرفین سے ادا ہوں فقط ۲۷۔ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء

خط ۸۴

شاباش میاں بشیر۔ جس کام میں لگے لپٹے ہو اپنے مقدور بھر کوشش کیے جاؤ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ[2]۔ ضرور اس میں برکۃ ہوگی۔ ان شاء اللہ دہلی آؤں گا دَو لَوْ لَا شُبُوْعَۃٍ[3] اَوْ اَقَلَّ مِنْھَا۔ سبحان اللہ تم اور . . . کی شکایۃ۔ ع کہ آدمی جو کہے بات سوچ کر تو کہے ؎ شکایۃ اُن سے ہی جن کو عقل ہی ؎

کرتے کس منہ سے ہو غربۃ کی شکایۃ غالب تم کو بے مہری یارانِ وطن یاد نہیں

ریڈ صاحب تم کو پوچھتے تھے۔ امتحان سے فارغ ہو کر اپنے حالات سے

---

[1] لین دین۔ لینا دینا۔ پڑھنا پڑھانا ؎ [2] خدا تم میں سے کسی محنۃ کرنے والے کی کوشش رایگاں نہیں کرتا ؎ [3] اگرچہ ایک ہفتے یا اس سے کم کے لیے ؎ ۱۲

اُن کو ضرور اطلاع دینا۔ میرے پاس اس مقام پر لُغتہ کی کوئی کتاب نہیں اور تم نے عبارۃِ سابقہ ولاحقہ لکھی نہیں کہ اُس کے سہارے سے جواب دوں پس جہاں تک اس وقت معلوم ہی تمہارے ستفسرات کا جواب لکھتا ہوں۔ جن کا جواب شافی اس وقت نہیں دے سکتا یا تو وہاں حل کر لو یا یہیں سے قبل امتحان حل کر کے بھیج دوں گا ؀

(۱) وحسّن لہا القول قبل ان یحل بنا المکروہ۔ حسّن کا مصدر تحسین۔ یا شاید امر ہو۔ مطلب کے لگاؤ سے دیکھ لو۔ حسّن لہا القول یا اچھا کیا واسطے اُس کے بات کو یعنی ملائمت نرمی کی اُس کی ساتھ بات کی۔ یحلّ مضارع باب نصر ینصر جیسے یمدّ حلول مصدر مجرد ہم وزن و ہم معنی نزول۔ قبل ان یحل ای قبل ان ینزل اس سے پہلے کہ ہم پر مصیبت نازل ہو ؀

(۲) وروق لی المدام وجاسنا الشراب فلما تحکم الشراب منا۔ روّق ترویق بمعنا صاف کرنا۔ مدام شراب کو کہتے ہیں۔ لان من تعود شرب الخمر یدوم تہلیھا فی غالب الاحوال۔ تحکم حاکم بن گئی یعنی اُس نے میری شراب چھانی اور ہم شراب پینے کو بیٹھے جب شراب کا نشہ ہم پر غالب ہوا تو گویا ہماری عقلوں پر شراب حاکم ہو گئی اور ہماری عقلوں کو اُس نے مطیع و مسخر کر لیا ؀

(۳) ففکہ ونقل احجارہ۔ فکّ چھڑا دیا جیسے کوئی کسی کی زنجیر کھول دے یا چڑیا جال میں پھنسی ہو اُس کو چھڑا دے۔ انفکاک۔ منفک اسی سے ہی۔ پس چھڑا دیا اُس کو اور ہٹا دیئے۔ ٹال دیئے۔ سرکا دیئے۔ اُتار دیئے۔

ملہ مولوی بشیر الدین احمد کے پاس اپنے والد کے اس طرح کے خطوط کا ایک انبار ہی جس میں سے یہ ایک چھوٹا سا نمونہ کے طور پر لے کر داخل کتاب کیا تاکہ معلوم ہو کہ اس طرح کا پڑھنا پڑھانا ٹکسالی کہلاتا ہی اس تحقیق کے ساتھ تعلیم ہو تو طوفان ترقی پیدا ہو۔ آج دونی کل چوگنی ؀ ملہ کیونکہ جس کو شراب کی عادۃ ہو جاتی ہی اکثر اُس سے چھوٹتی نہیں ؀

پتھر اُس کے یعنی پتھر جو اس پر لدے تجھے یا سدّ راہ تجھے ٹال دیوے ؀

(۴) لااوحش اللہ منک - نہ وحشت دلائے خدا تجھ سے یعنی لوگ تجھ سے نفرت نہ کریں اور تو ہر دل عزیز ہو - یہ جملہ دعائیہ ہے تخفیفاً لوحش اللہ بھی کہتے ہیں ؀

(۵) صید و قنص میں کیا فرق ہے - شاید لغت کی طرف رجوع کرنے سے ٹھیک معلوم ہوگا لیکن میرے خیال میں صید عام ہے اور قنص خاص وہ شکار جو تعاقب کرکے کیا جاوے پس مچھلی کا شکار اور جال میں پھنسانا صید ہے - مگر قنص نہیں - قنص تبھی ہوگا جب جانور کو دوڑا کر شکار کریں جیسے ہرن وغیرہ

(۶) ثم کتفنی وحطنی فی صندوق وقال للسیاف تسلم ہذا واشہر حسامک - کتفنی میری مشکیں کس لیں کتف بازو کتف بازو بستن - حطنی مجھ کو ڈال دیا گرا دیا حط کے معنی ہیں نیچے کی طرف کو پھینک دینا انحطاط اسی سے نکلا - سیاف جلاد - تسلم ای خذ اس کو لے یعنی اپنی سپردگی میں لے - اشہر نیام سے باہر کھینچ لے یہ ایک خاص لغت ہے جیسے فارسی میں آختن - حسام سیف جس کا مادہ حسم اس کے معنی ہیں قطع کاٹنا - مطلب یہ کہ میری مشکیں کس کر صندوق میں بند کیا اور جلاد سے کہا کہ اس کو اپنے پہرے میں لے اور ننگی تلوار سے اس پر پہرا دیتا رہ ؀

(۷) عجبت لمن یعیش بدار ذلٍّ ؀ وارض اللہ واسعۃ فلا ؀ واو حالیہ - مجھ کو تعجب آتا ہے اُس شخص کا حال دیکھ کر جو زندگی بسر کرتا ہے ذلت کے گھر میں یعنی ذلت کی برداشت کرتا ہے اور کم بخت سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ کہیں کو اپنا منہ کالا کرے اور گھر سے نکل جاوے اور حال یہ ہے کہ خدا کی زمین کا میدان وسیع ہے - غیرت اور حمیت ہو تو ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست - مطلب یہ کہ آدمی اپنے وطن میں بے قدر ہو تو اُس کو چاہیے کہ دوسرے ملک میں چلا جاوے ؀

(۸) قرأتِ القرآن علیٰ سبع روایات۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ ہٰذا القرآن اُنزِلَ علیٰ سبعۃ احرفٍ فاقرؤا ما تیسّر منہ یعنی یہ قرآن سات بولیوں میں اُترا جو بولی تم کو آسان معلوم ہو اُسی میں پڑھ لیا کرو۔ وہ سات بولیاں یہ ہیں۔ قریش۔ ہُذیل۔ ہَوازن۔ یَمن۔ طَیّ (اسی قوم سے حاتم تھا) ثقیف۔ بنی تمیم۔ یہ قبیلوں کے نام ہیں جن کے تلفظ میں ایسا فرق تھا۔ جیسے دلّی۔ لکھنؤ۔ مارواڑ۔ پنجاب۔ پورب کی اردو میں۔ اور سات امام قاریوں کے بھی ہیں۔ ہم لوگ حَفْص کے طور پر پڑھتے ہیں ✢

(۹) وبان من تحتہٖ خمسون فارسا لیوثٌ عوابس بحدید لوابس۔ بانَ ظہر اُس کے نیچے سے پچاس سوار پیدا یعنی ظاہر ہوئے۔ فارس فرس سے نکلا خاص گھوڑے کے سوار کو کہتے ہیں۔ اونٹ یا گدھے کے سوار کو نہیں۔ لیوث جمع لیث بمعنی شیر۔ عَوابِسُ جمع عابِسٍ ترش رو عَبُوس اُس کو کہتے ہیں جو ہر وقت تیوری چڑھائے رہے۔ عَبَسَ وَتَوَلّٰی مُنہ سکیڑ کر پھیر لیا۔ لَوابس جمع لابِسٍ لباس پہننے والے یعنی وہ سوار کیسے تھے جیسے شیرِ خشم گیں اور لوہا پہنے ہوئے تھے۔ زرہ خود وغیرہ لیوثٌ عوابسُ دونوں صفتیں ہیں خمسون کی خمسون فارسا کی خمسون فاعل ہے بانَ کا اور فارسا تمیز ہے خمسون کی۔ بحدید متعلق ہے لوابس سے اے لوابسُ بالحدید یہ بھی صفتِ ثالث ہے خمسون کی۔ عوابس لوابس چوں کہ وزنِ منتہی الجموع رکھتے ہیں سببِ واحد کہ غیر منصرف ہیں۔ تنوین نہیں آسکتی ✢

(۱۰) لَیحَ تَشَرَّ ہاعلی صفحات الترائب۔ عرب کی عورتیں دلّی لکھنؤ کی بیگموں کی طرح پان نہیں کھاتیں۔ وہاں پان پیدا نہیں۔ پس وہ لوگ بریق ولمعانِ دنداں یعنی دانتوں کی چمک اور تراقی کو بہت پسند کرتی ہیں۔ ترائب جمع تریبہ سینہ کی ہڈیوں کو ترائب کہتے ہیں۔ امرؤ القیس بہت بڑا فصیح ہو گزرا ہے۔ قصائد سبعہ معلقہ میں اُسی کا قصیدہ پہلا ہے۔ اُس نے کہا ہے ع ترائبہا مصقولۃ کالسجنجلِ

سنبھال کہتے ہیں آئینے کو یعنی اس کا سینہ آئینے کی طرح چلا رکھتا ہے تمھاری کتاب میں دانت اور سینے دونوں کی برّاقی کی مدح ہے یعنی اُس کے دانتوں کا عکس سینے پر منعکس ہوتا ہے اور جب ہنستی ہے تو دانتوں کی چمک سینے پر ظاہر ہوتی ہے۔ (۱۲) وکان الحاسد مارًّا فی طریقہ واذا بالمحسود بدست مملکتہ۔ حاسد و محسود دو نام معلوم ہوتے ہیں یعنی حاسد اپنی راہ چلا جاتا تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ محسود اُس کی مسند سلطنت پر متمکن ہے۔ دَسْت مسند کو کہتے ہیں اُس پر بار جاتہ لگی ہے۔ ای المحسود قابضٌ مَسْنَدِ حکومتہ +

(۱۱) ہتف الصبحُ بالدُّجیٰ فاسْقِنِیہا + خمرۃً تترکُ الحلیمَ سفیہا + تشتُّ اُذُنی لرقّۃٍ وصفاءٍ + ہی فی کاسہا ام الکاس فیہا + ہتف آواز دی۔ اسی سے ہے ہاتف۔ صبح نے اندھیرے میں آواز دی یعنی تڑکا ہوا۔ مرغ وغیرہ اندھیرے میں بولنے لگے۔ اُن کے بولنے کو صبح کا آواز دینا قرار دیا۔ اسقنیہا میں ضمیر ہا راجع ہے طرف شراب کی جس کا ذکر پہلے اشعار میں ہوگا۔ اور نہیں ہے تو صبح کا وقت شراب صبوحی کے پینے کا وقت ہے۔ شراب حاضر فی الذہن[1] تھی۔ خمرۃ موصوف اور تترک الحلیم سفیہا جملہ صفۃ اور موصوف صفت مل کر حال ہوا ضمیر ہا سے جو اسقنیہا میں ہے۔ یعنی صبح ہوئی تو اے معشوقہ مجھ کو شراب پلا درآں حالے کہ وہ ایسی شراب ہے کہ حلیم صاحب حلم (عقل) کو سفیہ (احمق) بنا کر چھوڑ دیتی ہے۔ چھوڑ کیا دیتی ہے یعنی کر دیتی ہے یعنی اُس کے پینے سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔ دوسرا شعر یہیں نہیں جاتا بوجہ رقّۃ اور صفائی کے کہ شراب پیالے میں ہے یا پیالہ شراب میں ہے۔ شراب پینے کے پیالے سفید شیشے یا بلور کے ہوتے ہیں اور شراب کی صفت ہے رقّۃ یعنی پتلا پن کیوں کہ غلظۃ اور گاڑھا پن تلچھٹ یعنی دُرد میں ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اُس شراب میں اس درجے کی رقّۃ اور صفائی ہے کہ شراب اور

[1] ذہن میں حاضر ۱۲

پیالہ بلور دونوں کے رنگ میں مطلق امتیاز نہیں ہوتا اور نہیں کہا جا سکتا کہ شراب پیالے میں ہی یا پیالہ شراب میں جیسے کالپی کی مصری کی لوگ مدح کرتے ہیں کہ میٹھے چاولوں میں اور ٹکڑے میں امتیاز نہیں ہوتا اور شربہ گلاس میں ہو تو شبہہ ہو کہ خالی گلاس ہی ✤

(۲۰) سَاَصْبِرُ حَتّٰی یَعْلَمَ الصَّبْرُ اَنِّیْ ✤ صَبَرْتُ عَلٰی شَیْءٍ اَمَرَّ مِنَ الصَّبْرِ ✤ وَلَا شَیْءَ مِثْلَ الصَّبِرِ مَرًّا وَاِنَّمَا ✤ اَمَرُّ مِنَ الْاَمْرَیْنِ اَنْ خَانَنِیْ صَبْرِیْ ✤ صِبر ایلوا ایک پھل ہی بہت کڑوا - میں مصیبۃ پر صبر کروں گا - یہاں تک کہ صَبر کو بھی معلوم ہو جائے کہ میں ایلوے سے زیادہ تلخ چیز کی برداشت کر سکتا ہوں اور شیٔ امرّ من الصبر سے وہ مصیبۃ مراد ہی جس میں صبر کیا - پھر کہتا ہی کہ حق یہ ہی کہ ایلوا تو برائے نام کڑوا ہی صَبر کے برابر کسی میں تلخی نہیں لیکن ایلوے اور صَبر دونوں سے بڑھ کر یہ بات تلخ ہی کہ آدمی سے صبر نہ ہو سکے یعنی صَبر اور صِبر دونوں سے بے صَبری بڑی تلخ ہی اور سچ ہی بے صَبری صَبر سے زیادہ تکلیف دیتی ہی - بے صَبری کو اس عبارۃ سے تعبیر کیا اَن خانَنی صبری یہ کہ خیانۃ اور دغا کرے میرے ساتھ میرا صبر یعنی صبر مجھ کو دھوکا دے اور میری رفاقۃ نہ کرے ✤

وَلَوْ اَنَّ مَا بِیْ بِالْجِبَالِ لَهُدِّمَتْ ✤ وَبِالنَّارِ اَطْفَاهَا وَبِالرِّیْحِ لَمْ تَسْرِیْ ✤ اور اگر وہ مصیبۃ جو مجھ پر نازل ہی کہیں پہاڑوں پر نازل ہوتی تو ڈھا دئے جاتے اور مسمار ہو گئے ہوتے اور اگر وہ چیز جو ساتھ میرے ہی یعنی وہ مصیبۃ جو مجھ پر نازل ہی لو اَنّ مَا بِیْ ای مصیبۃٌ نازلۃٌ بِیْ نَزَلَتْ بِالْجِبَالِ لَهُدِّمَتْ جزا ہے لو ہی دوسرا مصرع عطف ہی تقدیر العبارۃ ✤ لو اَنّ مَا بِیْ بِالْجِبَالِ لَهُدِّمَتْ پہاڑوں کا تو یہ حال ہوتا کہ پھٹ پڑتے - لو اَنّ مَا بِیْ بِالنَّارِ اَطْفَاهَا آگ کا یہ حال ہوتا کہ بجھ جاتی تیزی و سرکشی چھوڑ دیتی - لو اَنّ مَا بِیْ بِالرِّیْحِ لَمْ تَسْرِیْ ہوا کا یہ حال ہوتا کہ چلنے سے بند ہو جاتی - اصل میں تسری تھا لم آیا لم تسر ہوا پھر

کے کسرے کو اشباع سے پڑھنا واسطے رعایت وزن شعر کے تو لم تسری ہو گیا۔
اب جو ی ہی اشباع کسرہ کی ہی۔ قرآن مجید میں ہی ولولا دفع اللہ الناس بعضہم
ببعض لھدمت صوامع و بیع و مساجد یذکر فیہا اسم اللہ۔ فقط ۱۹۔ نومبر ۱۸۷۶ء

خط ۴۹

گو تم نے نہیں لکھا مگر میں قرائن سے کہ سکتا ہوں کہ تم ہنوز نہیں گئے۔
استثنا کی شریعۃ میں اسی وجہ سے تاکید ہی کہ انسان مستقبلات پر قادر
نہیں۔ استثنا مصطلح شارع نام ہی ان شاء اللہ کہنے کا۔ قرآن پاک میں کسی
مقام پر ولا یستثنون آیا ہی ✣

... کا خط آیا ہی۔ تم نے اُس سے کیوں کہ دیا ہوگا۔ کیا تم نے نہیں
پڑھا صدور الاحرار قبور الاسرار۔ لیکن کیا ایک خط اور وہ بھی بعد حسن
طلب رفع شکایۃ کر سکتا ہی۔ حاشا و کلا ؎
جب توقع ہی اُٹھ گئی غالب ✣ کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی
مگر تم اُس کو مجھ سے بددل مت کرو ✣ ؎
تو برائے وصل کردن آمدی ✣ نے برائے فصل کردن آمدی
دہلی میں سواری کی ضرورۃ ہوگی۔ ای کاش تم کوئی گھوڑا رکھتے۔
اس کا الزام مجھ پہ ہی یا تم پر۔ اب تم بڈھے باپ کو کندھے پر لادے
لادے پھرنا ✣ ۱۳۔ دسمبر ۱۸۷۶ء

خط ۵۰

بشیر۔ عربی پڑھنے کا ڈھنگ تو اچھا ہی۔ ای کاش انگریزی اور ریاضی
اور ہر چیز میں یہی کاوش ہو۔ اگر اسی طرح کی تحقیق سے ہر چیز دیکھی اور

لہ اور اگر خدا لوگوں میں یہ انتظام نہ رکھتا کہ ایک کو دوسرے سے دفع کرے تو معابد اور کنیسے اور
مساجد جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہی منہدم ہو جاتے ؎۲ اور وہ ان شاء اللہ نہیں کہتے ؎۳ آزاد دل
کے سینے بھیدوں کے گنجینے ہیں ؎۴ ہرگز نہیں ✣ ۱۲

سمجھی جاے تو طوفانِ ترقیِ استعداد پیدا ہو۔ لیکن عربی میں اس ڈھرّے پر تم کو میں نے لگایا۔ سو تم کو اُس کا خیال ہے۔ باقی چیزوں کو سرسری طور پر پڑھاتے ہو۔ اگر منطق نہیں ہوتی حدیث شروع کردو۔ میں کہتا ہوں عربی کا ایک سبق مدرسے کے باہر ہونا ضرور ہے۔ اگرچہ تھوڑا ہو مگر ہو ضرور۔ تمھارے خطِ انگریزی میں حروف کی چوڑان نہیں ہوتی۔ تمھارا خط مجھ سے عمدہ ہے مگر میں تم کو اپنا جیسا نہیں چاہتا بلکہ اپنے سے بہ مدارج بہتر۔ اور جو بات تمھارے فائدے کی سمجھ میں آئے گی جب تک جیتا بیٹھا ہوں لکھا کروں گا ماننا نہ ماننا تمھارا کام ہے ✤

عربی ہو یا انگریزی ترجمہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک لفظی جیسے گئی وہ عورۃ اوپر ایک دروازے کے۔ ایک بامحاورہ جیسے وہ عورۃ ایک دروازے پر پہنچی۔ مبتدی کو پابندی لفظی ترجمے کی ضرور ہے لیکن اس کو اپنی زبان کے محاورے پر بھی نظر رکھنی چاہیئے۔ عبارۃ کی عمدگی یہ ہے کہ نری بول چال ہو جیسے کوئی باتیں کر رہا ہے۔ اس وجہ سے اخبار اور ناول کی انگریزی عمدہ سمجھی جاتی ہے۔ یہ لوگ روزمرّہ لکھتے ہیں۔ پس تم دونو ترجموں کی عادۃ کرو۔ لفظی اور بامحاورہ۔ بلکہ اب تم کو محاورے کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کیوں کہ بفضلہ تعالیٰ مبتدیوں کے درجے سے ترقی کی فقط ✤

خط ۵۱

۸۔ جنوری کو رات کے نو بجتے بجتے میں اپنے ضلع میں پہنچ گیا۔ ٹرین نے ابتدائے روانگی میں کچھ دیر کی پھر راہ میں زائد از معمول وقفات ہوئے۔ غرض تین بجے کے بعد بکسر پہنچے ورنہ میں شاید سویرے پہنچ جاتا۔ راہ میں جو لوگ میری گاڑی میں تھے اتفاقاً اُن میں ایک ہندوستانی ڈاکٹر بھی تھا۔ میں نے تمھارے داد کا تذکرہ کیا۔ وہ تو کچھ چُپ سا ہوا۔ مگر ایک

یورپین جنٹلمین نے کہا گوالپوڈر داد کے لیے نہایت نافع ہی اور اس وقت ڈاکٹروں کا اجماع ہی اس بات پر کہ داد کی دوا اس سے بہتر نہیں۔ یہ ایک سفید سفوف ہی۔ انگریزی دوا فروشوں میں شاید آٹھ آنے کو اس کی شیشی ملے گی۔ خوبی یہ ہی کہ داد اور قاطع نہیں۔ رتی بھر ہتیلی پر رکھ کر دو تین قطرہ پانی میں لت کر کے داد پر مل لیا کرو۔ صبح و شام استعمال کرو۔ غالباً تین دن میں نفع ظاہر ہو جائے گا + ۹۔ جنوری ۱۸۹۰ء

خط ۵۲

دس دن دہلی میں رہ آنے سے مجھ کو مہینوں وحشت رہے گی۔ تمھارے دل کی جو کچھ کیفیت ہو مگر میرا یہ حال ہی کہ جس وقت ذرا خالی ہوتا ہوں تمھارا خیال آتا ہی اور تمھارے خیال کے ساتھ تمھارے امتحان کا۔ مجھ کو تمھارے خط کے دیر کرنے سے خدشہ یہ ہوتا ہی کہ کہیں خدا نہ خواستہ ایسا تو نہیں ہوا کہ تم امتحان میں ناکام رہے اور شرم کے مارے مجھ کو نہیں لکھتے۔ سو کب تک چھپاؤ گے۔ جلد لکھو کہ میں تمھارا انتظام کروں۔ ہر چند یہ مواقع سفارش کے نہیں ہیں لیکن اگر کچھ دخل سفارش کو ہوا اور ضرورۃً بھی ہو تو میں یہاں دور بیٹھا ہوا کیا کر سکتا ہوں۔ البتہ مولوی . . . صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حاجت کرو۔ میں بہت وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ وہ تمھاری مدد کریں گے اور میری نسبت وہاں ان کی وقعت بھی زیادہ ہی۔ اگر کسی معلم یا ماسٹر کی توجہ درکار ہو تو بھی مولوی صاحب سے کہنا۔ اگرچہ دہلی کے لوگ بے مروتی ہی کرتے ہیں لیکن ع چہ تواں کرد مرد ماں این اند۔ والسلام۔ ۱۹۔ جنوری ۱۸۹۰ء

خط ۵۳

۱۷۔ کا خط پہونچا۔ بندۂ خدا اتنی دہرمت کیا کرو۔ کیا کفایت شعاری اسی میں منحصر ہی کہ مجھ کو خط لکھنے میں کمی کی جائے۔ میں نے تم کو پہلے بھی لکھا ہی اور اب پھر لکھتا ہوں کہ امتحان کے بھروسے پر مت رہو۔ کسی طرح جماعت میں

ترقی کرو اور آگے کو نصیحت پکڑو۔ مدرسے میں کام یابی اور نام وری کے ساتھ پڑھنا یوں تو نہیں ہو گا۔ مدرسے کے علاوہ گھر پر کم سے کم تین یا چار گھنٹے روز دل لگا کر پڑھو گے تو خیر ورنہ کیوں خود حیران ہوتے اور کیوں ہم سب کو حیران کرتے ہو۔ دنیا کی کارروائی کے لائق تم کو لکھنا پڑھنا آ ہی گیا ہے۔ پس میرے پاس رہ کر قانون یاد کرو اور امتحان دو۔ مدرسے میں پڑھنا منظور ہے تو یاد رکھو انٹرنس پہلی منزل ہے۔ بھلا کچھ نہ ہو تو بی اے کے خطاب تک ہو تو بشیر درجۂ فضیلۃ حاصل کرنے کے ہرگز یہ ڈھنگ نہیں جو تمھارے ہیں۔ ہر روز کے سبقوں کو بالالتزام مطالعہ اور پڑھنے کے بعد نظرِ تدقیق سے ان کو دیکھنا اور ذہن نشین کرنا اور ایک درجۂ اعتدال کے ساتھ محنت کا برابر جاری رکھنا شرطِ ضروری ہے۔ تمھارا یہ حال ہے کہ پہلے ہی امتحان میں یہ تردد کہ پاس ہوئے یا نہیں تو اگلے امتحان کہیں سخت ہیں کیوں کر ان سے عہدہ برآ ہو سکو گے۔ غرض پڑھنا ہی تو پڑھنے کے طور پر پڑھو۔ کہیں چاندنی چوک جا نکلے۔ کہیں عجائب خانے کی سیر کی۔ کچھ وقت قصّے کہانیوں میں ضائع کیا۔ دو گھڑی رات گئی اور سو رہے۔ یوں تو پڑھنا نہیں آتا۔ پڑھنا جب آ سکتا ہے کہ تم ایک ایک منٹ کی قدر کرو اور جہاں تک تن درستی اجازت دے محنت کرتے رہو۔ تم اب تک مجھ سے صرف عربی میں پوچھتے تھے۔ آئندہ ریاضی بھی پوچھا کرو۔ زیادہ نہیں تو انٹرنس تک تم کو بتاؤں گا۔ حساب و جبر و مقابلہ کی خامی متوجہ ہو کر نکال ڈالو۔ تاریخ کے واقعات بہ طورِ سوال و جواب مرتب کرتے جاؤ تب امتحان دینے کا مزہ ہے۔ نری وعلت سے کام نہیں چلتا۔ شوق نہیں ورنہ مولوی . . کے ہوتے تم کو عربی کا حاصل کرنا کیا ارزاں تھا۔ مدرسے کی چیزوں کا حیلہ اور ان میں بھی نقصان ۔

مولوی صاحب نے کئی مکان لیے لیکن سب جائداد میں دکان مجھ کو پسند ہے۔ باقی محل اور حویلیاں سب آخور کی بھرتی۔ غضب ہے . . والا مکان

تیرہ سو کا ہے اور تین روپے کرایہ - نوٹ کے حساب سے اس کا کرایہ للعہ ہونا چاہیے مگر کوئی اہتمام نہیں کرتا - ہم نے مکان مفت نہیں پایا - گٹھڑی بھر روپیہ دیا ہے - تو کیا وجہ کہ ہم کو پورا نفع نہ ملے - مولوی[1] صاحب کے مزاج میں رحم ہے بیوی صاحب کو خیال نہیں - تم کو لیاقت نہیں - مولوی[2] دعاگو کو قابلیت اور فرصت دونوں نہیں - مکان لاوارث سا پڑا ہے - اگر کرایہ داروں کو یہ حال معلوم ہو تو وہ تین روپے بھی نہ دیں - بڑی حویلی ہمیشہ خسارہ دیتی ہے مگر اعمالِ بد کی طرح بارِ دوش ہے - خدا ہی ہے کہ اُس کا بوجھ سر سے ٹلے - جب تجربہ کر لیا کہ دہلی و بجنور دونوں میں کوئی انتظام کرنے والا نہیں تو عاجز آکر نوٹ[3] کا پہلو اختیار کیا ورنہ کوئی کرنے والا ہوتا تو حلال طور پر ایک ڈپٹی کلکٹر کی تنخواہ کماتا اور اصل محفوظ - بس غنیمت ہے کہ بیچارے مولوی صاحب باوجود معذوری اتنا بھی کرتے ہیں ورنہ ہم سب تو جیسے منتظم اور ہوشیار ہیں ظاہر فقط - ۲۱ - جنوری سنہ ۱۸۶۷ء

خط ۵۴

آٹھویں جماعت جس میں تم کو رعایتہً ترقی کر دیا گیا وہ جماعت ہے جس میں تم کو دو سال گزشتہ داخل کرانے والا تھا - شاید تم کو معلوم نہ ہوا ہو مگر مجھ کو تمھارا ساتویں میں داخل ہونا خوش نہیں آیا تھا تعجب ہے کہ تم آٹھویں کا نام سن کر گھبراتے ہو - رعایتی ترقی محمود ترقی نہیں ہے ؎

حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است ✤ رفتن بہ پائے مردیِ ہمسایہ در بہشت

لیکن اگر تم آٹھویں میں نہ گئے ہوتے تو مجھ پر سخت صدمہ ہوتا اور میں تم کو دہلی میں نہیں چھوڑ سکتا تھا ✤

برخوردار - محنت سے جان چرانا تو طالب علم کا کام نہیں ہے اور پھر یہ بھی کوئی محنت ہے کہ خدا کے فضل سے ہر طرح کے آرام کے ساتھ گھر میں رہنا اور پڑھنا - وہ بھی بندگانِ خدا ہیں جو دن بھر کلھاڑی چلاتے - سڑک کوٹتے -

---

[1] مولوی بشیر الدین احمد صاحب کے نانا مراد ہیں [2] ہو نہ ہو یہ وہی شخص ہے جس کے نام کا خط گزر چکا ہے [3] یعنی اندوختے کو پرامیسری نوٹ کے پیرایے میں رکھا خط ۳۸ میں اس کی خوب تفصیل ہے ✤

دوڑتے۔ راتوں کو جاگتے۔ بوجھ ڈھوتے۔ ہزاروں شکر ہی کہ شاقہ محنتہ میں مبتلا نہیں کئے گئے۔ محنتہ ایک امرِ اضافی ہی۔ اس کا مفہوم متعین نہیں۔ ایک کام زید کے واسطے محنتہ کا ہی مگر شاید خالد کے حق میں وہ کامل آسایش کا موجب ہی۔ پس جس کو تم نے محنتہ سمجھا کیا تم جیسے اور تم سے بہتر ہزاروں لاکھوں اُس کو نہیں کرتے۔ افسوس ہی کہ تم اس کو محنتہ کہو۔ ارے بابا اگر یہ محنتہ بھی ہی تو ساری عمر کا آرام۔ ساری عمر کی خوشحالی۔ ساری عمر کی آبرو اس محنتہ کے طفیل سے حاصل ہوگی۔ ایک ظریف کا مقولہ ہی کہ۔ جینا تو جینا بے محنتہ مرنا بھی نہیں ہوسکتا ✣

اگر تم کو عربی میں ۹۲ نمبر ملے تو نہ تمھاری محنتہ سے بلکہ اس فقیر کی محنتہ کا ثمرہ ہی کہ کسی حالتہ میں تمھارا سبق ناغہ نہیں ہونے دیا۔ میں نے اپنے پندار میں تم کو اتنا پڑھا دیا تھا کہ اگر تم نے اُس کو محفوظ رکھا ہوتا تو آج کل کے سو دو سو نہیں تو چالیس پچاس مولویوں سے تو بہتر تھے مگر وہ گھر کی مرغی تھی تم نے دال برابر سمجھی ✣

مجھ کو تمھارے اس لکھنے پر بڑی ہنسی آئی کہ تاریخ جغرافیہ سب مضمونوں میں مشکل ہی۔ میں تو ان دونوں کو قصہ کہانی سمجھتا ہوں۔ البتہ بل یہ پڑتا ہی کہ کتاب پڑھتے وقت عبارۃ پر تو لحاظ ہوتا ہی حاصلِ مطلب کی طرف توجہ نہیں ہوتی ورنہ اگر ہر آدھے یا پورے صفحے کے بعد آنکھ بند کر کے غور کر لیا جاے کہ اتنے کا خلاصۂ مطلب کیا ہوا تو ممکن نہیں کہ واقعات مستحفظ نہ رہیں۔ جغرافیے کی جان ہی نقشہ۔ ایک مکمل نقشہ منگوا او ر ایسے موقع پر لٹکا دو کہ ٹھیک کر لیٹے تو نقشہ سامنے ہو۔ بار بار دیکھتے دیکھتے یاد ہو جاتا ہی کہ فلاں شہر کہاں ہی اور وہ ندی یا پہاڑ کدھر واقع ہی۔ اگر تمھاری تاریخ چند روز کے لئے مجھ کو ملے اور میں اُس کا اردو میں خلاصہ کر دوں یا سوال جواب بنا دوں اور تم اُس کو یاد کر لو پھر فیل ہو جاؤ تو میں جواب دہ ✣

حساب - جبر و مقابلہ - اُقلیدس البتہ سوچ بچار اور مشق و مہارۃ کے کام
ہیں - میں نے تم کو کسورِ عام اور کسورِ اعشاریہ تک پڑھا دیا تھا اور جتنا تم نے
حساب و جبر و مقابلہ مجھ سے سیکھا تھا وہ ساتویں جماعۃ میں کامیاب ہونے کو
کافی تھا لیکن مصیبۃ یہ ہی کہ تم نے نہ تو یہاں جی لگایا نہ وہاں لگاتے ہو ⁂

میں نے تم کو متواتر لکھا کہ بغیر ہر کتاب کو سبق روزمرّہ تک یاد کرتے
جاؤ - لیکن دنیا میں باپ ہونا بات کو لیے دقیعۃ کرتا ہی - تم نے کہا نہیں تو دل
میں خیال کیا کہ اُس کی تو عادۃ ہی اسی طرح کے خط لکھا کرتا ہی - اس سے کہ
تم . . یا کسی تھنا سا متعارف کو گو وہ بجنوری ہی کیوں نہ ہو یا گو وہ دہلی والا ہی
کیوں نہ ہو لیے فائدہ خط لکھو - اور اس سے کہ رات کو عزیزو دین[له] اور غلام موہی دین
سے باتیں کرو - اور اس سے کہ تم پہاڑ گنج جاؤ اور اس سے کہ تم . . کو لکھنا
سکھاؤ - اور اس سے کہ تم بازار میں پھرو اور عجائب خانہ و باغ کی سیر کرو - اور
اس سے کہ تم سیماب وار کبھی گھر میں کبھی باہر آؤ جاؤ - اور اس سے کہ تم بھول کر
بھی کبھی مطالعہ نہ کرو - اور اس سے کہ تم مدرسے کے سبقوں کو گھر میں اگر نہ پڑھو
غرض اس سے کہ تم محنۃ نہ کرو اور وقت کی قدر و قیمۃ نہ پہچانو تو نہ تم امتحان دے
سکے ہو اور نہ آیندہ کبھی دے سکوگے - میں نہیں کہتا کہ تم اتنا پڑھو کہ تن درستی
میں خلل پڑے لیکن جہاں تک تم سے ہو سکے ایک منٹ ایک سکنڈ کو رائگاں
مت کرو پھر قسم کھا کر کہا جا سکتا ہی کہ تم انٹرنس کیسا خطاب حاصل کروگے -
اور گو ہندوؤں کے لڑکے اپر سکول میں پڑھ کر آئے ہوں کوئی تم کو نہ پا سکے گا -
آٹھویں جماعۃ میں پڑھنا اُنھی کا ہی جو ساتویں پاس کرکے چڑھے اور تمھارا
پڑھنا تو بھٹی بھگوڑی پڑی کا پھر بیٹھنا ہی - خدا تمھاری غیرۃ کو تیز اور تمھاری

له عزیز الدین اور غلام محی الدین مراد ہیں - یہ ایک غریب ہمسائے کے لڑکے ہیں -
ان کی ماں بیچاری جاہل ان کو انھی ناموں سے پکارتی ہی جو متن کتاب میں ہیں - مولوی
نذیر احمد صاحب نے تعریضاً انھی غلط ناموں کو نقل کر دیا ہی تاکہ بیٹا سمجھے ۱۲

ہمت کو بلند اور تمہاری محنت کو زیادہ کرے۔ آمین۔ میں نے تمہارے ساتھ وہ کیا اور کر رہا ہوں جو میرے باپ نے (خدا اُن کو جنت نصیب کرے) میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے تم کو پہلے بھی لکھا تھا اور پھر بھی لکھتا ہوں کہ میں عربی اور ریاضی دونوں میں تمہاری مدد کو حاضر ہوں مگر بے تمہاری ہمت کے کام نہیں چلے گا۔ امتحانِ سالانہ کو تو ہر وقت پیشِ نظر رکھو اور ہر روز محنت کئے جاؤ ان شاء اللہ بیڑا پار ہے ۵

مرد باید کہ ہراساں نہ شود ٭ مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

پھر کیا ضرور ہے کہ امسال اگر رعایتہً تمہاری ترقی ہوگئی تو سال آیندہ بھی رعایت کی جائے۔ اگلے سال اپنی قوتِ بازو سے ترقی کرو۔ جو لڑکا ریاضی میں تیز ہو اُس سے راہ و رسم ضرور پیدا کرو۔ انگریزی کے ۲۶ نمبر بھی محل خوف ہیں۔ ارے میاں ایک طالب علم ہم بھی تھے کہ سارے ہم جماعت بلکہ بہ خدا اُستاد بر بنز بریز کرتے تھے۔ مگر تھا کیا۔ کہ بھئی تمہاری طرح بدشوق اور کم محنت نہ تھا۔ بے سروساماں البتہ تھا۔ جنوری ۱۸۹۵ء گزری اور دسمبر ۱۸۹۵ء تعطیل میں گزرے گا۔ پس بہ استثنائے تعطیلات درمیانی مشکل سے پانچ چھ مہینے ہونگے۔ اگر کوئی مدرسے کی پڑھائی پر قانع رہے تو وہ پڑھ چکا۔ اصل پڑھنا تو گھر کا ہے اور تم گھر پر پڑھنے یا تعطیلوں میں دوسرے سے استفادہ کرنے کا اہتمام نہیں کرتے ٭

تمہارے پڑھنے کا جھگڑا تو چلا ہی جائے گا۔ اب کچھ گھر کا کام بھی کروں۔ میرے پاس ایک خط موی . . . صاحب کا آیا۔ یہ مضمون وہی ہے جو مولوی صاحب نے دلی میں زبانی بھی کہا تھا اور میں نے بیوی صاحبہ سے نقل کیا تھا۔ نہیں معلوم مولوی صاحب کو یہ خیال خود پیدا ہوا یا وہاں والوں نے کہا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انھی کا خیال ہے۔ مگر کوئی دوست جو صلاح کی بات کہے اُس کو مخاصمت کے ساتھ نہیں سننا چاہیے۔ لوگ

مجھ کو کنجوس اور بخیل کہتے ہیں اور چوں کہ قاعدہ ہی کہ ع - تا نہ باشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا * مجھ میں یہ عیب ہوگا - اگرچہ خود پسندی کی وجہ سے آدمی کو اپنے عیوب پر اطلاع نہیں ہوتی لیکن بخل اولاد کے ساتھ تو میں کبھی برتنا نہیں چاہتا - تف ہی میری دولۃ پر اور لعنۃ میرے مال دار ہونے پر جب میری پیاری اولاد اس وجہ سے تکلیف پائے کہ میں اُن کی حاجۃ کی قدر باوجود مقدرۃ روپیہ نہیں دیتا - خدا کی قسم میں یہی سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میرے پاس ہی ان بچوں کی امانۃ ہی پس افسوس ہی کہ جن کا روپیہ اُنھی پہ خرچ نہ کیا جائے خدا اس کا گواہ ہی کہ بشیر کے لئے . . . کے لئے . . . کے لئے کس کم بخت کو روپئے سے دریغ ہوا اور میں نے اپنے نزدیک اب تک ایسا ہی برتاؤ کیا ہی یا شاید میری سمجھ کی غلطی ہو - غرض اس مضمون کو میں تمھاری والدہ کے حوالے کرتا ہوں کہ وہ بلا ردو رعایۃ خوب غور سے سوچیں اور مطلق میرا اور میرے روپئے کا پاس نہ کریں - مجھ کو اُن کے فیصلے کی تعمیل میں مطلق تامل نہ ہوگا *

۳ - فروری ۱۸۷۷ء

خط ۵۵

اگرچہ امتحان تم دے گئے اور پاس تم کرو گے اور محنت و کاہلی کا نتیجہ تم بھگتو گے مگر مجھ کو تمھارے امتحانِ سالِ آیندہ کا ابھی سے سوچ ہی اور تم بھی ابھی سے فکر رکھو گے تو دعوے کے ساتھ امتحان دو گے - پس عربی اور ریاضی کے سبق سمجھنے شروع کردو - تھوڑا تھوڑا ہو چلے - یہ خیال ہرگز اپنے دل میں مت آنے دینا کہ ابھی بہت وقت ہی فقط * ۴ - فروری ۱۸۷۷ء

خط ۵۶

اس وقت ریڈ صاحب کی چٹھی آئی ہی - اُنھوں نے رپورٹ کر دی ہی کہ یکم مارچ سے نذیر احمد دوسرے ضلع میں بھیجا جائے - یہاں اُس کی ضرورۃ باقی نہیں - عملہ یکم مارچ سے تخفیف کیا جائے گا - مجھ کو اس وقت

تک معلوم نہیں کہ کہاں جاؤں گا اور کس کام پر۔ میں نے ریڈ صاحب کو لکھا ہی کہ تین مہینے کی رخصت دلا دیجیے کہ ذرا آرام کر لوں ✤

لیکن من جانب اللہ[۱] ایک دوسرا سامان ہوا ہی اگر تم لوگ رضامند ہو کر اجازت دو۔ خط ملفوف ہی۔ مولوی سید مہدی علی خاں صاحب بہادر کا ہی۔ یہ حواری[۲] ہیں سید احمد خاں صاحب بہادر کے۔ اٹاوے کے رہنے والے ہیں وہیں سررشتہ دار فوجداری تھے۔ وہیں تحصیل دار ہوئے۔ وہاں سے مرزاپور بدل آئے۔ وہاں کچھ کوہستانی علاقہ زیر بندوبست تھا۔ ان کو ڈپٹی کلکٹر بندوبست کے اختیارات دیے گئے اور کئی مدوں سے ملا کر چار سو روپیہ پاتے تھے۔ اسی اثنا میں شاید نواب سر سالار جنگ بہادر وزیر حیدر آباد نے سید احمد خاں صاحب سے پانچ یا چھ آدمی طلب کئے۔ اُنھوں نے ان کو بھیج دیا۔ وہاں جا کر مولوی مہدی علی صاحب کی شاید ہزار روپیہ تنخواہ ہوئی۔ اب سُنا ہی کہ معتمد مدار المہام مقرر ہوئے۔ میں نے مولوی مہدی علی صاحب کو فی عمری[۳] صرف ایک بار آگرے میں دیکھا جن دنوں مجھ کو مرآۃ العروس کا انعام اٹاوے میں ملنے والا تھا۔ مولوی مہدی علی صاحب ڈیوک آف اڈنبرا کو دیکھنے کلکتے گئے تھے۔ وہیں سے مجھ کو بلا تعارف بڑے تپاک کا خط لکھا اور بہت اصرار کیا کہ اٹاوے میں میرے مکان پر ٹھیرنا۔ چنانچہ جوں میں ریل سے اُترا مولوی مہدی علی صاحب کے رشتہ مند مجھ کو کشاں کشاں اپنے گھر لے گئے اور بہت مُدارات کی۔ مگر مولوی مہدی علی صاحب وہاں نہ تھے۔ لیکن نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجھ کو اٹاوے سے واپس کیا اور آگرے کے دربار میں بُلایا۔ وہاں

---

[۱] خدا کی طرف سے ✤ [۲] اصل میں حضرت عیسیٰ کے اصحاب حواری کہلاتے ہیں۔ حوار کہتے ہیں عربی میں سفیدی کو چونکہ اصحاب مسیح[۴] اکثر دھوبی تھے شاید یہ وجہ تسمیہ ہو یا حواری کے معنے یار مخلص کے بھی ہیں۔ مولوی مہدی علی کو سید احمد خاں کا حواری کہنا ظریفانہ شوخی ہی ✤ [۳] اپنی عمر میں ✤

منشی غلام غوث صاحب میر منشی لفٹننٹی کے یہاں میں نے مولوی مہدی علی صاحب کو دیکھا۔ ایک جوان صبیح بے باکانہ مرآۃ العروس کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ جوں ہی خیمے میں پونہچا منشی غلام غوث صاحب نے کہا لیجے حضرۃ مرآۃ العروس کے مصنف صاحب بھی تشریف لائے۔ منشی غلام غوث صاحب کی تقریب سے ہم دونوں ملے تو مولوی مہدی علی صاحب منقبض سے رہے شاید ہنسی اڑانے سے کچھ جھینپے ہوں۔ مجھ کو حیرۃ ہوئی الٰہ العالمینا یہ وہی مہدی علی ہیں جنھوں نے خود مجھ کو کس تپاک سے اپنے گھر ٹھیرایا تھا کہ اب بالمشافہہ میری کتاب کی تفضیح کر رہے ہیں۔ خیر رفت و گزشت۔ اب جو یہ خط آیا ہی سرکاری خط ہی کیوں کہ اُس میں لکھا ہی کہ حسب الحکم سرکار لکھتا ہوں اور مجھ کو سکندر پور میں ایک دوست مولوی . . . صاحب کے خط سے بھی کہ وہ بھی ریاستِ حیدر آباد میں ہیں اس سے پہلے معلوم ہوا کہ میرا تذکرہ مدار المہام حیدر آباد کے حضور میں ہوا۔ تیسری دلیل اس خط کی صداقۃ اور واقعیۃ کی یہ ہی کہ سیّد احمد خاں صاحب کی معرفۃ آیا ہی۔ تم جانتے ہو کہ سیّد احمد خاں صاحب کس رتبے اور وقار کے آدمی ہیں۔ غرض حسن طلب میں تو کچھ شک نہیں۔ حیرۃ یہ ہی کہ مولوی[له] مہدی علی صاحب نے میری تقریب کیوں کی۔ عجب نہیں کہ کتاب ہیئۃ نے یاد دلائی

له اس کتاب کا خط ۱۸ میں بھی مذکور ہی اور اس کے متعلق ایک دلچسپ قصہ ہی وہ یہ کہ مولوی نذیر احمد صاحب گورکھپور میں ڈپٹی کلکٹر تھے اور مسٹر لیور ویرن ایک حصہ ضلع کے مہتمم بندوبست۔ وہاں دونوں سے ملاقات ہوئی۔ ویرن صاحب علم دوست آدمی تھے۔ اور اُن کو مشرقی زبانوں کے سیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ غالب ہی کہ مولوی نذیر احمد صاحب کی استعداد و لیاقۃ کا حال ویرن صاحب سے مخفی نہ رہا ہوگا۔ ویرن صاحب نے قانون شہادۃ پر ایک دقیق متن تصنیف کر کے مولوی نذیر احمد صاحب سے اُس کا ترجمہ کرایا اُن دنوں ویرن صاحب سہارن پور کے کلکٹر تھے۔ ویرن صاحب اس ترجمے سے مولوی نذیر احمد صاحب کی ۱۴

۱۴ باقی بر صفحۂ ۱۱۷

کی یا کوئی اَور سبب ہوا ہو۔ بہ ہر کیف بُلاتے ہیں اور تنخواہ بالفعل آٹھ سو اور بعد کو ایک ہزار ماہوار یہاں کے سکّے سے دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔

بقیہ از صفحہ ۱۱۶

لیاقت کے اَور بھی معتقد ہوئے۔ ایک مدّۃ کے بعد وین صاحب ترقی کرتے کرتے کشمیر کے پولٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے اِن ہی دنوں وین صاحب نے علم ہیأۃ کی ایک مشہور کتاب گوامنز ہونز کا ترجمہ کرانا چاہا ایک ہزار روپیہ کا اشتہار دیا کہ جو شخص اس کتاب کا بہتر سے بہتر ترجمہ کرے گا اُس کو ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ اشتہار کے علاوہ وین صاحب نے مولوی نذیر احمد صاحب کو خاص چیٹھی لکھی کہ میں نے اشتہار تو دیا ہے مگر میرا خیال یہ ہے کہ یہ انعام تم ہی لوگے مولوی نذیر احمد صاحب نے عذر کیا کہ مجھ کو دوسرے کاموں سے فرصۃ نہیں تو وین صاحب نے سر ولیم میور صاحب سے اصرار کرایا مجبور مولوی نذیر احمد صاحب نے ترجمہ کیا اور دس ترجمے شاید اَور بھی ہوئے۔ ان ترجموں سے انتخاب بہتر کے لئے وین صاحب نے ایک کمیٹی منعقد کی سنا ہے خدا جانے صحیح یا غلط کہ سید احمد خان صاحب اس کمیٹی کے پریزیڈنٹ تھے اور منجملہ اَور چند صاحبوں کے شمس العلماء خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب ممبر کمیٹی نے یہ رائے دی کہ مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ سب میں بہتر ہے مگر ایک ہزار میں سے چار سو روپیئے کے قابل ہے۔ کمیٹی نے وین صاحب کو یہ صلاح دی کہ چھ سو روپیہ جو بچے اس سے مولوی نذیر احمد کے ترجمے کی درستی کرائیے۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے وین صاحب سے پوچھا بھی کہ اگر مجھ کو اپنے ترجمے کے نقصان معلوم ہوں تو شاید میں ان کی درستی کر سکوں مگر خدا جانے کس مصلحۃ سے مولوی نذیر احمد صاحب کو نہ تو کمیٹی کے ممبروں کے نام بتائے اور نہ ترجمے کے اسقام۔ برسوں وین صاحب تلاش میں رہے کہ کوئی شخص مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمے کی اصلاح کا بیڑا اُٹھائے کسی نے حامی نہ بھری وین صاحب نے کہیں سن لیا تھا کہ حیدر آباد میں امیر کبیر شمس الامراء علم ہیأۃ کے بڑے عالم ہیں اور اُن کی کتاب شمسیہ بھی وین صاحب کی نظر سے گزر چکی تھی آخر وین صاحب نے سانڈرس صاحب رزیڈنٹ کی معرفۃ مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ اصلاح کے لئے حیدر آباد بھیجا اور وہ ترجمہ رزیڈنٹ سے امیر کبیر اور امیر کبیر سے نواب سر سالار جنگ مرحوم اور ان سے مولوی سید حسین بلگرامی بی اے کے پاس آیا مولوی سید حسین نے ترجمہ کو بنظر اصلاح دیکھا اور مولوی نذیر احمد صاحب کو لکھا کہ اس سے بہتر ترجمہ ہو نہیں سکتا اور اگر ہو سکتا ہے تو تم سے بہتر کوئی کر نہیں سکتا اور اسی چیٹھی کی نقل مولوی سید حسین نے وین صاحب کو بھیجی جب تک یہ چیٹھی پہونچے پہونچے وین صاحب مفاجاۃً مر گئے ترجمہ لاوارث رہ گیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے یہ تمام مراسلۃ اور اصل ترجمہ گورنمنٹ میں پیش کیا۔ گورنمنٹ نے مولوی نذیر احمد صاحب کے ہزار پورے کر دئے۔ اب وہ ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب کے پاس ہے۔ چونکہ اس میں آسمانی نقشے ہیں اور ہندوستان میں اُن کے چھپنے کا سامان نہیں ترجمے کے چھپنے کی نوبۃ نہیں آئی ۱۲٭٭

اتنی تنخواہ مجھ کو سرکارِ انگریزی میں تمام عمر پانے کی توقع نہیں۔ دربارِ حیدرآباد ان دنوں بہت ممدوح ہی۔ اختیارات وسیع۔ عہدہ معزز۔ مجھ کو وہاں کے زیادہ حالات معلوم نہیں۔ اتنا جانتا ہوں کہ ادھر کے اور انگریزی عمل داری کے ہزارہا بندگانِ خدا وہاں ہیں۔ سیکڑوں آدمی تو دلی کے وہاں ہیں۔ مولوی رشید الدین خانِ مرحوم کا خاندان سب وہیں ہی پس تم لوگ اگر صلاح دو تو بالفعل ایک سال کی رخصت لے کر جاؤں۔ ذرا بمبئی۔ مدراس۔ حیدرآباد وغیرہ کی سیر کروں۔ سِیرُوْا فِی الْاَرْضِ[۵۱]

خط ۵۷

تین مہینے کی رخصت کے لیے ریذیڈنٹ صاحب نے بھی سفارش کر دی ہی۔ لیکن حیدرآباد جانا ہوا تو برس دو برس کی فرلو[۵۲] لینی ہوگی۔ ریل ہی تو دوری کوئی چیز نہیں۔ رہی پنشن اُس کے لئے میں نے دریافت کیا ہی۔ اگر میں حیدرآباد گیا تو مولوی . . . کو ساتھ لیے جاؤں گا۔ اُن کو ابھی سے تیار رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ وقت پر تقاعد[۵۳] کریں۔ طالب اگر سچا ہی تو وہ دور و نزدیک پر نظر نہیں کرتا۔ اس سے کہ دلی میں حاجتمندانہ رہیں بہت بہتر ہوگا کہ پردیس میں آسودہ حالی سے بسر ہو اُن کی سی حالت اگر مجھ پر ہوتی تو بھوپال ایسا تھا جیسے دلّی والوں کو شاہ درہ[۵۴]۔ چنانچہ جن دنوں میں گجرات گیا وہ بھوپال سے بہت دور تھا۔ ۲۳ دن تک متواتر تمام تمام دن چلا تب خدا خدا کر کے گجرات کی شکل دیکھی۔ حیدرآباد سے خط آنے شروع ہوئے ہیں کہ علاوہ تنخواہ کے ماہر للعہ ماہوار دوامی بھتا بھی ہی۔ اب میں صرف دو باتوں کا منتظر ہوں۔ ایک تو رخصت کی منظوری۔ دوسرے میں نے جو خط مولوی مہدی علی

[۵۱] پھرو ملکوں ملکوں اقتباس ہی کلام مجید سے ۔ [۵۲] ایک قسم کی رخصت ہی جس میں نصف تنخواہ ملتی ہی ۔ [۵۳] سستی ۔ [۵۴] دلی سے پورب ۳ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہی ۱۲

صاحب کو لکھا ہے اُس کا جواب ۔ اگر حیدرآباد میں پاؤں جم گئے اور نصیب میں ہے تو سر منزلِ حج و زیارۃ حرمین شریفین قریب ہے ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا[1] طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ ۔ بشیر ۔ تم اب کب دنیا کو سنبھالو گے ۔ بہ خدا میں تو ملول ہوں ۔ وہ اگلی سی گدگدی مجھ میں باقی نہیں ۔ بندۂ خدا الگ لپٹ کر انٹرنس تو پاس کر دو ۔ ۱۴ - فروری ۱۸۷۷ء

خط ۵۸

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ[2] وَالْقَلْبُ مُشْتَاقٌ اِلَیْکَ ۔

وہ ضرورۃ پڑھنے لکھنے کی جس کے لیے چار و ناچار خط لکھنا پڑتا تھا تم نے قاطبۃً[3] بند کر دی ۔ اگر بدلی اور رخصت اور حیدرآباد کے مضامین جمع ہونے سے پریشانی ہے تو مجھ کو ہے مگر تم نے دیکھا تو ہوتا کہ اس حالۃ میں بھی تمہارے سبقوں میں بالالتزام اصلاح دیتا ہوں یا نہیں ۔ دہلی کالج اگر ٹوٹا تو غضب ہوا ۔ گو کالج ٹوٹے پھر بھی اتنا ساماں دہلی میں ضرور رہے گا کہ آدمی تکمیل استعداد کر سکے ۔ تم حیدرآباد جانے کے متقاضی ہو ۔ جب میں تمہاری عمر دن میں تھا تو مجھ کو عرش کی سوجھتی تھی ؎

نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا اور اب لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے

اب صرف اتنی گدگدی دل میں ہے کہ میں نے انکار نہیں کیا ۔ اگر ابتداءً پارہ سو دیں گے اور ارذلِ عمر[4] کے لئے سامان کر دینے کا وعدہ فرمائیں گے تو

---

[1] خدایا ہم کو اپنے حرمت والے گھر کا طواف روزی کر ۔ [2] تم پہ سلامتی ہو اور دل تمہارا مشتاق ہے ۔ [3] یک قلم ۔ [4] اخیر عمر ۔ یہ لفظ قرآن مجید کی اس آیۃ میں واقع ہے ۔ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۔ یعنی تم میں سے بعض پھر ذلیل زندگانی کی طرف پھیر دیے جاتے ہیں تاکہ جو کچھ معلوم ہے سب جاتا رہے یعنی انتہا کے بڈھے ہو جاتے ہیں اور کسی بات کا ہوش نہیں رہتا ۔

ان شاء اللہ جاؤں گا۔ لیکن مجھ کو ایسا احمق مت سمجھو کہ بہت دنیا جمع کرنے کو زندگی کا ماحصل سمجھوں۔ بشیر۔ دنیا کو تو خوب دیکھا۔ غریب محتاج تھا خدا نے مال دار غنی کیا۔ اولاد ہوئی۔ حکومت کے مزے اڑائے۔ نام وری اور شہرت سے بھی بے نصیب نہیں رہا۔ لیکن انجام ان سب بکھیڑوں کا کیا ہے؟ آخر فنا آخر فنا۔ اب خداوند تعالیٰ ایسی توفیق عطا کرے کہ کچھ وہاں کے لئے بھی کروں ؎

کیا وہ دنیا جس میں ہو کوشش نہ دین کے واسطے   واسطے واں کے بھی کچھ یا سب یہیں کے واسطے

وان صاحب چارج لینے کو آگئے۔ میں حتی الوسع کل سامان فروخت کر دوں گا۔ ولو بحط الثمن [۵۱] ❖

. . . کی کیا شامت ہے کہ وہ جانوروں کے ساتھ گاؤزوریاں کرتے ہیں۔ ع مارا ازیں وجود ضعیف ایں گماں نہ بود ❖ گھوڑا رکھیں بھی تو سلیم الطبع اور کار آزمودہ۔ تم نے بھی ماموں کی خو سیکھی ہے کہ جانوروں سے بے باکانہ کام لیتے ہو ❖

اب تو . . . صاحب بھی ہٹی کا نیلام کرتے ہیں۔ اپنے مونہہ سے پچیس ہزار مہر کر دیا اور دو برس بعد شاید دس ہزار کی نوبت پونہچے۔ مولوی . . . کا نام میں نے نہیں سنا۔ رقعہ بھیجا ہے تو جانچ تول کر بھیجا ہوگا۔ العجل العجل [۵۲] فما یجدی الامل بدون العمل ❖

مکان کو جھاڑو [۵۳]۔ مجھ کو بہت آخور کی بھرتی پسند نہیں۔ مکان تو تو بھلا . . . کا سا لوکہ دنیا میں بہشت یاد آئے۔ واہیات جھونپڑے جو تم نے رکھے ہیں نہ رہنے کے نہ سہنے کے۔ ایک عمدہ نفیس مکان مل جائے تو بس کافی ہے ❖

---

[۵۱] اگرچہ قیمت گرا کر ہی کیوں نہ ہو ❖ [۵۲] جلدی کرو جلدی کہ امید بے کوشش فائدہ نہیں دیتی ❖ [۵۳] الگ کرو۔ دور کرو ❖

... نے پارہ[۵۵] شروع کیا ہوگا۔ حروف اور حرکات خوب پہچنوا دیے جائیں۔ اس میں خامی رہ جاتی ہے تو مدّتوں تک پڑھنا نہیں آتا + ۲۳ فروری ۱۸۷۶ء

خط ۵۹

۱۶۔ فروری کو صبح ہوتے جو خواب تم نے دیکھا یعنی وہ راے جو تم نے تاریخ وجغرافیہ وریاضی بلکہ مدرسے کی تمام تر تعلیم کے بے سود ہونے کی نسبت باہم پونہچائی مجھ کو تمھارے خط کے ذریعے سے معلوم ہوئی۔ بہ جاے اس کے کہ مجھ کو ناخوشی ہو میں تو اس کو بہت پسند کرتا ہوں کہ تم اپنی بُری بھلی راے کو ہمیشہ نہایت آزادی کے ساتھ بے تاٗمل ظاہر کیا کرو۔ راے کی غلطی عیب نہیں ہے۔ افہام وتفہیم اور مباحثہ ومناظرہ سے ہر غلطی کی اصلاح ہو سکتی ہے مگر دو دلی اور نفاق کا کچھ بھی دفعیہ نہیں۔ جب تمھارا البطون[۵۶] منکشف نہ ہو تو کوئی کیا جان سکتا ہے کہ تم اپنے ذہن میں کیا سوچا کرتے ہو +

میں سرکاری تعلیم کا ایسا طرف دار نہیں ہوں کہ متعصبانہ اس کی حمایت کروں لیکن انگریزی کی بدترین تعلیم عربی کی بہترین تعلیم سے بہ استثناءِ مذہب یقیناً عُمدہ اور نافع ہے۔ عربی میں زبان اور منطق کے خیالی ڈھکوسلوں کے سوائے کچھ بھی نہیں۔ یورپ کو جو اس وقت معراج ترقی حاصل ہے جانتے ہو کیوں ہے۔ ان لوگوں میں صرف یہ ہنر ہے کہ واقعاتِ نفس الامری میں تمام یورپ کی ہمتیں محصور ہیں۔ ہم لوگ خیالی مضمونوں کے پیچھے پڑے رہتے اور آخر تک سوائے چکنی چپڑی باتیں بنانے اور جھوٹے بے اصل منصوبے باندھنے کے کچھ نہیں سیکھتے۔ جھوٹے القاب۔ جھوٹے اداب۔ جھوٹے اشتیاق۔ جھوٹی تشبیہات۔ جھوٹے استعارات ہمارا علم انشا ہے۔

---

[۵۵] جزو قرآن مراد ہے عوام سیپارہ کہتے ہیں۔ شروع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عم یتساءلون کا پارہ ہوگا جس میں چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں اور مبتدیوں کو پہلے وہی پڑھایا جاتا ہے +

[۵۶] یعنی جو تمھارے دل میں ہو + ۱۲

شاعری جو کمالِ انشا ہی اس میں معشوق وہ فرض کیے گئے جن کے کمر نہیں منھ نہیں۔ جن کی زلفیں سلسلۂ ناممتناہی سے زیادہ دراز۔ جن کے سُرین پہاڑ۔ اگر ایسے معشوق کہیں نظر پڑ جائیں تو لوگ اُن کو ہپّا[1] اور بھوت سمجھیں۔ انگریزی شاعری کو دیکھو بالکل نیچر[2] کے مطابق۔ مبالغے اور جھوٹ کا نام نہیں۔ جن چیزکے حالات سے کسی علم میں بحث کرتے ہیں اُس کو اُس علم کا موضوع لہ کہتے ہیں جیسے صرف و نحو کا موضوع لہ ہی کلمہ و کلام۔ طب کا بدنِ انسان۔ حساب کا عدد۔ انگریزی علوم کیا ہیں کہ موجوداتِ عالم میں سے ہر ہر چیز کسی علم کا موضوع لہ ہی علم آب۔ علم ہوا۔ علم مقناطیس۔ علمِ حرارۃ۔ علم روشنی وغیرہ۔ افسوس کہ ہمارے یہاں کہیں ان علوم کا پتا نہیں۔ انگریز لوگ کہیں سمندر کے کنارے مچھلی کے انڈے گنتے پھرتے۔ کہیں پہاڑوں کے دروں میں بھٹکتے۔ کہیں ریگستان کی خاک پھانکتے غرض موجوداتِ عالم کے حالات[3] کی تفتیش و تلاش میں سرگرم ہیں اور اسی سے اس درجے کو پہنچے۔ کوئی انگریزی چیز تو دیکھو کس خوبی اور صفائی اور عمدگی کے ساتھ ہی۔ یہ سب علم واقعات کے جلوے ہیں۔ ریل تار برقی نتیجے ہیں خواصِ حرارۃ میں غور کرنے کے۔ یہ مضمون تو اس قدر وسیع ہی کہ بجاے خود محتاج کتاب ہی۔ ایک خط میں سما نہیں سکتا میں یہ نہیں کہتا کہ بی آئے اور آم اسّے محتاج و مفلس نہیں لیکن کیا ضرور ہی کہ تم ناکام مثالوں پر نظر کرو

ہمتہ بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق ✤ ✤ باشد بہ قدرِ ہمتِ تو اعتبارِ تو

ہر ہنر اور ہر پیشے اور ہر فن میں کامیاب اور ناکام ہوتے آئے ہیں لیکن اس سے لوگوں نے کسبِ ہنر نہیں چھوڑ دیا۔ مثلاً وکیل ایک وہ ہیں جو پانچ ہزار ماہوار کماتے ہیں اور دوسرے پالکی کے کہاروں کا کرایہ بھی گرہ سے بھرتے ہیں پھر بھی ہزارہا لوگ امتحان وکالۃ دیتے ہیں۔ جو طرز تم اختیار کرنا چاہتے ہو کہ عربی پڑھوں۔ قانون یاد کروں۔ انگریزی مطالعۂ کتب و اخبار سے بڑھاؤں کیا تم کو وحی[4] ہوئی ہی کہ اس طرز میں ضرور

۱ بچوں کے ڈرانے کی ایک ہیبتناک صورۃ۔ اللہ کا فضل۔ ہوّا ✤ ۲ حالاتِ موجودہ نفس الامری ✤ ۳ الہام ✤

کام یابی ہوگی؟

بشیر - آیندہ کا حال معلوم نہیں کہ کس کی تقدیر میں کیا ہی - لیکن تدبیر شرط ہی - سو مدرسے میں پڑھنا بھی ایک تدبیر ہی اور یہ ایسی تدبیر ہی کہ تم اس میں منفرد نہیں - اگر یہ حمق ہی تو اس حمق میں ہندوستان اور یورپ ملا کر لاکھوں بندگانِ خدا مبتلا ہیں - قانون کے صرف دو مصرف ہیں ایک وکالۃ سو مشہور ہی اور سچ ہی بار از اوور کروڈڈ یعنی صیغۂ وکالۃ میں مطلق گنجایش نہیں اور پھر گنجایش بھی ہو تو تمھاری لکنۃ نے تم کو نا قابل کر دیا ہی - رہ گئی تحصیل داری وہ مشروط بہ وعدۂ کلکٹر ہی یعنی کلکٹر ضلع وعدہ کرکے خود امتحان کی اجازۃ دے اور امتحان میں پاس ہو تب تحصیل داری ملے - تو پڑھنے کی کیا ضرورۃ ہی - انگریزی عربی سب چھوڑ دو - اس کو اردو کافی ہی کیوں کہ کل قوانین اردو میں ہیں - میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ اس لفٹنٹی میں بلکہ شاید ہر جگہ ایسے تحصیل دار اور ایسے ڈپٹی کلکٹر بھی موجود ہیں جن کے مقابلے میں تم کو اس وقت من حیث اللیاقۃ[1] ترجیح ہی - میں اپنے معاصرین[2] میں بہتوں کو جانتا ہوں جو ہر پہلو سے مجھ پر فائق ہیں - قانون کا امتحان دے کر ... تحصیل دار کیوں نہیں ہو گئے - عربی پڑھ کر مولوی ... ڈپٹی کلکٹر کس لئے مقرر نہیں ہوئے - اگر تم نے علم کا یہی نتیجہ سمجھا کہ وہ روپیہ کمانے کا ذریعہ ہی تو تم نے ہرگز علم کی قدر نہیں جانی - تجارۃ - زمیں داری - دست کاری وغیرہ بہتا سے ہنر اور پیشے ہیں جن میں علم درکار نہیں اور روپیہ خوب کمایا جا سکتا ہی علم وہ چیز ہی جو آدمی کو ہر حالۃ میں توقیر دیتا ہی عام اس سے کہ روپیہ کمانے کا ذریعہ ہو یا نہ ہو - تم کو روپیہ کمانے کی کیا جلدی پڑ گئی - بس جب تک زندہ ہوں تمھاری ضرورتوں کو رفع کروں گا اور مجھ سے لینے میں تم کو تامل کیوں ہونے لگا - جیتے جی نہ لوگے تو مرے پیچھے لوگے - ع

---

[1] لیاقۃ کے اعتبار سے + [2] اہل زمانہ - اقران + ۱۲

ورنہ ستائی بہ ستم می رسد ٭ ۲۲ - ۲۳ تک تو عمرِ تحصیل ہی - تم نے کہیں اپنے تئیں اس عمر میں بڈھا فرض کر لیا - لیاقۃ کو سمجھو کہ گویا بارانِ رحمۃ ہی - پانی تمام زمین پر برستا مگر ہر قطعۂ زمین میں اُس کے آثار مختلف ہوتے۔ ؎

باران کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

لوگ بی اے ہوتے - کوئی انھی دو حرفوں کے ذریعے سے مناصبِ جلیلہ پر پہونچتا اور کوئی بھیک مانگتا - ؎

پڑھیں فارسی بیچیں تیل ٭ یہ دیکھو قُدرۃ کے کھیل

کون کہ سکتا ہی کہ تم کو خدا نے کس غرض کے لئے بنایا ہی - اگر ہزار شخص ہم لیاقۃ ہوں ضرور نہیں کہ وہ سب ہم حالۃ بھی ہوں - میں نے اخبار میں پڑھا ہی کہ کچھ ایسی تحریک دریپش ہی کہ مجموعۂ نمبر پر پاس کیا جاے - ہر سبجکٹ میں نمبر کامل نہ ہونہ سہی - بے شک تاریخ جغرافیہ لڑکوں کو تکلیف دیتا ہی لیکن وہ دو حرف بی اے کچھ ایسے مقبول ہیں کہ اُن کے لئے سب زحمتوں کو برداشت کرتے ہیں اور ضرور تم کچھ بے عنوانی کرتے ہو ورنہ ایسی داویلا کی چیز نہیں - عمدہ مطالب منتخب کر لیا کرو - ریاضی وغیرہ پر کیا موقوف ہی - جب تو غل[۵] باقی نہیں رہتا تو سب چیزیں بھول جاتی ہیں مگر پھر بھی گوش رسیدہ اثرے دارد - ایک کیفیۃ ضرور حاصل ہو جاتی ہی جس کو مناسبتہ سے تعبیر کرتے ہیں - یہ تو مسلم ہی کہ عقل دنیا جیسی انگریزوں میں ہی کسی قوم میں نہیں اور علوم کے اعتبار سے کچھ شک نہیں کہ کوئی مفید علم نہیں جو اُنھوں نے نہیں لیا - تاریخ - جغرافیے کا انگریزی تعلیم میں ہونا کافی دلیل اُس کے مفید ہونے کی ہی - تم کو کچھ اندازہ ہی کہ دُنیا میں کتنے پرچے اخبار کے جاری ہیں - شاید لاکھوں - اور کیا فرق ہی اخبار و تاریخ میں - اخبار تاریخ حال ہی اور تاریخ تاریخ گزشتہ - عام آگہی (جنرل انفارمیشن)

[۵] مضمون ٭ ٥ مشاقی - مہارۃ ٭ ۱۲

تمھارے نزدیک کچھ قدر کی چیز ہی یا نہیں - پس اولی فائدہ تاریخ کا عام آگہی ہی - حضرۃ من - کس خیال میں ہو - کوئی انگریزی آرٹکل[۵۱] نہیں جس میں واقعات تاریخی کا حوالہ نہیں - تاریخ سے تحریر مضا مین یعنی اسے[۵۲] میں بہت مدد ملتی ہی - تاریخ داں کو استناد و استشہاد کی بڑی قوۃ ہوتی ہی - وہ ہر رائے کی دلیل میں واقعات گزشتہ کی سند دے سکتا ہی - اور جب کہ وہ شرط کام یا امتحان ہی تو یہ ہ جاسے خود اُس کا نفع عظیم ہی - مطالعۂ کتب و اخبار سے بھلا آپ کیا انگریزی بڑھا لیجے گا جب کہ اُس کا فونڈیشن[۵۳] ضعیف ہی - انگریزی اس تدبیر سے بڑھتی تو میں کبھی کا بڑھا چکا ہوتا - تسوید یعنی کمپوزیشن اور اصلاح کا لینا اور گرامر کا استحفاظ نہایۃ ضرور ہی - عربی - سبحان اللہ - کیا پوچھنا ہی - مگر جب مدرسے کی چیزوں سے عاجز ہو تو باہر کیا خاک پڑھوگے - تم اتنے ضعیف القویٰ نہیں جتنے کہ ضعیف الہمۃ ہو - یہ بھی تمھارے نفس کا خدع[۵۴] ہی - جب تم عربی پڑھائے جاتے تھے تو عربی سے بھاگتے تھے - اب انگریزی سر پڑی ہی تو اُس سے جان چُراتے ہو - یعنی تمھاری بے دلی اور تمھارا تذبذب[۵۵] تمھیں کٹھ ملّا[۵۶] رکھے گا - نوکری کروگے اور کچھ روپیہ کما سکوگے مگر نام و نمود یا منصب جلیل کے امیدوار مت رہو اور یوں خدا اپنے گدھوں کو حلوا دے تو کسی کا کیا دینا ہی - مجھ کو اس سے تو خوشی ہی کہ تم نے اپنی رائے کو ظاہر کیا مگر اس کا سخت رنج ہی کہ کیوں خدا نے تمھارے خیالات ایسے کیے - میں نے تمھاری بات کا بُرا نہیں مانا - تم بھی میری بات کا بُرا نہ مانو ❊ بشیر - خدا کی قسم بے محنۃ دنیا میں کچھ نہیں ہوا اور محنۃ سے جان چُرانا بدنصیبی اور حرمان کی دلیل ہی - جس کام میں لگے ہو لگے رہو - یک در گیر و محکم گیر - نیّۃ کو ڈانوا ڈول مت کرو -

---

۵۱ مضمون - تحریر ۵۲ اسے اور آرٹکل دونوں کے معنے قریب قریب ۵۳ بنیاد - جڑ ۵۴ مکر ۵۵ دودلہ پن ۵۶ ادھورا مولوی ۱۲۰

خدا اسی میں برکت دے گا۔ جتنا ہو سکتا ہی کیے جاؤ۔ تم اس قدر بے دل کیوں ہوتے ہو۔ ع مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ٭ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ٭ میں یہ کہ سکتا ہوں کہ تم نوکری مت کرو۔ میں اپنے اوپر تکلیف اُٹھا کر تم کو آسایش پہنچا سکتا ہوں۔ غرض جو کچھ تم فرماؤ کرنے کو موجود ہوں۔ مگر یہ کہ تم نہ پڑھو میں نہیں کہ سکتا۔ اور تمھارا یہ کہنا کہ یوں پڑھوں وہ وں نہ پڑھوں گویا یہی کہنا ہی کہ نہ پڑھوں۔ کیوں کہ جن کو پڑھنا منظور نہیں ہوتا اُن کا یہی دستور دیکھا ہی کہ عربی چھوڑی انگریزی لی۔ انگریزی چھوڑی قانون شروع کیا۔ انجام یہ کہ نہ انگریزی ہوئی نہ عربی نہ قانون۔ لوگ تو عمریں صرف کرتے ہیں تم دو ہی برس میں گھبرا گئے۔ سبب یہی ہی کہ مدرسے میں پوچھ گچھ ہوتی ہی اور تم تھے اس کے خوگر کہ پڑھا اور کتاب پٹ۔ پھر جو کتاب کھولی تو اُستاد کے سامنے بیٹھ کر۔ اگر تم نے اپنی راے پر عمل کیا تو میں تم کو ان شاء اللہ یہ بھی دکھا دوں گا کہ اگلے برس نہیں تو تیسرے سال عربی انگریزی قانون سب نہ دارد۔ نوکری بھی تم کو کوئی ابھی نہیں دے گا۔ ۲۵ برس تو قانوناً نوکری کے لئے منجملہ اہج (اقل الاعمار) ہی کہ اس سے پہلے کی خدمت داخلِ پنشن نہیں۔ بھلا جب ہندوستان کے نوجوانوں کی ہمتوں کا یہ حال ہو تو کیا وہ ولایت جا کر سول سروس کے لیے کمپیٹ (مقابلہ) کریں گے۔ ابھی ریش و بروت آنے تک میں تمھارے لیے کوئی مشغلہ سوائے اس کے نہیں دیکھتا کہ پڑھے جاؤ۔ ابھی انٹرنس تو پاس کرو۔ بی اے اور ایم اے کے تو بڑے درجے ہیں۔ تمھاری طرزِ عبارۃ سے تو ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ تم اپنی طرف سے مدرسہ چھوڑ چکے صرف یہ چاہتے ہو کہ میں ترک پر تمھاری تحسین کروں اور کہوں کہ شاباش اچھا کیا۔ اگر میں دیکھتا کہ تم عربی پر فریفتہ ہو تو میں تم کو اپنے پاس رکھتا لیکن جہاں تک میں سمجھتا ہوں تم پڑھنا تو چاہتے ہو لیکن آسانی کے

سا تھ - مطالعہ نہ ہو - یاد نہ کرنا پڑے - بتانا نہ ہو - سو میرے نزدیک ع
این خیال است و محال است و جنوں + بشیر اگر تم پڑھنا نہیں چاہتے یا پڑھنا تمھاری قسمۃ
میں نہیں تو مجھ کو تم سے لڑنا منظور نہیں - تم جانو تمھارا کام جانے - لیکن
ای خدا مجھ کو اس مصیبۃ کے جھیلنے کو زندہ مت رکھیو کہ ایک اللہ آمین
کا بیٹا اور وہ بھی جاہل یا کٹھ مُلّا - اگر رخصۃ لے کر دہلی رہنا ہو تو
ان شاء اللہ میں دیکھوں گا کہ کون سی چیز تم کو دشوار ہی - میری زبان
میں خدا نے اتنی قوۃ دی ہی کہ سمجھا دینے اور ذہن نشین کر دینے کا دعویٰ
رکھتا ہوں - فقط - ۲۴ - فروری ۱۸۷۶ء +

خط ۶۰

دہلی کالج تو ٹوٹا لیکن انٹرنس تک کے واسطے کوئی انتظام ضرور کیا گیا
ہو گا - پس کالج کو روئیں تو کالج کلاسز[۱] روئیں یا مولوی ۰ ۰ ۰ صاحب نوحہ
کریں - تم کو کیا - یہ دستور جی لگا کر پڑھے جاؤ - جب خدا وہ دن کرے گا کہ
انٹرنس پاس کرو گے تو دیکھا جائے گا + بشیر - تمھی پڑھنے سے دل بر داشتہ
تھے - تمھی نے کالج کو کوس کوس کر کھویا - ۰ ۰ ۰ کو زیادہ تر لکھنے پڑھنے نے
اور کسی قدر تمھاری مداراۃ بالمساواۃ[۲] نے تباہ کیا - وہ نہیں معلوم کیا امیدیں
لے کر آیا تھا اور تم نے سو کھا ٹرخا دیا - کیوں کر رہے اور کیوں رہے - ای
کاش یہی ہوتا کہ وہ میرے کام کا نہ ہوتا - وہ کم بخت تو کچہری کے کام کا
بھی نہیں - پس اس کو رجعۃ قہقہری کرنے دو یعنی چھوڑ دو کہ اپنی حالۃ
سابقہ پر عود کرے +

شاید میں تم کو لکھ چکا ہوں لیکن خیال آتا ہی کہ نہیں لکھا - نواب
سر سالار جنگ بہادر نے منظور فرمایا کہ میری انگریزی نوکری وہاں کی خدمۃ
میں مجری و محسوب ہو کر پنشن دی جائے + ۶ - مارچ ۱۸۷۶ء

---

[۱] کالج کی جماعتیں + [۲] برابری کے ساتھ معاملہ کرنا +

خط ۶۱

تم کو میرے خط نہ بھیجنے سے حیرۃ ہوگی اور خود مجھ کو بھی اپنی یہ ادا پسند نہیں ہوئی۔ لیکن حال یہ ہے کہ اب تک میں اطمینان سے نہیں بیٹھا اور ابھی شاید مہینوں میری یہی حالۃ رہے۔ اگر تم کو میرے حالات کا دریافت کرنا ضرور ہے تو مولوی . . . سے مراسلۃ بڑھالو *

جہاں میں اب ہوں حقیقۃ میں ایک نئی دنیا ہے۔ میں حیدر آباد میں ۲۷ اپریل کو پہنچ گیا تھا۔ دو مرتبہ ہزاکسلنسی[۵۱] نواب سر سالار جنگ بہادر سے ملا۔ مدار المہام اور مختار الملک اور نواب صاحب اور سرکار عبارۃ ہے نواب سر سالار جنگ بہادر سے اور حضور اور بندگان عالی حضور نظام سے۔ میں اتنا کہ سکتا ہوں کہ یہاں کے ساز و سامان اور تزک و احتشام دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ دلی اور لکھنؤ میں اس کا عشر عشیر[۵۲] بھی نہ ہوگا۔ شہر میں جاکر دیکھو تو مارے ہجوم کے تل رکھنے کی بھی جگہ نہیں اور پھر ہجوم بھی قلی مزدوروں بھیک مانگنے والوں کا نہیں بلکہ نوابوں اور سرکاروں کا جن کی اردلی میں پلٹنیں اور رسالے اور ہاتھی دوڑتے ہیں۔ سرکار کے محلوں میں جاکر میں ہکا بکا[۵۳] سا ہو جاتا ہوں اور یہ تمول اس حالۃ میں ہے کہ عمل داری میں اچھا انتظام نہیں۔ شاید قریب نصف عین المال[۵۴] سرکار نمک حرام نوکر خورد و برد کرتے ہیں۔ اور اگر خدا نوکروں کو توفیق خیر خواہی دے تو یہ ملک بہ جائے خود اودھ کا چوگنا ہے۔ اور

[۵۱] خطاب عزت جو بڑے بڑے امرا نوابوں اور رجواڑوں کو ہوتا ہے جیسے ہماری زبان میں معلی القاب وغیرہ * [۵۲] مولوی نذیر احمد صاحب بگڑے ہوئے وقتوں کی بات کہتے ہیں ورنہ لکھنؤ بھی حیدر آباد کا مد مقابل تھا بلکہ حیدر آباد سے بہت بڑھا ہوا اور دلی تو دار السلطنۃ تھا اس سے حیدر آباد کو کیا نسبۃ ع چہ نسبۃ خاک را با عالم پاک *
[۵۳] حیران [۵۴] اصل خزانہ *

زمین بعض اطراف میں بلا مبالغہ تین سو روپے بیگھہ تک کی موجود ہے۔ نوکروں کی شوخ چشمی کی وجہ یہ ہے کہ موقوفی کا دستور نہیں۔ جرمانہ کرنے کا قاعدہ نہیں۔

سرکار نے مجھ کو یکم اپریل یعنی روز روانگی اعظم گڑھ سے الہ آباد کے حساب سے تنخواہ دی جس میں ہزار روپیہ تنخواہ ہے اور پانسو بھتّہ دوامی۔ دہلی سے حیدرآباد تک میرا اوّل درجے کا اور میرے دو ساتھیوں کا سیوم درجے کا کرایۂ ریل دیا۔ پھر مولوی . . . اور منشی . . . دونوں کو روزِ وصول حیدرآباد سے ڈیڑھ ڈیڑھ سو کا نوکر رکھ لیا اور میری ماتحتی میں مامور فرمایا اور غالب ہے کہ تیس تیس روپیہ اُن کو بھی بھتّا ملے۔ ابھی میں نے کام پر تسلّط نہیں پایا بلکہ بہ ایماے سرکارِ عالی دَورے پر ہوں اور جب تک موسم اجازۃ دے دَورے میں رہوں گا۔ گرمی تو یہاں ہے مگر نہ وہاں کی سی۔ خیمہ اگرچہ دھوپ میں ہے مگر وہ تپش نہیں کہ آدمی بے چین ہو جاے۔ موسم یہاں معتدل سے رہتے ہیں۔ جاڑے میں لحاف کی ضرورۃ نہیں۔ گرانی ہے اور بہ وجہِ خشک سالی ان دنوں اَور زیادہ ہے لیکن لوگ ایسے خوش حال ہیں کہ کبھی کوئی گرانی کو یاد بھی نہیں کرتا۔ خُلاصہ یہ کہ میں خوش ہوں اور میں وہاں کی نوکری کی مُطلق پروا نہیں کرتا۔ جس خدمۃ پر میں ہوں بڑی معزز ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[1] عَلٰی نَعْمَائِہٖ وَآلَائِہٖ ✤

اگر میں کثرۃ سے خط نہیں بھیج سکتا تو من[2] وجہٍ معذور ہوں۔ دیارِ اجنبی میں ہوں۔ دن بھر کوئی نہ کوئی نئی بات سیکھتا ہوں۔ یہاں کی زبانیں جو مضافات میں بولی جاتی ہیں۔ مرہٹی۔ تلنگی۔ کنڑی۔ اردو ہیں جن کا ایک لفظ میں نہیں سمجھتا۔ لیکن تم مجھ کو بہ دستور ہفتے میں دو خط لکھا کرو تاکہ مجھ کو جواب دینے پر برانگیختہ کرتے رہو۔ جلدی سے انٹرنس پاس کرو۔ ان شآءَ اللہ اس سرکار میں تمھارے لئے بہت کچھ ہو جائے گا۔ اور اب میں

[1] خدا کی ستایش اُس کی نعمتوں اور احسانوں پر [2] کسی قدر [3] ان جان ملک ✤ ۱۲

تمھارا دہلی میں زیادہ رہنا پسند نہیں کرتا۔ میں اس دورے میں مدراس جانے والا ہوں فقط ۲۵۔ ربیع الثانی ۱۲۹۴؁ہجری +

خط ۶۲

مرد خدا۔ تم ایسے سمجھ دار آدمی ہو کر ایک مہینے کی تعطیل کے متحمل نہیں ہو سکتے اور گھبراتے ہو۔ اس سے تمھارے شوق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ تم نے ذہن نشین کر لیا ہے کہ پڑھنا صرف نوکری کے لئے ہے اور نوکری بخت و اتفاق پر منحصر جو آدمی ایسے مقدمات[1] اپنے دل میں رکھتا ہو ضرور یہی نتیجہ نکالے گا جو تم نے نکالا کہ زیادہ پڑھنا ضرور نہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جو پڑھنے کو تکمیلِ نفس اور حصولِ امتیاز کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور معاش میں جو تائید پہنچے وہ ایک منفعتِ ضمنی ہے۔ وہ لوگ تحصیلِ علوم سے کبھی ملول نہیں ہو سکتے۔ بہرکیف سیکھنا بھی ایک عمر تک ہوتا ہے اور میرے نزدیک تم نے اُس عمر سے تجاوز کیا۔ تم نفع و نقصان میں تفرقہ کرنے پر قادر ہو مگر میں اتنا تو کہوں گا کہ تم اپنی وحشت کا علاج کرو۔ سوسائٹی میں جا کر اخبار دیکھو۔ پچھلا پڑھا ہوا یاد کر لو۔ یعنی چاہو تو ایسے مشاغل اپنے اوپر لازم کر سکتے ہو کہ وقت بارِ خاطر نہ ہو +

میں عن قریب بلدہ یعنی حیدرآباد جاؤں گا۔ چند روز کی بات ہے کہ مولوی مہدی علی صاحب نے نواب صاحب کے اشارے سے مجھ کو لکھا کہ سمت یعنی قسمتِ شرقی کی صدر تعلقہ داری یعنی کمشنری تمھارے لیے تجویز ہوتی ہے اور فوراً تنخواہ بارہ سو کر دی جائے گی۔ بھتا علاوہ۔ اور اُس قسمت کا بندوبست بھی تم سے متعلق رہے گا۔ میں نے ابھی اس تجویز کو منظور نہیں کیا۔ اس سلطنت میں بہ اعتبارِ اختیارات و حکومت صدر تعلقہ داری کا عہدہ نہایت عمدہ ہے جو نسبت مدار المہام کو تمام ریاست سے ہے وہی نسبت صدر تعلقہ دار کو اپنی

---

[1] اجزائے دلیل یہ منطق کی اصطلاح ہے +

قسمت سے ہوتی ہی یعنی جیسی جامعیت مدار المہام میں ہی ویسی ہی صدر تعلقہ دار میں بھی ہی مگر محدود بہ قسمت پس قسمت میں جتنے صیغے مال - عدالت - تعلیمات - تعمیرات وغیرہ کے ہیں صدر تعلقہ دار کل صیغوں میں حاکم اکبر ہی لیکن وہ مدار المہام اور صدر المہام اور سب کے معتمدین کا ماتحت ہی - یوں سمجھو کہ صدر تعلقہ دار بہ منزلہ کمشنر ڈویژن کے ہی جو بورڈ اور گورنمنٹ کا تابع ہوتا ہی اور بندوبست کی نوکری بے انضمام حکومت بہ سمت چلنے والی نہیں اس نظر سے میرا ارادہ ہی کہ صدر تعلقہ داری منظور کر لوں - سر دست تنخواہ بھی زیادہ ہو جاے گی - اور اضافۂ بندوبست بھی باقی ہی لیکن اس کا فیصلہ میں نے مراجعتِ بلدہ پر ملتوی رکھا ہی نواب صاحب نے میری ایک رپورٹ کو پسند فرمایا اُس پر یہ تجویز ظاہر ہوئی -

. . . اور مولوی . . . یہاں آنے میں عجلت نہ کریں - میں اُن کی فکر سے غافل نہیں ہوں مگر دیر آید درست آید - پھر یہاں شاہی کارخانے نہیں - آدمی کو جگہ نہیں ملتی - یہ بھی ایک امر من جانب اللہ تھا کہ مجھ کو بے درخواست طلب فرمایا ورنہ ڈپٹی کلکٹر اور صدر الصدوروں کی عرائض پر یہاں کوئی ملتفت بھی نہیں ہوتا فقط - ۷ - جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۹۴ھ مقام نلگنڈہ

خط ۶۳

یہ کیا غضب ہی کہ تم میرے خطوط نہ پہنچنے کے شاکی ہو درحالیکہ میں نے . . . کو دو خط لکھے (اور واقعی لکھے) تو تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے تم کو کتنے خط لکھے ہوں گے - جہاں تک میرا حافظہ مساعدۃ کرتا ہی میں نے چھ سات خط سے کم نہیں لکھے - تم سے بڑھ کر بھی دُنیا میں مجھ کو کسی سے تعلق ہی بالخصوص جب دسترخوان پر بیٹھتا ہوں تم سب لوگ ضرور یاد آتے ہو - یہ بدانتظامی جو خطوط کے پہنچنے میں واقع ہوئی کچھ تو اس وجہ سے ہی کہ ایک عمل داری سے دوسری عمل داری میں خط کا جانا ہمیشہ خالی از خطرِ تلف نہیں دوسرے مجھ کو خود کسی مقام پر قرار نہیں ٭

میں نہیں جانتا کہ تم کو میرے حالات کہاں تک معلوم ہیں اس واسطے مجھ کو اپنی رام کہانی پھر دُہرانی پڑی - میں حیدرآباد میں پہنچ کر شاید صرف ایک ہفتہ مُقیم رہا - اس اثنا میں دو مرتبہ نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا - ارشاد ہوا کہ سِیرُوا فِی الْاَرْضِ اور خود مَیں بھی ناواقفیت کی وجہ سے گھبراتا تھا - غرض حیدرآباد میں جلسۂ خطیبی[1] کر کے دَورے کو نکل کھڑا ہوا - گویا سفر دہلی کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا - حکم تو یہ تھا کہ ناگر کرنول اور نلگنڈہ دو ضلعے ملکِ تلنگانہ کے دیکھ آؤ لیکن جب میں ضلع ناگر کرنول کے صدر مقام محبوب نگر میں پہونچا تو ایک انگریزی ضلع کرنول قریب تھا بے اختیار جی چاہا کہ جاکر وہاں کا طرزِ انتظام بھی دیکھوں - چنانچہ اکیلا کرنول چلا گیا - ایک ہفتہ وہاں تھا - پھر ناگر کرنول آگیا اور دَورے کی کل چلنی شروع ہوئی - یہاں تک کہ آخر کار نلگنڈہ پہونچا - اس دورے میں مجھ کو یہ بھی حکم تھا کہ کل دفاتر کی تنقیح[2] کرو - جو کچھ دیکھتا تھا اُس کی کیفیت سرکار میں بھیجتا - خدا کی قدرت اُن کیفیتوں نے نواب صاحب کے دل پر بڑا عمدہ اثر کیا اور سرکار نے سمجھا کہ یہ کام کا آدمی ہے - یہ صرف خدا کی مہربانی تھی کہ ایک تازہ وارد - راہ و رسمِ ملک سے بے خبر - زبان سے ناآشنا - دستور و رواج سے ناواقف آنے کے ساتھ معقول رائے دینے لگے - اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہاں فارسی دفتر ہے اور میں نے ساری عمر کبھی فارسی نہیں لکھی - مجھ کو تو فارسی کی تحریر ایک اجنبی بات معلوم ہوئی لیکن چار و ناچار لکھنی پڑی وہ خدا کے فضل سے کچھ ایسی بن پڑی کہ تمام حیدرآباد میں غُل مچ گیا اور لوگ لوہا مان گئے - غرض میں تو دَورے میں تھا اور خدا کا فضل میرے واسطے صدر حیدرآباد میں یہ سامان جمع کر رہا تھا - دفعۃً حکم پہونچا کہ سرکار کو

---

[1] دو خطبوں کے بیچ میں خطبہ خوان ذرا کی ذرا یوں ہی سا بیٹھ جاتا ہے اسی کو جلسۂ خطیبی کہتے ہیں ۔ [2] جانچ پڑتال ۔ ۱۲

تم سے کچھ کہنا ہی فوراً چلے آؤ۔ میں تو گھبرایا کہ الٰہی کیا ماجرا ہی۔ یہاں آکر دیکھا تو نوّاب صاحب کو اپنا کلمہ پڑھتے ہوئے پایا۔ میں نے دَورے سے یہ راے لکھی تھی کہ اس ملک کی حالت بندوبست کے لائق نہیں۔ اوّل تو تلنگانہ ویران بہت ہی۔ لاکھوں بیگھہ بنجر پڑا ہی۔ آدمی نہیں کہ اُس کو جوتے۔ علاوہ اس کے بندوبست کے لیے وقت اور روپیہ بہت درکار ہی۔ ایک ضلع کے لیے سات برس کم سے کم چاہئیں اور اسی طرح کم سے کم پندرہ لاکھ روپیہ اور سرکار نظام میں اتنی سکت نہیں کہ اتنے بڑے مصارف کی متحمّل ہو سکے۔ پس میرے نزدیک سرسری بندوبست و نظری درواروی پیمایش کرکے کاشت کاروں کے ساتھ دہ سالہ قول کر دیا جاے۔ یہ راے نواب صاحب کے دل میں کُھب گئی اور زیادہ اثر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناظم بندوبست ہو کر میں نے ایسی راے دی جو میرے مطلب کے خلاف تھی۔ مگر میرا اس میں نقصان کیا تھا؟ مجھ سے معاہدہ ہو چکا ہی کہ بندوبست ہو یا نہ ہو میری تنخواہ مجھ کو ملا کرے گی اور اگر میرا نقصان بھی ہوتا تاہم غلط راے کا دینا داخلِ بددیانتی تھا۔ مولوی مہدی علی صاحب کو اس راے سے اتفاق نہیں لیکن میں نے خوب سمجھ لیا ہی کہ جیسا بندوبست مولوی صاحب کے ذہن میں ہی وہ کبھی چلنے والا نہیں۔ یہاں شخصی حکومت ہی اور جتنا کچھ نظم و نسق ہی نوّاب صاحب کی ذات تک ہی۔ خدا اُن کو عمرِ نوح عطا کرے۔ اور مولوی صاحب اس پر نظر نہیں کرتے۔ حاصلِ کلام یہ کہ نظامتِ بندوبست سے تو میرا دل دَورے میں کھٹا ہوا اور میں حیران تھا کہ یہاں کیسا بندوبست اور کیا اس کا انجام۔ میں نے عہدہ دارانِ اضلاع کی بے ضابطگیاں بہت پکڑیں اور نواب صاحب کو صاف لکھ دیا کہ مفصّلات میں سخت خرابی ہی۔ ان سب باتوں کے انضمام سے نوّاب صاحب کے دل میں میری نسبتہً صدر تعلقہ دار کر دینے کا خیال پیدا ہوا +

یہاں کے انتظام کی کیفیت یہ ہی کہ نواب صاحب کو تم بہ منزلۂ گورنر سمجھو۔ اگرچہ نواب صاحب یقیناً ہم رتبۂ گورنر جنرل ہیں اور جب ولایت تشریف لے گئے تھے تو مراتبِ شاہانہ اُن کے ساتھ برتے گئے۔ اور اس میں تو ذرا بھی شبہہ نہیں کہ من حیثِ الاختیارات[۱] بادشاہِ دکن ہیں۔ نواب صاحب مدار المہام ہیں اور اُن کے نیچے چار صدر المہام۔ صدر المہام مال گزاری جیسے تمہارے یہاں بورڈ آف ریونیو اور صدر المہام کوتوالی یعنی انسپکٹر جنرل پولیس اور صدر المہام عدالت یعنی ہائی کورٹ اور صدر المہام متفرقات یعنی تعلیمات۔ طبابت۔ ڈاک۔ تعمیرات۔ صفائی وغیرہ ✣

چوں کہ میں صیغۂ مال کا ملازم ہوں مجھ کو مدار المہام اور صدر مدار المہام سے تعلق ہی۔ ہمارے صدر المہامِ مال گزاری نواب مکرم الدولہ بہادر ہیں نواب صاحب ادام اللہ دولتہ کے بھانجے اور داماد۔ مولوی مہدی علی صاحب نواب صاحب کے معتمدِ علاقۂ مال گزاری ہیں یعنی ریونیو سکرٹری۔ اور دستور رتن جی پارسی معتمدِ صدر المہامِ مال گزاری یعنی سکرٹری ٹو دی بورڈ آف ریونیو۔ صدر المہامِ مال گزاری کے تحت میں پانچ سمتیں یعنی پانچ قسمتیں ہیں شمالی۔ شرقی۔ جنوبی۔ شمالی غربی۔ غربی لیکن صدر المہامِ مال گزاری صرف مال کے حاکم ہیں اور صدر تعلقہ دار اپنی سمت میں کُل محکموں کا حاکم ہی ✣

نواب صاحب نے مجھ کو بُلا کر فرمایا کہ بندوبست کی نسبت تو تمہاری راے انتظامِ حال کے خلاف ہی اور میں تمہاری راے کے ساتھ متفق ہوں۔ پھر سواے اس کے کہ تم صدر تعلقہ داری کرو اور کوئی عہدہ تمہارے لائق نہیں۔ میں نے عذر کیا کہ بندوبست ایک محدود اور منفرد کام ہی اور اُس کی نگرانی چنداں دُشوار نہیں لیکن صدر تعلقہ داری میں بڑی جواب دہی اور ذمہ داری ہی۔ اگر میں اس کو اختیار کروں تو علاوہ محنت کے

[۱] اختیارات کے اعتبار سے ✣

چار صدر المہاموں کی ماتحتی ایک عذاب ہے۔ میں اس خدمت سے مُعاف رکھا جاؤں میں اُسی خدمت کو پسند کرتا ہوں جس کے لیے بُلایا گیا ہوں۔ لیکن نواب صاحب نے بہت اصرار کیا اور خاص مہربانی سے دوسو کا اضافہ بھی منظور فرمایا۔ اس پر بھی میں نے انکار کیا تو فرمایا کہ بارہ سو سے زیادہ کا تو ہمارے یہاں دستور نہیں۔ اگر تم کو زیادہ دوں سب صدر تعلقہ دار فریاد کرنے لگیں۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ میں تمھاری خاطر سے صدر مددگارِ مال ایک نیا عہدہ چار سو کا منظور کروں۔ اُس پر تم اپنے کسی عزیز کو رکھ لو۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی تو میں نے زیادہ اصرار کرنا سوءِ ادب سمجھ کر قبول کر لیا مگر اس طرح پر کہ میرا اصلی عہدۂ نظامتِ بندوبست باقی رہے اور میں ناظم بندوبست اور منصرم صدر تعلقہ دار لکھا جاؤں۔ اس میں یہ مصلحت مضمر تھی کہ ناظم بندوبست کا بھتّا مارللعہ بھی مجھے ملے گا۔ الغرض وہ وعدۂ تکمیلِ تنخواہ جو تین برس میں پورا ہونا چاہیے تھا خدا کے فضل و کرم سے اس قدر جلد پورا ہو گیا والحمد للہ علیٰ ذالک۔ جب مجھ کو مددگار کی اجازت ملی تو میرا خیال کنبے کی طرف دوڑا آخر بدیں نظر کہ دیر کرنے میں قباحتیں ہیں مولوی . . . کو نام زد کر دیا اور مولوی . . . کی جگہ . . . کو ✣

ہمارے نواب صاحب اس طرح کے سخی اور سیر چشم آدمی ہیں کہ جو مانگو سو لو۔ مثل اکثر دوسرے ہندوستانی رئیسوں کے احمق و لایعقل نہیں ہیں۔ اپنے وقت کا یہ شخص ارسطو و افلاطون ہے۔ کریم النفسی اور مُروّت اس درجے کی ہے کہ لا اور نہیں اور نو مونھ سے نہیں نکلتا ✣

بشیر۔ یہ بڑا عمدہ اُصول ہے مَن لَّم یَشکُرِ النَّاسَ فَلَم یَشکُرِ اللہَ[۱]۔ تم نواب صاحب کے احسانوں پر نظر کرو۔ روزِ روانگیِ اعظم گڑھ سے مجھے تنخواہ دی۔ کرایۂ ریل مع ہمراہیاں دیا۔ دورے میں فیل خانۂ خاص سے ایک ہاتھی

---

[۱] جس نے آدمی کی شکر گزاری نہیں کی اُس نے خدا کی شکر گزاری نہیں کی ✣

سرکاری طور پر ساتھ کر دیا۔ منشی ... مولوی ... ۔ ... کو نوکر رکھ لیا۔
میری ترقی کر دی۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا[۱] نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْہَا ۔

بشیر۔ ایک تمہارے دوست اَور تشریف لائے۔ یہ وہ لڑکا ہی جو اعظم گڑھ بھی گیا تھا۔ غالب ہی کہ اُس نے تم سے میرا پتا پایا اور دہلی میں تمہارے پاس رہا یا ٹھیرا۔ اگر تم ایسے نالائق اور بدوضع لڑکوں سے تعارف اور ملاقات رکھتے ہو تو تم بھلے مانس رہ نہیں سکتے۔ بشیر۔ ذرا احتیاط کرو۔ قرآن میں آیا ہی مِنَ[۲] الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۔ اسی طرح کے آدمیوں پر شیطان کا اطلاق کیا گیا ہی ۔

ہرچند تمام دُنیا تقدیر کی قائل ہی اور واقعاتِ دُنیا پر نظر کی جاے تو چار و ناچار تقدیر کو ماننا پڑتا ہی مگر انتظامِ الٰہی یہ بھی ہی کہ دنیا عالمِ اسباب ہی اور کُل آدمی اسباب مہیا کرنے میں لگے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا میں جو کامیابیاں مجھ کو حاصل ہوئیں یقیناً میری قابلیت سے فزوں تر ہیں اور میری سعی کو اُن میں دخل نہیں۔ جب کوئی چیز بے طلب اور بے جُستجو دی جائے تو میں کیوں کر اُس کو اپنی سعی کی طرف منسوب کر سکتا ہوں لیکن خدا جانے خوش آمد یا کسی دوسری وجہ سے لوگ یہی کہتے ہیں کہ مجھ کو جو کچھ ہوا اہلیت اور استحقاق سے ہوا نہ بخت و اتفاق سے۔ میں نے جو کچھ ابتداے عمر میں لکھ پڑھ لیا تھا چاہے اُس نے مجھ کو نوکری نہ دلوائی ہو مگر ہر حالت میں مجھ کو خوشی تو ضرور پہنچائی ہی۔ میں اقران و امثال میں ممتاز رہا ہوں۔ پس ضرور ہی کہ جس چیز کا نفع میں نے حاصل کیا تم کو بھی اُس کے حاصل کرنے پر آمادہ کروں۔ چنانچہ ہمیشہ تم کو لکھتا رہتا ہوں کہ پڑھو لکھو کمال حاصل کرو مگر تم میرے کہنے کی مُطلق پروا نہیں کرتے حال آں کہ تمہارے

---

[۱] اور اگر خدا کی نعمتوں کو شمار کرو اُس کا ٹھکانا نہ پا سکو۔ آیۂ قرآنی ہی ۔ [۲] پوری آیۂ یوں ہی۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ یعنی جو کہ وسوسہ ڈالتا ہی لوگوں کے سینوں میں جنوں اور آدمیوں میں سے ۔

کمال کا نفع بھی کو پونہچے گا نہ مجھ کو +

برسات یہاں اب کی بار بھی کم رہی - مفصلات میں بعض مقامات پر چار سیر کی نوبۃ پونہچ گئی - اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبْنَا بِتَقْلِیْلِ رِزْقِنَا بِجَاہِ نَبِیِّکَ - آمین - فقط

۲۰ - جمادی الثانیہ ۱۲۹۴ھ

خط ۶۴

اب تمھارے مزاج میں ایک کیفیۃ پیدا ہوتی جاتی ہی کہ تم کو نصیحۃ بُری لگتی ہی لیکن نصیحۃ کرنا میرا اختیارِ لازمی ہی - تمھاری دھمکی سے میں اپنا اختیار چھوڑ نہیں سکتا - اگر میری نصیحۃ تم نہیں مانتے نہ مانو تم جانو لیکن بابِ نصیحۃ کا مفتوح رہنا تمھارے حق میں اچھا ہی +

تمھارا آج کا خط تو غضب کی خبر ہیں لایا - ۔ ۔ ۔ کا مرنا سید کے مرنے سے بھی بھاری ہوا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - ع این ماتم سخت ست اگر گویند مُردُ جب ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ کی حالۃ پر نظر کرتا ہوں تو جی بے چین ہو جاتا ہی - خُدا اُن کو کسی طرح صبر دے اور ہم غافلوں کو عبرۃ - فقط - ۵ - جولائی ۱۸۷۷ء

خط ۶۵

ہمارے یہاں تاریخوں کا بڑا خلطِ مبحث ہی - تنخواہ تو فارسی مہینوں کے حساب سے ملتی ہی - اُس میں یہ فائدہ سوچا گیا ہی کہ انگریزی مہینوں کی طرح ہر مہینے کے دن مقرر ہیں - اختلافِ رؤیتہ سے تمارِ ایام میں اختلاف واقع نہیں ہوتا - انگریزی میں ۳۱ دن کا مہینا بڑا نامبارک سمجھتے تھے - یہاں خدا کے فضل سے ۳۲ دن کا مہینا بھی ہی - رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَی النَّبَّاشِ الْاَوَّل[2] - دوسرے عربی مہینے

---

[1] خدا یا اپنے نبی کے طفیل میں ہم پر تقلیل رزق کا عذاب مت کر - [2] خدا کی رحمۃ پہلے کفن چور پر - یہ عربی کی کہاوت اس طرح پر ہی کہ ایک شخص کفن کھسوٹ تھا اور لوگ اس کے ہاتھ سے نالاں آخر وہ مرا تو لوگ بہت خوش ہوئے لیکن اس کے بعد اُس کا بیٹا وہی کام کرنے لگا لیکن باپ کفن چرالینے کے علاوہ مردے کی بے حرمتی بھی کرتا تھا جب لوگوں کو معلوم ہوا تو کہا بلا سے پہلا ہی کفن کھسوٹ اچھا تھا خدا اُس پر رحمۃ کرے ۱۲

کہ مراسلۃ کے کام میں لائے جاتے ہیں اور صدر سے لے کر مفصّل تک کُل دفتروں میں عربی مہینے مستعمل ہیں۔ تیسرے تمہارے انگریزی کیلے ان کے تم نہیں سمجھتے اور نہ ریذیڈنسی کے معاملات چلتے ہیں۔ یہاں کا سکّہ بھی تمہاری گورنمنٹ کے روپے سے کم ہے۔ عموماً ۳ ر بٹا لگتا ہے مگر بازار کے بھاؤ سے کم و بیش بھی ہوتا رہتا ہے۔ جیسے روپیہ اور پونڈ شلنگ کا اکسچینج بدلتا رہتا ہے ویسے یہاں حالی[1] اور کمپنی کا نرخ یک ساں نہیں رہتا ٭ ۷۔ جولائی ۱۸۷۷ء حیدرآباد

خط ۹۹

مجھ کو سرکار سے سمتِ شمال کی صدر تعلّقہ داری کا چارج لینے کا حکم مل چکا کل پرسوں تک ان شاء اللہ پٹن چیرو جاتا ہوں جو کہ مستقرِ سمت ہے۔ حیدرآباد سے پٹن چیرو نو کوس ہے اور لنگم پلی اسٹیشن سے پانچ میل ٭

میں تمہارے خط اس سے زیادہ چاہتا ہوں کہ تم ابھی تک بھیجتے رہتے ہو یہاں کی ڈاک پیڈ و بیرنگ، دونوں نامنتظم ہے۔ سبب کیا کہ جو خط تم بھیجو وہ انگریزی ڈاک خانے سے ہو کر آتا ہے۔ اور دونوں سرکاروں کی نہیں بلکہ کم بخت ڈاک والوں کی ضد سے خط تلف ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈاک کو ٹپا کہتے ہیں اور یہاں کے ٹکٹ علیحدہ ہیں ٭

تم نے چند روز سے اس کو لازم سا کر لیا ہے کہ خط میں لکھنے پڑھنے کا مطلق تذکرہ نہیں ہوتا۔ تمہارے علمی خطوط سے میری طبیعت شگفتہ ہوتی تھی۔ اب تم کیوں دریغ کرتے ہو۔ اگر تم اس ملک میں آنا چاہو تو فارسیّت کو بڑھاؤ تم کو سبقاً سبقاً شاید پڑھنا ضرور نہ ہوگا۔ مطالعہ کافی ہے اور جس کی طرز مطبوع ہو اُس کی تقلید ٭

بیوی صاحب کا خوش ناخوش رکھنا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ امر تم سے

---

[1] حیدرآباد کا سکّہ رواجی حالی کہلاتا ہے۔ انگریزی سکّے کو صورتی کہتے ہیں اور ایک سکّہ نامروج سکور ہے حساب میں آتا ہے رواج میں نہیں ۱۲

مخفی نہیں ہوگا کہ اُن کی دُنیاوی امیدیں تم میں منحصر اور مقصور ہیں۔ فقط۔

۱۱- جولائی ۱۸۷۷ء

خط ۷۶

مولوی . . . صاحب کا حال فی الواقع سخت افسوس کے قابل ہے۔ خدا اُن کو صبر دے۔ اگرچہ میں طریقۂ مروّجۂ ماتم پُرسی کو ناپسند کرتا ہوں مگر تمہارے کہنے سے میں نے خط لکھا۔ مشکل ہے کہ مولوی صاحب کسی طرح کی تعزیۃ[۱] سے تسلّی پا سکیں مگر بہ مُرورِ وقت آدمی خود بہ خود صبر حاصل کرتا ہے گو ایسا صبر عند الشّارع[۲] نامحمود ہے ⁘

یہاں قحطِ شدید کے سامان ہو رہے ہیں۔ برسات ۵- جون سے شروع ہوتی ہے۔ سوا مہینا گزر گیا پانی نہیں اور پچھلا برس بالکل خشکی میں گزرا۔ اگر امسال بارش نہیں ہوئی تو ایسی بڑی آفۃ ہوگی جس کا کوئی تصوّر نہیں کر سکتا۔ خلق اللہ سخت پریشان ہے۔ بلھاری میں دو سیر اور یہاں چار سیر اوسط نرخ ہے۔ العیاذ باللہ[۳] ⁘

بشیر۔ اب تو ماشاء اللہ تمہاری انگریزی اچھی ہوگئی ہے۔ میرے خط میں جو انگریزی پرچہ . . . کے نام کا ملفوف تھا وہ ضرور تمہاری عبارۃ ہوگی بالکل غلطی سے پاک۔ بشیر۔ ذرا عربی ذرا عربی۔ نری انگریزی پڑھ کر آدمی مبہوت ہو جاتا ہے۔ خدا جانے یہ کیا وبال ہے ⁘

کیوں جی میاں بشیر۔ ان دنوں آپ منقبض کیوں ہیں۔ نہ تو ہم کو کبھی اپنا کوئی سبق لکھتے ہو نہ کوئی فرمایش کرتے ہو۔ بندۂ خدا اس قدر جلد کیوں ملول ہو گئے۔ ہم خود دنیا سے ملول ہیں ⁘

---

۱ تعزیۃ کا طریقہ مروجہ یہ ہے کہ جو لوگ تعزیۃ کے لئے آتے ہیں آہ و بکا کر مردے کا ذکر خیر نکالتے اور اس کی یاد دہانی کرتے ہیں اگرچہ آخر میں تسلّی کی باتیں بھی کرتے ہیں مگر یاد دہانی سے رنج تازہ کرتے ہیں ⁘ ۲ شارع کے نزدیک ⁘ ۳ خدا پناہ میں رکھے ۱۲

یہاں آدم صورۃ بہت ہیں مگر آدمی نہیں[۱] + ۵

بس کہ دشوار ہی ہر کام کا آساں ہونا   آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا

۲۰- رجب ۱۲۹۴ھ +

خط ۶۸

یہ حال ہی دنیا کی بے ثباتی کا کہ مجھ کو اس ملک میں آئے چوتھا مہینا ہی اور چار شخصوں کی نعی یعنی خبرِ مرگ پہونچ چکی ہی- اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ع کس کس کا رنج کیجیے کس کس کو روئیے + . . . کو خدا جنّت نصیب کرے- تمہاری والدہ کی اُمّ رضاعی[۲] تھیں- چھُٹ پن میں بیوی صاحب کو بیٹیوں کی طرح پالا اور مجھ کو اُن کی وہ مہربانی جو میرے نکاح کے بعد کی تھی اب تک یاد ہی- اَللّٰھُمّ تَغَمّدھَا بِغُفرَانِکَ وَاَسکِنھَا اَعلیٰ جِنَانِکَ[۳] - . . . کا مرنا اُن کی بیوی اور اُن کے بچّوں کے لحاظ سے بڑی حسرۃ کی بات ہی- افسوس ہی کہ میں ایسے مقام پر ہوں کہ نوٹ نہیں مل سکتے- اپنی والدہ سے کہو کہ حسبۃً لِلّٰہ بہ قدرِ مناسب بیوہ اور یتیموں کی دلدہی اور خاطرداری کے طور پر کچھ خبرگیری کریں کہ موجبِ ثواب ہی +

تم نے ہماری سلطنۃ کو اتنا ذلیل کیوں سمجھ لیا ہی- وہ جو یہاں ہی وہاں نہیں عزّۃ- آبرو- بیش قرار تنخواہ- اور وہ جو وہاں ہی یہاں نہیں- قاعدہ قانون- اور کامل اطمینان- باقی جو وہاں سو یہاں جو یہاں سو وہاں — دلّی میں برائے نام ایک بادشاہ تھے جن کو لاکھ روپیہ مہینا پنشن کے طور پر

[۱] حیدرآباد کبھی مردم خیز نہیں رہا اور آب و ہوا کے اعتبار سے کوئی وجہ نہیں کہ وہاں کے لوگ ذہین ہوں- گویائی اور قوۃ ادائے مطلب سے تو سارے کا سارا ملک بے نصیب ہی + [۲] دودھ پلائی ماں [۳] خدایا اُن کو اپنی آمرزش سے ڈھانپ اور اپنی اونچی بہشت میں آباد کر + ۱۲

ملتا تھا - تم نے اُن کو بھی نہیں دیکھا - میں نے یہاں ایک سلطنت دیکھی کہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ لاکھ سالانہ کے جاگیردار ہیں - غرض مسلمانوں کی سلطنت کی ایک یادگار ہی - خدا اس کو باقی رکھے - آمین ✤

خشک سالی کی آفت تو آسمان عالم گیر ہی معلوم ہوتی ہی - یہاں ابھی تک پانی نہیں برسا - تم سمجھ سکتے ہو کہ قحط مکرر کیا اثر رکھتا ہی لیکن خدا نہ کرے پورا کال پڑے گا تو ایک عذاب ہی - نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا[1]

میری طرف سے . . . کو چلے آنے کی اجازت ہی - میں نہیں جانتا کہ اُن کو یہاں کے ڈیڑھ سو پسند ہیں جب کہ اُن کو کارِ پیمایش کی نگرانی کرنی ہوگی یا وہاں کے ساٹھ درجالے کہ راجہ کی مصاحبت اور ہم نشینی ہی - ع

ہر کسے مصلحتِ خویش نکو می داند ✤ اگر آنا ہی تو مجھ پر رائے دینے کا بار مت ڈالو - عواقب الامور[2] و مستقبلات کا علم خدا کو ہی - عَسٰی[3] اَنْ تَکْرَہُوْا شَیْئًا وَّہُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّہُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ - خلاصہ یہ کہ میرے طلب و تقاضے سے نہیں بلکہ اپنے ارادے سے آئیں - میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ مجھ کو اپنی جان کی طرح عزیز ہیں - اگر آئے تو اُن کے لئے سعی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھوں گا - فقط ١٣ - اگست ششہ١ء

خط ٦٩

تم نے اُن سے سُن لیا ہوگا کہ یہاں پانی برسا - ہم لوگ تو مینہ کو ترس گئے - چار سیر کا نرخ ہی جس کو میں نے فی عمری[4] دیکھنا تو کیسا سُنا بھی نہ تھا - اور یہ نرخ بھی وجہ انحطاط[5] - غرض برسات کا قوام تو اس

[1] ہم خدا سے اپنے دلوں کی بدیوں اور کرتوتوں کی بُرائیوں سے پناہ مانگتے ہیں [2] انجام کار اُمورِ آئندہ [3] شاید ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمھارے لئے بھلی ہو اور شاید ایک چیز تم کو بھلی معلوم ہو اور وہ تمھارے حق میں بُری ہو اور خدا جانتا ہی اور تم نہیں جانتے [4] اپنی عمر میں [5] تنزل - کمی ✤ ١٢

مرتبہ دنیا میں غضب بگڑا ہی۔ خدا خیر کرے۔ بلھاری میں دو سیر کا نرخ تھا۔ خدا جانے اب کیا حال ہی۔ پانی اگر ہی تو سنٹرل پراونسز یعنی مضافات چیف کمشنری جبل پور میں۔ اُس سے اُترتا ہوا بمبئی میں۔ لیکن دو چار جگہ پانی ہوا بھی تو کیا ایک عالم کی پیاس کو بجھا سکتا ہی ٭

ہمارے یہاں کی نئی خبر یہ ہی کہ . . خاں بے طلب از خود بہ طورِ کلنگِ ہیش روِ نوکرانِ کور نمک آیا ہی۔ تم کو کمرے کی کیا فکر گوشتِ خرِ دندانِ سگ۔ تم اپنی مراسلۃ مولوی . . . اور . . . سے کیوں نہیں جاری کرتے۔ معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ کبھی خط نہیں لکھتے۔ البتہ محبتہ دوا نہیں کہ زبردستی کسی کے حلق میں اُتار دی جاے ٭

میں تم سب کو اب تک کبھی کا بُلا چکا ہوتا لیکن موسم کی حالت بہت نازک ہی اور یہاں کے کال وہاں کے سے کال نہیں ہیں۔ عرب۔ سکھ۔ روہیلے۔ راجپوت۔ حبشی۔ سندھی۔ پیادے۔ سوار نہیں معلوم کتنے ہزار ہیں اور سب بہ جاے خود خود سر۔ اس کے علاوہ ملک اتنا وسیع کہ میری سمت کا طول ڈیڑھ سو کوس آور تمام جنگل اور پہاڑ اور ندی اور نالے اور آب و ہوا اکثر مقامات کی ردی۔ دورہ سال میں آٹھ مہینے۔ ان سب باتوں پر نظر کرکے ہمتہ قصور کرتی ہی۔ ایک کال ٹل جاے تو خیر دوسرے اُمور چنداں مانع نہیں ٭

ہر چند ابھی کوئی گزند محسوس نہیں ہوا لیکن اتنا تو ہی کہ طبیعتہ خوب چاق و چُست نہیں رہتی اور خُدا جانے کیا بلا ہی کہ یہاں کے لوگوں میں نہ تو قوتِ آخذہ ہی اور نہ انتقالِ ذہنی۔ اور جس بات کو سمجھ بھی جاتے ہیں تو ناطقہ نہیں کہ اداے مطلب کرسکیں۔ ہندوستانی بھی ایک مدّۃ کے بعد ڈل (سُست) ہو جاتے ہیں۔ جب وہ وقت آے گا تو بشیر تم مجھ کو خوب چھیڑا کروگے۔ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا۔

میاں بشیر - برائے خدا ہمت کرو اور اپنی دُنیا کو آپ سنبھالو - اب میری طبیعت پہلو تہی کرتی ہے اور جان سی چُرانے لگی ہے - کسی کا کیا اچھا شعر یاد پڑا ہے

ملہ سَئِمْتُ تَكَالِيفَ الْحَيٰوةِ - وَمَنْ يَّعِشْ + ثَمَانِيْنَ حَوْلًا (لَا اَبَالَكَ) يَسْئَمِ +

۱۱- شعبان ۱۲۹۴ھ

خط ۷۰

آج میں یہ خط بہت ہی افسردہ حالت میں لکھتا ہوں - افسردگی کا بڑا باعث قحط ہے - اس گھڑی تک ایک بوند پانی نہیں - پونے چار سیر کی نوبت پہنچی اور مصیبت یہ کہ اس نرخ کو بھی ثبات نہیں - فصل خریف جس کو یہاں پوناس اور آبی کہتے ہیں گئی گزری ہوئی اور فصل ربیع کا ہفتے عشرے میں فیصلہ ہے - یہاں ملک تلنگانہ کی پیداوار تالابوں کی معموری پر منحصر ہے اور غضب ہے کہ تمام تالاب سوکھے پڑے ہیں - خزانہ خالی - آمد مسدود - خرچ آمدنی سے زیادہ - اعتبار مفقود - حیرت ہے کہ کیا ہونا ہے - آج ایک معتبر بلدہ یعنی حیدر آباد سے خبر لایا کہ نواب صاحب سخت پریشان ہیں - ایک لمحہ اُن کو قرار نہیں - خدا خیر کرے +

ایک اندرونی مفسدہ یہ ہے کہ نواب وقار الامرا بہادر شریکِ مدار المہام ہونے والے ہیں اور نواب مختار الملک اور نواب وقار الامرا میں موافقت نہیں - سُنا کہ نواب صاحب دیوانی سے مستعفی ہونے والے ہیں - اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو ہم لوگوں کے حصے کی قیامت آچکی کیوں کہ ہم سب لوگ وابستۂ دامانِ دولتِ نواب صاحب ہیں - غرض یہ ہندوستانی ریاستوں کے جھگڑے ہیں جن کو سُن کر سخت وحشت ہوتی ہے - میرے ان تردّدات پر تازیانہ یہ کہ مولوی . . . کے خط سے معلوم ہوا کہ . . . اور . . . روانہ ہوئے اور مولوی . . . بھی آنے والے ہیں - ہر چند ایسے وقتِ نازک میں کسی کا آنا بھی مصلحت نہیں مگر

ملہ میں زندگی کی تکلیفوں سے تنگ آگیا اور اسّی برس جو جیے تنگ آیا ہی چاہیے - تمھیں خدا نیکی دے ۱۲

خیر اپنے عزیز دعویِ قرابت سے بے پوچھے چلے آئیں تو مضایقہ نہیں۔ زید۔ عمرو۔ بکر کو میں کہاں تک سنبھال سکتا ہوں۔ یہ تمام بلا کم بخت . . . خاں کی لائی ہوئی ہی۔ ع ای صبا این ہمہ آوردۂ تست ✤

زیادہ تکلیف وہ بات جو تم نے لکھی یہ ہی کہ تم بگھی لینے کے واسطے روپئے کی کمی کا عذر کرتے ہو۔ اولاً تو میں نے تم سے نہیں کہا کہ تم اپنی مقررہ تنخواہ سے بگھی اور گھوڑا لو اور پھر اتنی خدمت گزاریوں اور توسیعِ نفقہ پر تمھاری شکایت سوائے اس کے کہ آب و ہوائے دہلی کا اثر کہوں اور کیا سمجھ سکتا ہوں۔ کچھ تو میری عمر و حالہ نے میرے تعلقات کو ضعیف کر دیا ہی اور کچھ تم لوگوں کی ایسی جگر خراش باتیں مجھ کو بے دل کرتی جاتی ہیں۔ میرا اس میں بھی فائدہ ہی میں تو خدا سے چاہتا ہوں کہ دنیا سے ملول اور بے دل اُٹھ جاؤں۔ تم بگھی گھوڑا ٹھیراؤ اور میں روپئہ نہ دوں تبھی الزام دینا۔ ؎

توانم آں کہ نیازارم اندرون کسے ✤ حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

تم نے مدرسے کے ایک لڑکے کا حال لکھا۔ بڑی عبرۃ کا مقام ہی۔ تُف ہی اُس کم بخت کے اوّل ہونے پر جس کی حرکتیں یہ ہوں۔ خبردار ایسے لڑکوں سے میل جول مت رکھو ؎

دور شو از اختلاطِ یارِ بد ✤ یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند ✤ یارِ بد بر جان و بر ایماں زند
صحبتِ صالح ترا صالح کند ✤ صحبتِ طالح ترا طالح کند ✤

فقط ۱۶۔ شعبان سنہ ۱۲۹۴ھ

خط ۱۷

مجھ کو اس کے سننے سے بہت بہت خوشی ہوئی کہ تم سب مضامین میں پاس ہوگئے لیکن اور بھی زیادہ خوشی ہوتی اگر تم اوّل یا دوم رہ کر پاس ہوتے۔ ابھی تمھارے امتحان بازیچۂ طفلاں ہیں۔ اُس امتحان کے لیئے آمادہ

جس کے ساتھ عزۃ و نام وری وابستہ ہے یعنی یونیورسٹی کی ڈگری ✤

ابھی تک میرے سفر و حضر کا ٹھکانا نہیں - میں اپنے خرچ سے کوئی اخبار نہیں لیتا لیکن گراں و ارزاں پر کیا نظر کرتے ہو - مطالعۂ اخبار نہایۃ نافع چیز ہے - میں تم کو اجازۃ دیتا ہوں کہ کوئی اچھا سا اخبار لینا شروع کرو - اس کو تم اور تمھارے اُستاد مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ کون سا اخبار بہتر ہے - تم کو زیادہ تر عمدگیِ عبارۃ اور مضامینِ علمی کی خوبی پر نظر رکھنی چاہیے اور شاید ڈیلی[1] مناسب نہیں - بائی ویکلی[2] یا ویکلی[3] لو تاکہ بالاستیعاب اور بالالتزام پڑھ بھی سکو - سستے اخبار پر نظر ہے تو ہندو پیٹریٹ سے بہتر نہیں مگر وہ پھر بھی ہندوستانی ہے - ایسا اخبار لو جس کا اڈیٹر ولایتی رہا ہو ✤

میں عن قریب مدراس اور میسور جانے والا ہوں تاکہ وہاں کے طریقۂ بندوبست سے آگہی پیدا کروں - نواب صاحب نے رزیڈنٹ سے رکمنڈیٹری[4] چٹھیاں منگوا دی ہیں ✤

تم نے کوئی ہندوستانی سرکار دیکھی نہیں اور تم یہاں کا طرز انتظام سمجھ نہیں سکتے - یہاں آسمان پر چڑھ جانا اور تحت الثریٰ[5] میں گڑ جانا ایک بات ہے - جو لوگ کہ نوکر ہو گئے ہیں ان میں سے میں کسی کو نوکر نہیں سمجھتا - ہر ملک کے سیکڑوں ہزاروں بڑے بڑے لائق برسوں سے پڑے جھک مارتے پھرتے ہیں - کوئی پرسانِ حال نہیں - اور چوں کہ یہ ایک بہت بڑی ریاستہ ہے خلقِ خدا ہر چہار طرف سے ٹوٹ پڑی ہے - پھر یہاں کی کُل فردا سے قیامۃ ہے وعدہ اور حکم کوئی چیز نہیں - یہ بھی نواب صاحب کی قدردانی اور مولوی مہدی علی صاحب کی مہربانی تھی اور فی الاصل مجھ پر احسان کرنا منظور تھا کہ میرے عزیزوں کو عہدوں پر نامزد کر دیا ورنہ یہاں کون پوچھتا تھا فقط ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء

---

[1] روز والا - روزانہ [2] ہفتے میں دو بار والا - نیم ہفتہ وار [3] ہفتے والا - ہفتہ وار [4] تقریبی - سفارشی [5] زیر زمیں ✤ ۱۲

خط ۲ے

جناب . . . کی خدمت میں آداب کے بعد۔

میاں . . . نے اپنا مزاج ابھی تک مطلق درست نہیں کیا۔ سب سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے اور مجھ کو بدنام کرتے۔ ان نالائق اور کمینہ لڑائیوں کی خبریں تمام مشہور ہوتی ہیں جن کے سننے سے مجھ کو سخت ایذا ہوتی ہے۔ تنخواہ اُن کی ابھی تک واقعی نہیں ملی اور یہاں نوابی کارخانے ایسے ہی ڈھیلے اور سست ہیں۔ اور کیسی نوکری اور کس کی تنخواہ۔ نواب صاحب کی بندہ نوازیاں ہیں ورنہ ان لوگوں کو احدیوں[۱] کی طرح پڑے رہنے کے سوا کچھ کام نہیں۔ میں نے جو کچھ روپیہ بھجوایا میری تنخواہ کا تھا۔ انگریزی تنخواہ اب تک ایک کوڑی وصول نہیں ہوئی۔ ہر کام میں دیر ہر معاملے میں توقف یہاں کا دستور ہے۔

مولوی . . . نے اپنے والد کو بھی کچھ روپیہ بھیجا ہے ع پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است۔ بیٹے کی نوکری پر نازاں ہیں اور یہاں یہ حال ہے کہ آج ہی تو کل نہیں۔ مطلق بے اعتبار و بے ثبات۔ ایسا نہ ہو کہ مولوی . . . کی اتنی بڑی نوکری سن کر والدِ بزرگوار پاؤں پھیلائیں۔ انھوں نے لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ[۲] کسی کتاب میں دیکھ لیا ہے۔ استغفر اللہ و نعوذ باللہ منہا۔

خط ۳ے

بیوی صاحب کو سلام کے بعد۔

میں نے رخصت کی درخواست کی تھی۔ بڑی حجت کے بعد منظور ہوئی۔ لیکن پھر جو غور کیا تو جانا کچھ مناسب سا نہیں معلوم ہوتا۔ ہر چند رخصت پر جانے میں میرا ذاتی چنداں نقصان نہیں مگر ساتھ والوں کی بڑی خرابی ہے۔

---

۱ بادشاہی وقتوں میں جو لوگ نکمے پڑے تنخواہیں پاتے تھے احدی کہلاتے تھے۔

۲ ای کاش جوانی پھر آتی ۱۲

تم ایسے مطمئن ملک میں رہتی ہو کہ تم یہاں کے حالات مشکل سے سمجھو گی۔ ہندوستانی ریاستہ ہی اور ہم چند جلیل القدر ہندوستانیوں کا یہ حال ہی کہ در و دیوار دشمن ہو رہا ہی اور وجہ عداوۃ یہ ہی کہ ہم لوگ بڑے عہدوں پر ہیں اور بڑے اختیار رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں تو کہیں روٹی کا ٹھکانا نہیں۔ ساری خلقت یہیں ٹوٹ پڑی ہی۔ خاص کر ہمارے ہم وطن ہی ہمارے سخت دشمن ہیں۔ دیکھ کر جلتے اور بیخ کنی[1] میں لگے رہتے ہیں۔ ایسی حالۃ میں ایک دم کے لیے بھی نوکری سے جدا ہونا مصلحۃ نہیں معلوم ہوتا یہاں ایک دن میں کچھ سے کچھ ہو جاتا ہی نہ کہ مہینا۔ البتہ چھوٹے عہدے والے اور گم نام آدمی بڑے مزے میں ہیں۔ قاعدہ ہی کہ آندھی سے اگر خطر ہی تو بڑے بڑے اونچے درختوں کو نہ جھاڑی اور گھاس کو ؎

اَمَا تَرَی الرِّیحَ اِنْ هَبَّتْ عَوَاصِفُهَا — فَلَیْسَ تَقْصِفُ اِلَّا مَا هُوَ الشَّجَرُ

غرض پس و پیش سوچ کر رخصتہ کا ارادہ فسخ کیا۔ اب میرا ارادہ ہی کہ تم سب کو بلوا لوں۔ ظاہرا اب تمہارے آنے میں کوئی وجہ مانع نہیں ✤

وہاں تم کو بڑا ضروری کام بشیر کی شادی ہی۔ اب زیادہ دیر کرنی کسی طرح مناسب نہیں۔ تم یہ بوجھ میرے سر پر ڈال کر فارغ ہو بیٹھیں۔ میں بہت خوشی سے اس بوجھ کو اٹھاتا اور اس کے سرانجام میں کوشش کرتا لیکن نوکری کے پھندوں میں اس طرح مبتلا ہوں کہ تم کو معلوم ہی۔ . . صاحب کو متواتر خط لکھے۔ اُن کا یہ حال ہی کہ کبھی بات صاف نہیں کہتے اور اس قدر خوشامد آمیز باتیں کرتے اور لکھتے ہیں کہ اُن میں سے جھوٹ اور سچ اور واقعی اور غیر واقعی کا امتیاز نہیں ہوتا۔ مجھ کو خوب یقین ہی کہ اُن کو یہ رشتہ منظور ہی اور پسند بھی ہی مگر اُن کی لڑکی چھوٹی ہی اور کچھ امیری چوچلے۔ غرض اُن کو وہ جلدی نہیں جو مجھ کو ہی اور تم کو گو نہیں مگر ہونی چاہیے۔ کبھی

---

[1] جڑ کھود دینے۔ [2] کیا ہوا کو نہیں دیکھتے کہ جب اُس کے سخت جھونکے آتے ہیں تو نہیں [illegible] جانے [illegible] [illegible]

میں یہ غور کرتا ہوں کہ وطن تو بجنور اور رہنا دلّی میں اور نوکری حیدر آباد میں اور سمدھیانا . . . میں یعنی سارے ہندوستان میں پاؤں پھیلانے ہیں . . . صاحب بیٹی کے بیاہ میں ایسے سامان کریں گے کہ ہماری طرف سے بوجہ مسافرۃ اُن کی مرضی کے موافق سر انجام ہونا معلوم اور پھر بیٹی کے بھیجنے بُلانے میں ہمیشہ حُجّۃ ہوا کرے گی۔ ہم کو روپیہ اور جہیز کچھ درکار نہیں اور نسب میرے نزدیک کوئی چیز نہیں اور اگر انگریزی عمل داری رہی اور ضرور رہے گی تو نسب رفتہ رفتہ عیب ہو جائے گا۔ پس جو چیز ہم کو درکار ہے کہ لڑکی کی صورۃ اچھّی ہو عجیب ہے کہ دلّی جیسے شہر میں ایک شرط پوری نہ ہو سکے مگر تم مطلق فکر نہیں کرتیں۔ اب تم کو خدا نے بیٹیوں کی طرف سے اطمینان دیا وَالحمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ بشیر کا حق بھی ادا کرو۔ اوّل تو بشیر کے لحاظ سے تم کو متوجّہ ہونا چاہیے دوسرے یوں سمجھو کہ میری مدد کرتی ہو۔ اب بشیر کے بیاہ میں دیر کرنا حقیقۃ میں بشیر پر ظلم کرنا ہے۔ اگر تم کو یہ خیال ہو کہ بشیر کی دُلھن کو میں ناپسند کروں گا سو مجھ کو کامل بھروسا ہے کہ تمہارا انتخاب ضرور عمدہ اور پسندیدہ ہوگا اور بات صاف تو یہ ہے کہ خانہ داری کی بنیاد آپس کی محبۃ اور سازگاری ہے اور یہ امر تقدیری ہے۔ آدمی کی سعی اور تدبیر کو اس میں بہت کم دخل ہے۔ پس مُتَوَکِّلاً عَلَی اللّٰہ کہیں کرو مگر جلد کرو فقط ۱۸۷۶ء

خط ۴۷

میاں بشیر۔

میں ابھی تک حیدر آباد میں ہوں مگر رزیڈنٹ صاحب کی تعطیلیں آگئی ہیں اور مجھ کو بندوبست کا کام دیکھنے کے لیے میسور اور مدراس جانے کا حکم ہے۔ ان شاء اللہ چار پانچ دن میں میسور کا ارادہ ہے۔ جاتے وقت تم کو اطلاع دوں گا ٭

. . . کی تعیناتی ضلع نلدرگ کو ہو گئی ہے۔ مجھ کو ان لڑکوں پر اطمینان

نہیں اور میں ان کا جدا ہونا پسند بھی نہیں کرتا تھا - مگر میری سمت میں ابھی بندوبست کا کام جاری نہیں اور بندوبست کے بدون تنخواہ مل نہیں سکتی اس وجہ سے مجبور ہو کر انتظام کیا گیا ؛

گو خطوط بہ دیر پونہچیں یا نہ پونہچیں تم رجماً بالغیب بھیج دیا کرو تاکہ سلسلہ منقطع نہ ہو ؛

میں نے ... کو ایسا خط لکھ دیا ہی جس سے بات کا میری طرف سے انقطاع سا ہو گیا ہی - بشیر کیوں نہیں تم اپنا بیاہ اپنی تجویز سے کرتے - تمہارے باپ نے بھی اپنا بیاہ اپنی ہی تجویز سے کیا تھا - تم بھی اُسی باپ کے بیٹے ہو خود کرو - فرق صرف اتنا ہی کہ میں نے اپنے باپ کے مرے پیچھے کیا تم میری زندگی میں کرو - اور کیا معلوم ہی کہ جب تم ایسا کرو میں رہوں یا نہ رہوں ؛

تم تحصیل علم میں یوماً فیوماً اپنی توجہ زیادہ مصروف کرتے جاؤ - اب بہت تھوڑا وقت اس کے لئیے باقی رہا ہی فقط ۴ - اپریل ۱۸۷۸ء

خط ۷۵

میں تم کو بنگلور سے چلتے چلتے خط لکھ رہا ہوں - اس سے کہ تم نے انٹرنس کلاس میں ترقی کی مجھ کو نہایت خوشی ہوئی ؛ بشیر - نوکری اور رزق تو مقدر ہی مگر لیاقت عجب چیز ہی - ساری عمر آدمی کو مسرۃ دینے والی چیز عُسر اور یُسر دونوں میں لیاقت ہی - میرا اعتماد لائقوں میں نہیں اور مجھ کو زمانے نے لیاقت حاصل کرنے کی مُہلت نہیں دی اور جو وقت کسب کمال کا تھا وہ ایسی بے سروسامانی اور مصیبت میں گزرا کہ اتنا لکھ پڑھ لینا بھی تعجب معلوم ہوتا ہی مگر اُس اضطرار میں جو دو چار حرف پڑھ لئے تھے میں نہیں کہتا کہ نوکری اُن کی وجہ سے ہی کیوں کہ مجھ سے زیادہ لائق جوتیاں چٹخاتے پڑے پھرتے ہیں اور نانِ شبینہ کو محتاج ہیں اور نہ میں اس کا معتقد ہوں

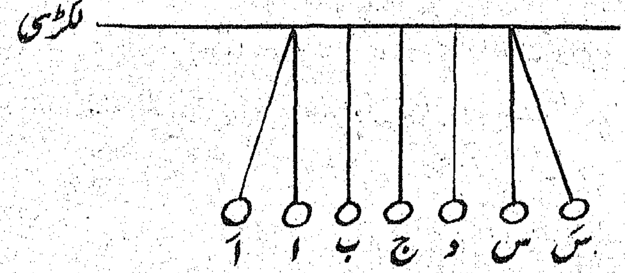
اُٹکل ہیں - جیسے بے دیکھے نشانہ لگاتے ہیں ؛

کہ غدر میں مسٹر لیبسن کی حفاظت بہ وسائط میری نوکری کا سبب ہوئی اس لیے کہ خود لیبسن کی حقیقت معلوم ہی مگر اتنا ضرور میں کہوں گا کہ اب تک جہاں گیا اور جس جگہ رہا کسی سے میری آنکھ نیچی نہیں ہوئی اور مجھ کو اس بات کے جاننے سے ضرور خوشی ہوئی کہ لوگ مجھ کو نالائق نہیں جانتے - اگر تمھاری طرح مجھ کو ایک امیر باپ ملا ہوتا اور تمھاری طرح آسودگی اور عافیت مجھ کو حاصل رہی ہوتی جب کہ میری عمر حاصل کرنے کی تھی تو بتشیر یقین جانو کہ آج میں یکتائے روزگار ہوتا کیوں کہ شکر ہی میرے سر میں اچھا بھیجا رکھا گیا ہی لیکن مردِ خدا جو مجھ سے نہیں ہو سکا تم کرو - ع اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند ٭ رہی نوکری - تھوڑی بہت جو تقدیر میں ہی سو تو کرو ہی گے مگر اقتضائے ہمت یہ ہی کہ آدمی اقران و امثال میں ممتاز ہو - جدھر نکل جائے انگلیاں اٹھیں کہ وہ چلے - جس مجمع میں بیٹھے صدرِ انجمن ہو - بی اور اے دو حرف عجب مقبول حرف ہیں کہ جس کو مل جاتے ہیں ساری عمر سرمایۂ فخر ہوتے ہیں - خیر وہ مرحلہ تو آگے ہی مگر انٹرنس کا پاس کر لینا تو کچھ بڑی بات نہیں - ادنی ادنی کوڑھ مغز لونڈے انٹرنس پاس کر لیتے ہیں - ابھی سے غور کرو کہ کس چیز میں خامی ہی اور ابھی سے اسی چیز پر زیادہ توجہ کرو - سبب کیا ہی کہ وہ خامی پختگی سے مبدل نہ ہو جائے - محنت شرط ہی مسلسل اور متصل محنت میں عجب برکت ہی - ابھی سے وہ طیاری کرو جو غافل اور کاہل لڑکے امتحان کے قریب کرتے ہیں - میں شکر کرتا ہوں کہ تم اچھے بیٹے ہو لیکن نام و نمود حاصل کر کے مجھ کو بھی چند روز کے لئے خوش ہو لینے دو - اور نام و نمود کے جو فائدے مترتب ہوں گے وہ تمھارے ذاتی فائدے ہیں - ان کا میں متمنی نہیں ٭٭ ۲۴ - مئی ۱۸۷۹ع بنگلور

خط ۷۶

میں ۲۵ - مئی کی صبح کو مدراس داخل ہوا - مجھ کو امید نہیں کہ یہاں کے قیام کو اس قدر امتداد ہو کہ تمھارا خط آسکے - کل میں سمندر کے کنارے

گیا تھا۔ کنارے پر اس قدر تموّج رہتا ہی کہ دیکھ کر خوف آتا ہی۔ بڑے بڑے جہاز کنارے سے دور اندر ٹھیرتے ہیں اور وہاں تک ڈونگی یا کشتی میں جانا پڑتا ہی۔ مگر سمندر کے اندر تموّج کا ایسا زور و شور نہیں اور اُس کی وجہ ظاہر ہی کہ پانی کے اجزا ایک دوسرے کی مدافعۃ اور مقاومۃ کرتے ہیں اور تموّج فنا ہو جاتا ہی۔ مگر کنارے پر مُدافِع اور مُقاوِم نہیں اس وجہ سے تموّج محسوس ہوتا ہی۔ عاج میں مدافعۃ کی قوۃ زیادہ ہی۔ اگر کئی گولیاں اس طور پر لٹکائی جائیں۔



اور پھر آ گولی کو آ مقام پر لے جاکر چھوڑ دیں تو وہ گولی ا ب کو اور ب ج کو اور ج د کو اور د س کو صدمہ پونہچاے گی مگر اس سے نتیجہ یہ ہوگا کہ ا ب ج د تو اس طرح ساکن رہیں گی کہ گویا اُن کو صدمہ نہیں پونہچا۔ صرف اخیر گولی س اُس صدمے سے مقام سؔ پر اُچھٹ کر جا رہے گی۔ یہ مسئلہ علم طبعی کا ہی۔ بعینہ یہی حال سمندر کے پانی کا ہی ✤

مدراس شہر کا ہے کو ہی آدمیوں کا جنگل ہی۔ کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ کلکتہ چھوڑ کر ہندوستان کے کُل شہروں سے بڑا ہی۔ انگریزی کا اس قدر رواج ہی کہ بی اے سوداگروں کے یہاں دس دس بلکہ اس سے کم پر چٹھی نویسی کرتے ہیں۔ مدراس بنگلور دیکھنے سے مجھ کو یقین ہوا کہ اب سے ستر یا غایۃ درجہ سو برس بعد بہ شرطِ بقاے عمل داری انگریزی ہماری ملکی زبان انگریزی ہو جاے گی۔ ان دو شہروں میں انگریزی کی یہ کثرۃ ہی اور ضرور

یہی حال کلکتے اور بمبئی کا ہوگا کہ بازاری کنجڑے بھٹیارے انگریزی بولتے ہیں۔ چوں کہ یہاں کی زبان تلنگی۔ اردو۔ کنڑی سمجھ میں نہیں آتی انگریزی داں اپنا کام نکال لیتا ہی فقط ۲۲۔ مئی ۱۸۷۰ء

خط ۷۷

بجنور جانے کا مضایقہ نہیں لیکن کوئی نفع بھی نہیں۔

وہ مرد وہ مرد را احمق کند ❊ عقل را بے نور دبے رونق کند

میں اس کو زیادہ پسند کرتا کہ تم تعطیل میں علی گڑھ جاتے اور سید احمد خاں صاحب کے پاس رہ کر استفادہ کرتے۔ تمھارے خیالات کو اُن سے بہت نفع ہوتا۔ اب تم انگریزی ایسی لکھتے ہو کہ مجھ کو مشکل سے غلطی ملتی ہی۔ اخبار انگریزی کا مطالعہ اور اُس کا طرز ادائے مطلب خیال میں رکھنا بہت مفید ہوگا۔ عربی جو تمھارا موروثی علم ہی اُس کی طرف تم کو مطلق توجہ نہیں؟ افسوس ❊

خط ۷۸

میاں بشیر ❊

میاں بی بی میں جو تعلق ہی وہ پیار اور ہیبۃ کا تعلق ہی یعنی دونوں ایک دوسرے سے محبۃ رکھیں اور میاں کی وقعۃ اور ہیبۃ بی بی پر ہو۔ شاید تم کو شبہہ ہو کہ محبۃ اور ہیبۃ دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایسا شبہہ بے جا ہی۔ اُستاد اور شاگرد اور حاکم اور رعایا میں بعینہٖ اسی طرح کا تعلق ہی۔ عورتیں بہ وجہ نقصانِ عقل وجہل و نادانی کے ممکن نہیں کہ امورِ دنیاداری کی تنہا متکفل ہو سکیں۔ یہی سبب ہی کہ مردوں کو اُن پر غلبہ رکھنا ضرور ہی وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَة[1]۔ جوشِ جوانی میں احمق مرد عورتوں کو اس قدر بے تکلف اور گستاخ کر لیا کرتے ہیں کہ پھر ساری عمر وہ اُن کو دبا نہیں سکتے۔

[1] اور مردوں کو عورتوں پر برتری ہی +

اور گھر میں دو عملی رہتی ہی۔ عورۃ اپنی راہ چلتی ہی اور مرد اپنا راستہ اختیار کرتا ہی۔ مجھ کو اپنے عزیزوں میں ایک شخص کا حال معلوم ہی کہ وہ ابتدا میں بی بی کی خدمتگاری کرتا تھا اور میاں بی بی میں پیار اخلاص کے واسطے دھول دھپا ہوتا تھا ایک دوسرے کو چٹکیاں لیا کرتا تھا اور گفت و گو میں بھی سخت بے تہذیبی جانبین سے ہوتی تھی آنجام یہ ہوا کہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ کیسی ہی کوئی چیز عمدہ ہو ضرور ہی کہ آدمی اُس سے ملول اور سیر ہو جاے مثلاً کوئی عمدہ سے عمدہ کھانا اگر روز دو وقت کھانے کو ملے شدہ شدہ روکھی روٹی کی طرح بدمزہ معلوم ہونے لگے گا۔ پس جو لوگ حسن ظاہر پر فریفتہ ہوتے ہیں اُن کا یہ خیال یقیناً بے ثبات ہی۔ عورتیں صرف شہوۃ رانی کے واسطے نہیں ہیں بلکہ انگریزی محاورے کے مطابق ہلپ میٹ[1]۔ پس اُن کو امور خانہ داری کے انتظام کے واسطے موضوع سمجھ کر اُسی کام کے لائق بنانا چاہیے۔ یہ قاعدہ نہایت صحیح ہی۔ دیر آمیز دیر گسل زود آمیز زود گسل۔ ربط جو پیدا کرو رکاوٹ کے ساتھ اور اتحاد کو بڑھاؤ بتدریج ایک ہیبتہ جسمانی توانائی کی بھی ہوتی ہی وہ تم اپنی بی بی پر قائم نہیں کر سکتے پس ضعف جسمانی کی تلافی وقر و متانت سے کرو۔ عورتوں کو طمع اور چٹورپن سے روکنا ضرور ہی ورنہ گھر میں خیر و برکت رہ نہیں سکتی۔ تاکید کرو کہ تمھاری بی بی لکھنا سیکھے اور اُس کے پڑھنے کی کتابیں جمع کرو اور اُس کی مدد کامل طور پر کی جائے۔ اگر فرمایشوں کی نوبت آئے تو اُس کو حقارۃ کے ساتھ روک دینا کہ ہماری تمھاری حالت پر اتا کو نظر ہی اور اس قدر بس کرتا ہی۔ جو اُن کو مناسب معلوم ہو گا خود کریں گی۔ کچھ تھوڑا اسا روپیہ دے کر دیکھو کہ کیا کرتی ہی۔ اگر وہ سودے سلف یا عارضی نمایش کی چیزوں میں اٹھا ڈالے تو جانو کہ احمق اور ناعاقبت اندیش ہی اور اگر زیور یا دوسرے عمدہ مصرف میں لگاے تو البتہ خوشی کی بات ہی۔ تم کو ایک مدت تک بی بی کو تعلیم کرنا پڑے گا۔ اُس کے خصائص مزاجی پر غور سے نظر کرتے جاؤ۔

---

[1] عمدہ تر نصف ÷

یہ اُسی کے حق میں مُفید ہوگا کہ بیوی صاحب کے اختیار میں اس طرح رکھی جائے جیسے بیمار طبیب کے اختیار میں۔ کبھی کچھ پھٹا اُدھڑا سلا کر دیکھو کہ اس ہنر میں اُس کی دست گاہ کہاں تک ہی۔ اسی طرح ممکن ہی کہ کسی حیلے سے کھانا پکانے میں بھی اُس کا امتحان لیا جائے اور جس بات میں کوتاہی پائی جائے نرمی اور مہربانی سے اُس کو سمجھا دیا جائے فقط ۵ ستمبر ۱۸۹۶ء

خط ۹۷

تمھارے خط کے آنے سے میں نے ایک خط ریڈ صاحب کو اردو میں لکھا ہی جس کی نقل اس کے ساتھ بھیجی جاتی ہی +

جنابِ عالی۔

میں اپنے دوسرے خطوط میں ان شاء اللہ آپ پر ثابت کردوں گا کہ میں نے اپنی انگریزی کو جیسی ٹوٹی پھوٹی اعظم گڑھ میں تھی اب تک بھلایا نہیں مگر چوں کہ ابتداے مُفارقت سے جس کو چوتھا برس ہی یہ میرا پہلا عریضہ ہی میں چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کو اپنی زبان میں ادا کروں +

بشیر نے آپ کی چٹھی کی نقل دلّی سے میرے پاس دَورے میں بھیجی اور اُس کے پڑھنے سے وہ پانچ برس آنکھوں میں پھرنے لگے جو آپ کے سایۂ عاطفت میں نہایت خوشی اور اطمینان کے ساتھ اعظم گڑھ میں گزرے اگرچہ مُفارقت کو بہت دن ہوئے مگر آپ کی مہربانیاں نہ بھولی ہیں نہ بھولیں گی +

میرا حال اس مُلک میں اُس شخص کا سا ہی جو کبھی ناؤ پر نہ بیٹھا ہو اور دفعتہً اُس کو طوفان خیز سمندر میں بادبانی جہاز پر بیٹھ کر سفر کرنا پڑے۔ بشیر کا یہ کہنا کہ میں نے اس ملک کا رہنا ٹھان لیا ہی صرف اس قدر صحیح ہی کہ اُنھوں نے مجھ کو کبھی ایسا کہتے سُنا ہو گا مگر یہاں کے حالات کو خود ثبات و قیام نہیں اور اس حالت میں کوئی راے جم نہیں سکتی تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ اب میری طبیعت مُطلقاً نوکری سے گریز سی کرتی ہی۔ مجھ کو

یہاں صدر تعلقہ داری کی خدمت سپرد ہی جو انگریزی عمل داری کی کمشنری سے بہت ملتی ہوئی ہی۔ تنخواہ وہاں بہت اور اختیارات یہاں۔ مجھ کو تنخواہ کے بارہ سو ملتے ہیں اور بہ تعلق بندوبست مُدامی بھتّا بالکل۔

یہاں کا روپیہ تین آنے کے قریب انگریزی روپئے سے چھوٹا ہی اور چیزوں کا نرخ بھی اکثر گراں۔ اس ملک میں کبھی پارسی مقتدر رہے ہیں کبھی مدراسی اور ان دنوں ہندیوں کا دور دورہ ہی مگر اس ملک کے لوگ صرف حسد کی وجہ سے ہم لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں۔

انتظام کی مختصر کیفیت یہ ہی کہ ذاتِ نظام کو اس ملک میں حضور یا بندگانِ عالی سے تعبیر کرتے ہیں اور لفظِ حضور جو وہاں تعظیماً بولا جاتا ہی اس کا مُرادِف یہاں لفظِ تقصیر ہی۔ حضور کا سنِ شریف پندرہ برس کا ہی اور اُس وقت تک کہ حضور زمامِ سلطنت اپنے دستِ مبارک میں لیں نوّاب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر اور نوّاب شمس الاُمرا امیر کبیر بہادر ریجنٹ[له] ہیں۔ ان دونوں میں جو باہمی اختلاف ہی وہ آپ اخبار میں پڑھتے ہوں گے۔ انتظامِ سلطنت نوّاب مختار الملک کرتے ہیں بہ استثنائے اُمورِ عظیمہ جن میں مُشاورۃ امیر کبیر ضرور ہی۔ ملک بہت وسیع ہی مگر اُس کا ایک بڑا حصّہ جاگیر۔ خود حضور نے جس قدر ملک اپنے واسطے الگ کر لیا ہی وہ صرفِ خاص کہلاتا ہی۔ جاگیرداروں میں سب سے بڑے جاگیردار امیر کبیر ہیں جن کے خاندان میں حضور کی صاحب زادیاں بیاہی جاتی ہیں ان کی جاگیر کو لوگ ساٹھ لاکھ روپئے سال کی بیان کرتے ہیں۔ ان سے اُتر کر اکثر مسلمان اور بعض ہندو اور بہت جاگیردار ہیں۔ صرفِ خاص اور جاگیرات نکل کر جو ملک بچا وہ دیوانی کہلاتا ہی یعنی متعلّق بہ دیوان (وزیر)۔ فقط۔

له ولی۔

خط ۸۰

اگر ۔ ۔ ۔ نے مجھ کو کیمیاگر یا عامل دست غیب فرض کر لیا ہی تو میرے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔ لیکن اگر فی الواقع میں ایسا ہوتا تو چار مہینے کے عوض چار برس کی مہلت دیتا بلکہ شاید مدّۃ العمر مطالبہ نہ کرتا مگر میرا حالِ واقعی یہ ہی کہ نوٹ بنک میں رکھ کر قرض سے کارروائی کرتا ہوں۔ اس حقیقت نفس الامری جاننے کے بعد اُن کو اختیار ہی چار مہینے میں دیں۔ چار برس میں دیں۔ نہ دیں۔ یا خدا توفیق دے تو ڈیوڑھ دیں۔ فقط ✣

خط ۸۱

طالب یعنی اُمیدوارِ خدمت کو چاہیے کہ بمنزلہ کنکوّے کے ہو جس میں پروازکا مادّہ مہیّا ہی اور صرف ایک درپائی کا محتاج ہی۔ اسی طرح امیدوار میں مادّہ لیاقت کا ہونا ضرور ہی کہ سفارش کی ایک درپائی ملی اور اُونچا ہوا۔ ۔ ۔ صرف درپائی نہیں چاہتے بلکہ چاہتے ہیں کہ دُم چھلّے کی طرح میں اُن کے ساتھ ساتھ لٹکا رہوں ✣

ہم اراکینِ ثلثہ مجلس مال گزاری نے کام کو آپس میں بانٹ رکھا ہی۔ نصب خدمات مولوی دلیل الدّین صاحب کی طرف ہی اس لیے کہ تازہ وارد ناشناسا اور اجنبی ہیں۔ میں نے اور اکرام اللہ خاں صاحب نے اس بوجھ کے اٹھانے سے پہلو تہی کیا۔ اِتّقُوا مِن مَّوَاضِعِ التُّہَم۔ تاہم دلالۃ علی الخیر کے طور پر ۔ ۔ ۔ کی سفارش میں مولوی دلیل الدّین صاحب کے نام رقعہ لکھ دیا ہی جس کی عبارۃ قریب قریب اس کے ہی ✣

یہ صاحب جو اس رقعے کے ذریعے سے حاضرِ خدمت ہوتے ہیں۔ مولوی ہیں مجھ سے بہتر آپ سے کم تر۔ حافظ ہیں آپ سے بہتر میرے برابر۔

---

۱ عمر بھر ۲ وقت معہودہ ۳ کنکوے کو جو اُچک دی جاتی ہی اس کو اصطلاح میں درپائی کہتے ہیں ۴ کنکوے کی دُم میں جو لمبی دھجّی اس کا مرکزِ ثقل ٹھیک رکھنے کو باندھ دیتے ہیں۔ اُس کو دُم چھلا کہتے ہیں ۵ بچو تہمتوں کی جگھوں سے ۶ بھلی صلاح دے کر کسی کے ساتھ سلوک کرا دینا ✣

حاجی ہیں مجھ سے اور آپ سے دونوں سے بہتر۔ مدّۃ سے اُمّیدوار خدمت
تحصیلداری ہیں مجھ سے اور آپ سے دونوں سے کم تر ؎

یوں پھریں اہلِ کمال آشفتہ حال افسوس ہی
اے کمال افسوس ہی تجھ پر۔ کمال افسوس ہی ؎

خط ۸۲

مبدأ فیّاض نے جو قوّتیں انسان کو عطا کی ہیں علم اُن کو چُست وچالاک اور نمایاں اور بہ کار آمد کر دیتا ہی جیسے لوہا کہ جوہر اُس کی ذات میں مضمر ہی صیقل کرنے سے اصلی جوہر اُبھر آتے ہیں نہ یہ کہ جوہر اُس میں پیدا کیے جاتے ہیں۔ علم کے معنی ہیں جاننا اور چوں کہ جاننا متعلق ہو سکتا ہی تمام موجودات اور تمام واقعاتِ ماضیہ وحالیہ ومستقبلۂ عالم سے پس تم خیال کر سکتے ہو کہ دائرۂ علم کتنا وسیع ہی۔ علم کی فردِ اکمل علمِ الٰہی ہی۔ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ؎

ؔ اُس سے ذرّہ بھر پوشیدہ نہیں ہی کیا آسمان اور کیا زمین میں اور کیا اُس سے چھوٹا اور کیا بڑا سب کھلی ہوئی کتاب میں ہی ؎ اور اُس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو وہی جانتا ہی اور جانتا ہی جو کچھ خشکی اور تری میں ہی اور کوئی پتا گرے اُس کو جانتا ہی اور نہ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہی اور نہ کوئی تر و خشک لیکن کھلی ہوئی کتاب میں ہی ؎ جانتا ہی آنکھوں کی چوریوں کو اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہی۔ حق یہ ہی کہ خدا کے پاس اُس گھڑی (قیامت) کا علم ہی اور جانتا ہی جو کچھ رحموں میں ہی — اور کوئی بھی (شخص) نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی بھی (شخص) نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔ حق یہ ہی کہ خدا علم والا اور خبر والا ہی ؎ ۱۲

تم نے وہ حکایۃ سُنی ہوگی کہ حضرۃ موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام[1] کو حکم ہوا تھا کہ خضر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کرو۔ اُستاد اور شاگرد دونوں کشتی میں سوار چلے جاتے تھے۔ ایک چھوٹا سا پرند نظر پڑا کہ دریا کے کنارے بیٹھا ہوا پانی پی رہا ہی۔ اُس کو دیکھ کر خضر ؑ نے حضرۃ موسیٰ ؑ سے فرمایا کہ ای موسیٰ علم الاولین و الآخرین[2] کو علم الٰہی کے ساتھ وہی نسبۃ ہی جو اس جانور کے ایک اُنشام[3] کو اس دریا کے تمام پانی کے ساتھ ❊

پس جو کچھ ساری دنیا کی کتابوں میں مدوّن[4] ہی اگر تمام تر انسان کو مستحضر[5] ہو (اور محال ہی کہ ایسا انسان کبھی ہوا ہو یا آیندہ ہو) تاہم اُس کا علم جامع اتنا ہی ہوگا کہ گویا سمندر سے ایک رشحہ[6] یا اُس سے بھی کم۔ بڑی غلطی ہی کہ دس یا بیس یا پچاس یا سو کتابوں پر نظر کر لینے سے آدمی اپنے کو عالم سمجھنے لگے مثل اُس چوہے کے جو ہلدی کی ایک گرہ پا جانے سے اپنے تئیں پنساری خیال کرنے لگا تھا ❊

پڑھنے سے میرے نزدیک بڑی غرض و غایۃ یہ ہی کہ تفتیش و تلاش اور ہر چیز کی کُنہ[7] اور ہر بات کے اطراف و جوانب اور مالہ[8] و ما علیہ[9] اور ہر واقعے کے سبب اور ہر سبب کے نتائج کے دریافت کرنے کے شوق کو مشتعل کیا جائے ❊

خط ۳۹

انسان کو جتنی قوتیں دی گئی ہیں جسمانی اور دماغی سب کا خاصہ ہی کہ جتنا جس قوۃ سے کام لو گے اُسی قدر وہ قوۃ چُست اور بہ کار آمد ہوتی جائے گی مثلاً تم میری طرح شارٹ سائٹڈ (نزدیک بیں) ہو اور میری طرح دور بیں عینک بھی استعمال کرتے ہو یعنی ہم دونوں عینک لگانے سے نقصان

---

[1] ہمارے نبی اور اُن پر رحمۃ اور سلامتی [2] اگلے پچھلوں کے علم [3] ایک گھونٹ [4] جمع [5] یاد [6] چھینٹ [7] حقیقت [8] جو اُس کی موافقت میں ہی [9] جو اُس کے خلاف میں ہی ۱۲

نظر کی تلافی کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں پتنگ لڑایا کروں یا شکار کے تعاقب میں سرگرداں پڑا پھروں یعنی آنکھ کے لیے دوربینی کے مواقع مہیا کرتا رہوں تو ضرور میری نظر خود بہ خود دور تک پھیلنے لگے گی ٭

یہی حال ہی حافظے کا۔ اگر کسی کو ضعفِ حافظہ کی شکایت ہی تو جو بیمار ہی وہی اپنے مرض کا طبیب ہی۔ اُس کو چاہیے کہ اُچٹتی ہوئی نگاہ سے چیزوں کو نہ دیکھا کرے۔ سرسری طور پر باتوں کو نہ سُنے۔ طبیعۃ پر زور ڈالے۔ جن چیزوں کو یاد رکھنا چاہتا ہی گاہ بے گاہ اُن کا دھیان کرتا رہے۔ جو چیزیں اُس کے ذہن میں حاضر ہیں اور جن چیزوں کو حاضر فی الذّہن کرنے کی کوشش کرتا ہی دونوں میں ادّعائی تعلق پیدا کرے۔ جیسا کہ مشّل[۱] فلاسفی کی کتابوں میں لکھا ہی ٭

خط ۴۸

جس شخص کے اُصولِ زندگی یہ رہے ہوں کہ اپنی آمد سے خرچ کو بڑھنے نہ دے یعنی ہمیشہ تھوڑا بہت پس انداز کرتا رہے اور روپئے کو پتھر بنا کر رکھ چھوڑنے کو جنوں سمجھے۔ ع براے نہادن چہ سنگ و چہ زر ٭ اور اَعوان[۲] و اَنصار کو ترستا ہو ایسا آدمی اپنے اندوختے کو پرامیسری نوٹوں کے پیرایے میں نہ رکھے تو کیا کرے ٭

صرف نوکری کے ذریعے سے آدمی مال دار ہو نہیں سکتا اور ۰۰ کو جو تم دیکھتے ہو ظاہر میں ایک نوکری ہی مگر درپردہ لوٹ اور خیانۃ اور رشوۃ وامثالہا[۳] چند در چند ابواب اُس میں شامل۔ ہاں نوکری کے ذریعے سے جو لوگ مال دار ہوئے اس تدبیر سے ہوئے کہ ایک کو خدا نے برکۃ دی اور دوسرے عزیز اُس کی کمائی کو زمین داری یا تجارۃ سے ترقی دیتے رہے۔ رفتہ رفتہ سرمایۂ معتدبہ[۴] فراہم ہو گیا ٭

---

[۱] فلسفۂ عقلی [۲] مددگار [۳] دانند ہمیں قبیل [۴] اعتبار کے قابل ۱۲

ہمارے عزیز قریب دو طرح کے ہیں اِلّا ما شاء اللہ یا تو مطلقاً عقلِ معاش سے بے نصیب جیسے . . . یا جن کو عقل ہی تو عقلِ فساد جیسے . . . پہلی قسم کے لوگ وجودِ بے سود۔ اور دوسری قسم کے غیروں سے بدتر۔ اگر . . میرے سرمایے کو محفوظ رکھیں اور اُس سے کسی طرح متمتع ہو کر اپنی حیثیۃ درست کرلیں تو اُس میں دریغ کرنا پرلے درجے کی خِسّۃ ہی مگر ان لوگوں کا تو یہ حال ہی کہ میرے خون سے اپنی پیاس کو بجھانا چاہتے ہیں۔ دوں تو اپنی گرہ سے یعنی اپنا راس المال سب میں تقسیم کر دوں پس میرا عمل در آمد اِس آیۃ پر ہی۔ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ[۵۱] أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ✢

مجھ سے سوائے نوکری کے دوسرا کام ہو نہیں سکتا۔ اور سچ تو یہ ہی کہ برسوں سے پابندیِ خدمۃ بھی طبیعۃ پر شاق ہی۔ سید احمد خاں صاحب نے پرامیسری نوٹوں کے جواز کے دلائل جو جمع کیے ہیں اور ربوا[۵۲] کی حقیقۃ جو کچھ انھوں نے اپنی تفسیر میں لکھی ہی اور مولوی شاہ عبد العزیز اور مجتہدِ اثنا عشریہ[۵۳] کے فتاوے مجھ کو سب معلوم ہیں مگر با این ہمہ اگر مجھ کو اندوختے کے لیے کوئی دوسرا محفوظ و مطمئن پیرایہ ملے تو میں آج پرامیسری نوٹوں کو الگ کروں[۵۴] تجارۃ کا حال یہ ہی کہ بجائے خود بڑا مبسوط علم ہی۔ تجارۃ علی البصیرۃ[۵۵] کام ہی اُس شخص کا جس کو تمام روے زمین کا جغرافیہ اس تفصیل کے ساتھ معلوم و مستحفظ ہو جیسا ہم کو اپنے رہنے کے گھر کا۔ وہ بر و بحر کے چپے چپے کے حالات سے واقف ہو۔ مردم شماری۔ آب و ہوا۔ موسم۔ اوسطِ ولادۃ

---

۵۱ اور اپنا مال جس کو خدا نے تمھارا سہارا ٹھیرایا ہی بے وقوفوں کو مت دو اور اُس میں سے اُن کو کھلاؤ اور پہناؤ اُڑھاؤ اور اُن سے اچھی بات کہو ۵۲ بیاج۔ سود۔ ۵۳ اثنا عشر کے معنے ہیں بارہ شیعے اثنا عشری کہلاتے ہیں کیوں کہ بارہ اماموں کو مانتے ہیں ۵۴ واقفیۃ کی تجارۃ ۱۲۰

ووفاۃ - اوسطِ بارش - پیداوار - صناعۃ - لوگوں کے مراسم وعادات اور اُن کی ضروریات وحاجات - ملکوں کے انتظامات وواقعات - اُن کے باہمی تعلّقات واشتالہا - اور یہ معلومات آپ ٹوڈیٹ[1] ہونی چاہییے - پھر ضرور ہی کہ ہمہ وقت تمام دُنیا کے اخبار پر اُس کی نظر مُحیط ہو - تاریخ - ہندسہ - ریاضی - پولٹیکل اکانمی[2] - سیاستِ مُدُن - سب کو تجارۃ میں مدخلِ عظیم ہی - اور سب سے بڑھ کر طبیعۃ کی مناسبۃ کہ ہر کام ہر مشغلے ہر پیشے کے لیے شرط ضروری ہی - آدمی اتنا ہولے تو تجارۃ کا نام لے - ہمارے ملک میں جتنی تجارۃ ہی سب داخلِ قمار ہی - رَجْمًا بِالْغَيْب - اندھے کی لاٹھی - لگی تو تیر نہیں تکا ؞

رہ گئی زمیں داری - مجھ کو تحصیل داری اور بندوبست کی ڈپٹی کلکٹری کے ذریعے سے ان مصیبۃ مندوں کے تفصیلی حالات معلوم ہیں - رعایاے انگریزی میں سب سے زیادہ بدنصیب - سب سے زیادہ تباہ - سب سے زیادہ مظلوم گروہِ زمیں داراں ہی - ان کے ہم محاصل بلکہ ان سے اضعافًا مضاعفۃ زیادہ محاصل کے تاجر اور پیشہ ور ہیں کہ اُن کے حال سے کوئی متعرّض نہیں اور زمیں دار ہیں کہ ہر روز مال اور پولیس اور فوج داری کی کچہریوں میں کھنچے کھنچے پھرتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ جرمِ زمیں داری کے مرتکب ہیں - پیچ کیا آن کر پڑا ہی کہ سرکار اور زمیں دار میں مشارکتِ محاصلِ اراضی کی وجہ سے کش مکش ہی - پس زمیں دار کے مقابلے میں سرکار خود مدّعی اور خود جج ہی - پھر بندوبست کے میعادی ہونے نے زمیں داروں کو بالکل بے دل اور پست حوصلہ کر رکھا ہی - ضوابطِ تحصیل زر مال گزاری سخت اور جابرانہ ہیں - علیٰ رَغْمِ اَنف[3] زمیں داراں گروہِ کاشت کاراں بہت زور پکڑ گیا ہی - سرکار اپنا مطالبہ فِي اَغْلَبِ[4] الْاَحْوَال بَلْ فِي جُلِّ الْاَوْقَات بلا لحاظِ

---

[1] تاریخ امروزہ تک [2] وہ فن جس میں اصول کفایۃ شعاری سے بہ لحاظ انتظام ملک بحث کی جاتی ہی اور اس کو فن اقتصادِ سیاسی کہتے ہیں [3] برخلاف [4] اکثر احوال میں بلکہ کل اوقات میں ؞

کمی پیداوار و سقامتِ فصل و نامساعدۃِ موسم فی الوقت[1] وصول کر لیتی ہی اور جو روپیہ زمین دار کو کاشت کار سے ملتا ہی اُس کے لیے زمین دار مجبور کیا گیا ہی کہ کاشت کار پر نالش کرے۔ نالش کا انجام اکثر یہ ہوتا ہی کہ مہینوں کی دوا دوش کے بعد اگر زمین دار کو ظفر ہوئی (وَدُوْنَہٗ خَرْطُ الْقَتَادِ[2]) تو تمام مطالبہ مصارفِ ناجائز میں گاو خورد ◆

خلاصہ یہ کہ سیونگ[3] میں نے کیا ہی اور کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ روپیے کو معطل ڈال رکھنا میرا قاعدہ نہیں۔ اعوان و انصار میرے پاس نہ تھے نہ ہیں اور نہ ہونے کی امید۔ تجارۃ لا علیٰ بصیرۃ کو عقل جائز نہیں رکھتی اور علیٰ بصیرۃ کی مجھ کو قابلیۃ نہیں۔ زمین داری کی زحمۃ اور بے حرمتی مجھ سے برداشت ہو نہیں سکتی۔ ان سب مقدمات کو جمع کر کے تم ہی نتیجہ نکالو۔ فَتَعَیَّنَ الْبَرامیسری نوٹ[4] ◆

خط ۸۵

امن و آسایش و آزادی یعنی نتائج حسنِ انتظام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو انگریزی عمل داری ایک رحمۃ الٰہی معلوم ہوتی ہی اور اگر ہندوستان اسی نسبۃ سے سوشلی[5] اور پولٹیکلی[6] ترقی کرتا رہا تو آج سے سو برس کے اندر اندر اس کو جنۃ نشان کہنا حکایۃ نفس الامری ہوگا نہ مبالغۂ شاعرانہ غرض یہی عمل داری ہی (اور اگر گورنمنٹ اپنی سلامتی کا بیمہ بیچنا چاہے تو سب سے پہلا خریدار میں ہوں) تو دنیا کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہی مگر سخت افسوس کی بات ہی کہ گورنمنٹ کی نیوٹریلٹی[7] نے دنیا کو بنایا اور دین کو بگاڑا۔

---

[1] عین وقت پر ◆ [2] اور اس سے پہلے ایک خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنا ہی یعنی سخت تکلیف اور زحمت ہی ◆ [3] پس انداز ◆ [4] پس پرامیسری نوٹ کی شق متعین ہوئی ◆
[5] من حیث التمدن۔ معاشرۃ ◆ [6] من حیث السیاستہ یہ اعتبار انتظام ملک و سلطنت ◆
[7] سکوت۔ عدم مداخلت ◆ ۱۲

دنیا کو بسایا اور دین کو اُجاڑا۔ دین کے بننے بگڑنے کا معیار تعلیم یافتہ لوگوں کے معتقدات ہیں سوان دنوں کے تعلیم یافتہ عموماً اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ[1] وَقَلِیْلٌ مَّا ہُم بے دین ہیں۔ تعمیلِ احکامِ شریعة میں مُداہنت[2] کرنا بے دینی نہیں ہے۔ [3] ورنہ سزاوارِ خداوندیش ٭ کس نتواند کہ بجا آورد ٭ بلکہ بے دینی سے مُراد یہ ہو کہ مُطلق دین و مذہب کو لغو اور خیالِ احمقانہ جانتے ہیں۔ وَہٰذَا[4] ہُوَ الدَّہْرِیَّۃُ اَعَاذَنِیَ اللّٰہُ وَاِیَّاکَ مِنْہَا ٭

تم کسی ایک مذہب کو متعین کرو جو تمھارے نزدیک سخت بیہودہ ہو میں تمھارے لیے اُس مذہب کا مقلّد ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں مِنْ[5] اَنْ اَرَاکَ دَہْرِیًّا۔ کیوں کہ میری راے یہ ہو کہ دُنیا میں جتنے دین و مذہب ہیں سب انسان کی اصلاح کی غرض سے جاری ہوئے ہیں اور خصائصِ وقتی و ملکی کے لحاظ سے سب میں نیکی کے اُصول کی رعایت کی گئی ہو ٭

یہ بڑی خرابی کی بات ہو کہ دُنیا میں اَدیانِ مختلفہ کی بہت کثرة ہو گئی ہو اور ہر دین والے دوسرے تمام ادیان کی تکفیر کرتے ہیں۔ ان میں فیصلے کرنا عقلاً نہیں تو عادةً ضرور مُحال ہی۔ اسلم طریقہ تم جیسے نوجوان آدمی کے لیے یہ ہو کہ جس دین میں پیدا ہوا ہو آنکھ بند کر کے اُس کی پَیروی کرتا جائے جب تک اُس کو مدلّل راے قائم کرنے کا موقع ملے ٭

میں نے برسوں کے غور کے بعد اپنے نزدیک اسلام کو ایسا بدیہی سمجھا ہی جیسا دو اور دو چار۔ اور مدّة سے میرا ارادہ ہو کہ اپنے خیالاتِ مذہبی کو مقیّد[6] بالکتابة کروں مگر اس وقت تم سے مجھ کو اسی قدر کہنا منظور تھا کہ مذہب کی بابة بُری یا بھلی کوئی راے قائم کرنے میں ہرگز جلدی مت کرنا ٭

---

[1] بہ استثنا اُن کے جن کی نسبة مشیت ایزدی اَور طرح پر ہوئی اور وہ بہت کم ہیں ٭ [2] اور یہی بے دینی ہو جس سے خدا مجھ کو اور تم کو بچائے ٭ [5] اس سے کہ میں تمھیں بے دین دیکھوں ٭ [6] قلم بند ٭ ۱۲

خط ۸۶

اکونٹنٹ[۵۱] کے دفتر میں پنشن کا ایک صیغہ خاص ہے۔ وہاں یہ بات مستنبط کی گئی ہے کہ پنشن خواروں کی عمروں کا اوسط عامۃ اعمار کے اوسط سے ایک ثلث کے قریب گھٹا ہوا ہے۔ سوچنے سے معلوم ہوا کہ لوگ زمانۂ اشتغال میں لوازمِ خدمۃ کو شرطِ زندگی بنا لیتے ہیں۔ خدمۃ سے علیحدہ ہوئے پیچھے زندگی وبالِ دوش ہو جاتی ہے اور جلد مر جاتے ہیں۔ فَاعْتَبِرُوا[۵۲] یَا اُولِی الْاَبْصَار ×

خط ۸۷

مولوی . . . اپنی بی بی سے بہت مانوس تھے جیسا کہ سچ مچ کے سبھی مولوی ہوا کرتے ہیں۔ بی بی مریں تو مولوی صاحب دنیا سے ایسے دل برداشتہ ہوئے کہ کسی چیز کی نظر میں وقعت باقی نہ رہی یہاں تک کہ نوکری کی اور اپنے بچوں کی ×مولوی صاحب کو ایک بزرگ سے تھی ارادۃ۔ اُن کو اس کیفیت سے آگاہی دی۔ اُن بزرگ نے فرمایا کہ یہ سب خدعِ نفس ہے۔ اس کو تبتیل[۵۳] اور انابۃ[۵۴] الی اللہ مت سمجھو۔ مولوی صاحب نے اپنے وجدان[۵۵] کے مقابلے میں اس کو تسلیم نہ کیا۔ شیخ[۵۶] نے اُن کا اصرار دیکھ کر مراقبہ اور کچھ وظیفے بتا دیے۔ مولوی صاحب چندے کرتے رہے مگر کوئی جدید کیفیۃ پیدا نہ ہوئی آخر ملول ہو کر کنایۃً شکایۃ کی۔ (یہاں تک حکایۃ ہے جو بات مجھ کو کہنی تھی یہ ہے کہ) شیخ نے شکایۃ سُن کر فرمایا کہ جس دن سے تم نے ہوش سنبھالا طلبِ دنیا میں منہمک رہے۔ اس طلب میں تم کو اتنی ہی کامیابی ہوئی کہ ایک نوکری مل گئی جو نہ سلطنۃ ہے نہ وزارۃ نہ کامل حکومۃ نہ کافی امارۃ۔ طلب دین میں تم نے اپنی عمر کا کون سا حصہ صرف کیا شاید ہزاروں درجے کی

---

۵۱ محاسبوں کا افسر اعلیٰ × ۵۲ پس عبرۃ پکڑو اے آنکھ والو × ۵۳ ٹوٹ کر خدا سے لو لگانا ۵۴ خدا کی طرف رجوع کرنا۔ متوجہ ہونا × ۵۵ ذہنی معلومات × ۵۶ شیخ سے مراد وہی بزرگ ہیں جن کے ساتھ مولوی صاحب کو ارادۃ تھی ×

ایک کسرِ اعشاری اور ابھی سے مناصبِ غوث و ابدال کے اُمّیدوار ہو ع
این خیال است و محال است و جنوں ٭ حکیم سنائی کا کیا اچھا قطعہ ہی ۵

قرن ہا باید کہ تا یک کودکے از لطفِ طبع	عاقلے کامل شود یا فاضلے صاحب سخن
سال ہا باید کہ تا یک سنگِ اصلی ز آفتاب	لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
ماہ ہا باید کہ تا یک مُشت پشم از پشتِ میش	صوفیے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبۂ از آب و گل	شاہدے را حُلّہ گردد یا شہیدے را کفن
روز ہا باید کشیدن انتظارِ بے شمار	تا کہ در جوفِ صدف باراں شود دُرِّ عدن

خط ۸۸

انگریزی جاننا بھی فی الحقیقۃ ہم لوگوں کے حق میں ایک مُصیبۃ ہی۔ میں نے بڑے بھائی کا بنوایا ہوا مکان دیکھا اور انگریزی خیالات کے مطابق ناپسند کیا۔ مکان خوش قطع ہی مُحکم ہی اور تھوڑی سی جگہ میں گنجایش بھی خاصی ہی۔ ضرورۃ کی کُل چیزیں ہیں یہاں تک کہ دو چوبتہ خانے بھی ہیں مگر ونٹیلیشن[۱] کا نام نہیں۔ ہوا جو کوٹھریوں کے پاٹتے وقت بند کی گئی ہی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بدون پمپ[۲] کے کیوں کر بدلی جاسکتی ہی۔ اس مکان کی زمین اس قدر مرتفع تھی کہ اگر مکان روشن اور ہوادار ہوتا تو بالاخانے کی کچھ ضرورۃ نہ تھی مگر ہوادار نہ ہونے سے گرمی کی رات اور موسم برسات کے قابل نہیں۔ ناچار بالاخانہ بنوانا پڑا ٭

خط ۸۹

آج ایک تقریب سے تمھاری بچپن کی دو باتیں یاد آکر دل کو بڑی ہی خوشی ہوئی اور تاکہ تم کو بھی خوشی ہو یاد دلاتا ہوں ٭
کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میری عادۃ تھی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا[۳]

---

[۱] ہواداری [۲] نل [۳] ستایش اُس خدا کے لیے ہی جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا اور ستایش اُس خدا کے لیے ہی جو پروردگار کُل جہان کا ہی ٭ ۱۲

وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥

برنمی آید ز من احصائے منت ہائے تو   شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن تم نے پوچھا کہ ابّا کھانے کے بعد یہ کیا پڑھا کرتے ہو۔ میں نے کہا خدا نے روزی دی اُس کا شکر کرتا ہوں۔ تم نے کہا مجھ کو بھی سکھا دو۔ میں نے کہا تم عربی فارسی زبانیں نہیں سمجھتے اس وجہ سے میں نے تم کو جیسا دستور ہے پہلے قرآن شروع نہیں کرایا کہ تم اُس کو نہیں سمجھ سکتے اور بے سمجھے بڑبڑانا لغو اور لاحاصل ہے تم اپنی بولی میں ادائے شکر کر لیا کرو۔ تم کچھ ملول ہوئے تو میں نے تھوڑی دیر تامل کر کے یہ شعر موزوں کر دیا ٥

یہ رزقِ طیب بلا مشقت خدا کی قدرت کا دیکھو جلوا

گناہ گاروں کو منّ و سلوٰی کیا عنایت گدھوں کو حلوٰی

چوں کہ لَے اچھی تھی تم نے بہت پسند کیا اور چند بار دُہرانے سے یاد ہو گیا مگر بجائے گدھوں کو حلوٰی کے گدھوں کا حلوٰی تمھاری زبان پر چڑھ گیا۔ تم دونوں وقت کھانے کے بعد بالالتزام یہ شعر پڑھتے۔ اور ہم سب لوگ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے۔ مدتوں بعد تم کو غلطی پر تنبہ ہوا۔ ہنسی تو گئی گزری ہوئی۔ نری شکر گزاری رہ گئی ؛

اُور تی میں تمھارا زیادہ وقت خدمت گاروں اور چپراسیوں میں بسر ہوتا تھا۔ کیوں کہ یہ لوگ تم کو کھلاتے بہلاتے تھے۔ ایک دن میں نے تم سے کہا میاں بشیر تم نوکروں میں رہ کر اگر گالیاں بکنی یا قسم کھانی یا جھوٹ بولنا سیکھو گے تو بھی تمھارا مُنہ سڑ جائے گا اور میں تم کو اپنے ساتھ نہیں سُلاؤں گا۔ بچے معصوم تم کو میرے کہے کا یقین ہو گیا۔ ایک دن تمھاری زبان سے بے ساختہ کوئی بیہودہ بات نکلی اور فوراً تم کو میرا مقولہ یاد آیا تو تم بھاگے ہوئے اپنی والدہ کے پاس گئے کہ امّاں بی ذری میرا مُنہ سونگھنا۔ اُن کو میری نصیحت کا حال معلوم تھا

سمجھ گئیں اور بولیں سونگھ کر کیا کروں گی۔ گالیوں کی بساہند چلی آرہی ہی۔ یہ سُن کر تم بہت گھبرائے۔ آخرکار اُنھوں نے استغفار پڑھوا کر الایچی کے دانے چبوا دیے تب تم کو تسلّی ہوئی مگر بہت دنوں تک تم اس بدبو کے ڈر سے احتیاط کرتے رہے اور شکر ہی کہ تمھاری زبان گالی سے آشنا نہیں ہوئی ÷

خط ۹۰

میں مدراس میں اسمٰعیل سیٹھ کی کوٹھی کے بالاخانے پر ٹھیرا تھا۔ رفتہ رفتہ سیٹھ کے ساتھ تعارُف زیادہ ہوتا گیا۔ آخر اُنھوں نے دعوۃ کا پیام دیا۔ مجھ کو سدا سے دعوۃ کی چڑ ہی۔ ٹالنے کے پیرایے میں انکار کیا۔ جب چل چلاو قریب آیا تو سیٹھ نے اس قدر اصرار کیا کہ انکار کرتے نہ بن پڑا۔ دسترخوان پر سیٹھ اور اُن کے اعزّہ و اقارب اور ملازم حتّیٰ خدمتگار سب بلا امتیاز شریک ہوئے اور اُنھوں نے میرے خدمتگاروں کو بھی ساتھ بٹھانا چاہا۔ ان کو فی عمرہ[۱] ہم برابر بیٹھنے اور ساتھ کھانے کا اتفاق ہوا نہ تھا بہت بچکے بہت رُکے اور سیٹھ ہیں کہ ایک ایک کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر گھسیٹے لیے چلے آتے ہیں تو چار و ناچار مجھ کو کہنا پڑا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ پیٹ بھر کر کھائیں تو ان کو الگ کھانے دیجیے۔ ایسا ہی ہوا۔ مگر سیٹھ جی نے بڑا ہی تعجب کیا کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کھانے میں آقا اور نوکر کا تفرقہ کرتے ہیں ÷ اگرچہ میں اس رسم کو اپنے یہاں جاری نہیں کر سکا تاہم اس واقعے کو استحسان کے ساتھ اکثر یاد کیا کرتا ہوں ÷

خط ۹۱

تم کو معلوم ہی کہ ہمارے خاندان میں لُکنت متوارث ہی۔ ہر نسل میں ایک نہ ایک آدمی ضرور ہکلا ہوتا آیا ہی۔ پس یہ لُکنت جو تم میں ہی تمغاے شرافتِ خاندانی ہی۔

---

[۱] اپنی عمر میں ۱۲

تمھاری لکنت خلقی نہیں ہی - گورکھ پور میں تم کو اب سے دور[۵۱] مُغلی دُکھ ہوا - جب تک ڈاکٹر . . . صاحب پہنچیں پہنچیں عورتوں نے اضطرار میں پیاز کے عرق کی جگہ مُنہ میں پانی ٹپکا دیا - اُسی وقت سے عصبات[۵۲] لسان[۵۳] مُسترخی[۵۴] یا متشنج[۵۵] ہو گئے - بیماری سے اُٹھے تو ہکلاتے اُٹھے - بچوں کی سبھی حرکتیں دل کش ہوتی ہیں - مجھے ابھی تک یاد ہی کہ تمھارا اُن دنوں کا ہکلانا سب کو بھلا معلوم ہوتا تھا مگر میں اُس وقت بھی ٹوکتا تھا ٭

لکنت ایک نقصان جسمانی ہی (باڈیلی ڈیفکٹ) اور اگر گویائی اور لسانی ہنر ہی تو بلاشبہہ لکنت عیب - وعظ اور وکالت اور سررشتہ داری و امثالہا میں جس جگہ زبان سے کام لینا ہی تم عاجز ہو - کہتے ہیں کہ لکنت دلیل ذہانت ہی اور ایسا ہو تو عجیب نہیں کیوں کہ ذہین اکثر مستعجل ہوتے ہیں - چاہتے ہیں کہ جھٹ سے اپنا مطلب ادا کر لیں اور زبان[۵۶] فاتر اُن کے ارادے کی مُطاوع[۵۷] نہیں - پس ان کی مثال اُس شخص کی سی ہی جو ایک اڑیل ٹٹو پر سوار ہی کہ ڈانٹنے ٹھکرانے سے ٹٹو نکل جانے کا قصد کرتا ہی مگر عادۃ مانع ہوتی ہی اور دو مُخالف محرکوں میں کبھی پیچھے کو ہٹتا ہی اور کبھی الف ہوتا ہی - تمھاری لکنت خدا کے فضل سے ایسی شدید نہیں ہی کہ اُس پر عِیّ[۵۸] و حصر کا اطلاق ہو سکے پھر بھی جتنی ہی عداد[۵۹] عیب میں ہی - چوں کہ فتور داخلِ دہن میں ہی ذرا اس بات کا دریافت کرنا مشکل سا ہی کہ لکنت استرخاے اعصاب سے ہی یا تشنج سے کیوں کہ استرخا اور تشنج دو حالتیں ہیں متضاد اور دونوں کے علاج بھی لامحالہ متضاد ہوں گے - اگر لکنت ہو استرخا سے اور علاج ہو تشنج کا یا بالعکس تو لکنت کو اُلٹی ترقی ہو گی - یہ مسئلہ ہی متعلق تشریح سے اور اطباے یونانی کلہم اجمعون[۶۰] اس کوچے سے نابلد رہ گئے ڈاکٹر سو میں سے متعارفین میں کوئی اس مرض کا اکسپرٹ یعنی حاذق

---

[۵۱] ایک قسم کی مرگی [۵۲] پٹھے [۵۳] زبان [۵۴] ڈھیلے [۵۵] اکڑے ہوئے [۵۶] جس میں فتور یعنی ضعف ہی [۵۷] موافقت کرنے والی [۵۸] رک جانا - بند ہو جانا [۵۹] شمار [۶۰] سب کے سب ٭ ۱۲

نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈنٹسٹ[1] ڈاکٹروں کو اس میں زیادہ ملکہ ہوگا۔ میں نام بھولتا ہوں ایک فلسفی الکن مُنہ میں کنکر بھر کر گفت و گو کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اُس کی زبان لکنت سے صاف ہو گئی ❊

ہکلے کی نہیں بلکہ ایک توتلے آدمی کی حکایت ہمارے ادب عربی کی کتابوں میں ہے کہ کوئی وزیر الثغ یعنی توتلا تھا۔ حرف ر کے ادا کرنے سے قاصر۔ بادشاہ کو منظور ہوا کہ فی آغیرِ[2] النّاس اُس کو سبک کرے۔ ایک مجمع میں وزیر کو حکم تحریری حوالے کیا کہ لوگوں کو پڑھ کر سُنا دو۔ اُس میں مرقوم تھا۔ اَمَرَ الْاَمِیْرُ[3] اَنْ یَّحْفَرَ الْبِئْرُ فِی الطَّرِیْقِ لِیَرِدَ مِنْہُ الْوَارِدُ وَالصَّادِرُ۔ وزیر دیکھتے ہی سمجھا۔ اُس کو زبانِ عربی پر اس طرح کی قدرۃ تھی کہ اُس نے بے فکر و[4] رویّۃ بہ تبدیلِ الفاظ فوراً پڑھ دیا حَکَمَ الْحَاکِمُ اَنْ یُّقْلَبَ الْقَلِیْبُ فِی السَّبِیْلِ لِیَسْتَقِیَ مِنْہُ النَّازِلُ وَالْقَافِلُ۔ اَوْ مَا شَابَہَ[5] ذٰلِکَ ❊

اسی طرح ہکلاپن بھی اکثر خاص خاص حروف میں ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اُن حروف سے احتراز کیا جائے مگر اس کے لیے ضرور ہے کہ آدمی مُرادفاتِ الفاظ سے بہ خوبی آگاہ ہو۔ جو لوگ تمھاری طرح کم ہکلاتے ہیں غُصّے کی حالت میں زیادہ ہکلانے لگتے ہیں اور اُس کی وجہ ظاہر ہے کہ عنانِ[6] تمالک ڈھیلی پڑ جاتی ہے پس اس ہکلاپن کا علاج ہے کظمِ غیظ[7] وَاِنْ[8] کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ ہَدَی اللّٰہُ ❊

خط ۹۲

تاکہ انگریزی کی سرتاسر مُفید تعلیم کے مقابلے میں عربی فارسی کی پُرانی گلی سڑی بُسی تعلیم کا بے کار محض ہونا میری طرح تمھارے ذہن میں بہ خوبی

---

۱ دانت بنانے والے ۲ لوگوں کے سامنے ۳ حاکم کا حکم ہے کہ رستے میں کنواں کھدوا جائے تاکہ اُس سے آنے جانے والے سیراب ہوں ۴ غور ۵ یا جو اس سے مشابہ ہو یعنی ازیں قبیل ۶ ضبط کی باگ ۷ غصّے کا ضبط ۸ اگرچہ سوا اُن کے جن کی خدا نے ہدایت کی ہے اوروں پر دشوار ہو ۱۴۰۹

بیٹھ جائے کالج کے کتاب خانے کو جاکر دیکھو۔ عربی فارسی کی الماریوں میں پاؤگے کتابیں متقدمین کی۔ کتاب زمانۂ تصنیف و تالیف کے اعتبار سے جس قدر پرانی اسی قدر ہم لوگوں میں معتبر اور مستند۔ برخلاف انگریزی کے کہ سو برس کی کتاب مثلِ تقویمِ پارینہ سلسلۂ درس سے خارج۔ شتان بینہما[۵۱]
اسی سے ظاہر ہے کہ کسی علم میں ہم نے ترقی نہیں کی۔ کی ہوتی تو عظامِ رمیم[۵۲] کو کیوں پڑے پچوڑتے۔ فقط ❖

خط ۹۳

انگریزی خوانوں میں بڑا۔ بہت بڑا۔ بہت ہی بڑا نقصان یہ دیکھنے میں آیا کہ ان لوگوں میں مطالعے کا دستور نہیں اور چوں کہ طبیعت پر غور اور خوض کا بوجھ نہیں ڈالتے میں نے جہاں تک دیکھا استنباطِ مطلب میں اکثر خطا کرتے ہیں۔ آج کل کے بی اے۔ ایم اے بات صاف تو یہ ہے کہ ہم لوگوں کی نظروں میں مطلق نہیں جچتے۔ محاملِ[۵۳] الفاظ اور تعلقاتِ[۵۴] سابق و لاحق اور عبارت کے اطراف و جوانب اور مضمون کے مالہ و ما علیہ پر کبھی ان کی نظر کو احاطہ کرتے نہ دیکھا پس ان کی مثال اس غوطہ زن کی سی ہے جس میں قعرِ دریا تک پہنچنے کا دم نہیں۔ ڈبکیاں لگاتا اور درِ مطلب کو نہیں پاتا ❖
مطالعے کی برکت تم کو اس سے ظاہر ہو جائے گی کہ مجھ کو پدر صاحب[۵۵] نے

---

۵۱ دیکھو تو دونوں میں کتنا فرق ہے ۵۲ بوسیدہ ہڈیاں ۵۳ لفظوں کے استعمال کے مواقع ❖
۵۴ اگلی پچھلی عبارت کے ساتھ جو لگاؤ ہے ❖
۵۵ مولوی بشیر الدین احمد کو یوں کہتے سنا اور وہ کہتے تھے تو انھوں نے اپنے والد سے سنا ہوگا کیونکہ یہ واقعہ مولوی بشیر الدین کی ولادت سے پہلے کا ہے کہ سر جارج ایڈمنسٹن لفٹننٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی نے پینل کوڈ کے ترجمے کو امرِ مہتم بالشان سمجھ کر اپنے اہتمام خاص میں رکھا اور چونکہ صاحب ممدوح کو مدتوں طہران میں بتقریب سفارت رہنے کا اتفاق ہوا تھا ان کو زبان فارسی میں ایسی اچھی استعداد تھی کہ فارسی میں بے تکان بلاتکلف اضافتہ

تعزیراتِ ہند کے ترجمے میں شریک کیا تو میری انگریزی کی استعداد اس قدر
ناقص تھی کہ میں پینل کوڈ کی ایک سطر بھی بے مددِ ڈکشنری نہیں سمجھ سکتا تھا

ص۴ گفتگو کرتے تھے اور غالباً یہی وجہ واقع ہوئی کہ اُنھوں نے اس ترجمے کو اپنی ذاتِ خاص سے متعلق رکھا کیونکہ اُس وقت کوئی یورپین اُن سے بہتر فارسی داں نہ تھا۔ سر جارج اڈمنسٹن نے ہنری سٹوارٹ ریڈ صاحب ڈائرکٹر تعلیم کو اس کارستر گ میں اپنے ساتھ لیا اور ریڈ صاحب نے منشی محمد عظمۃ اللہ صاحب کو جو اُن دنوں بریلی کالج میں انگریزی کے مدرس تھے۔ تو قاعدہ یہ تھا کہ منشی عظمۃ اللہ صاحب ترجمہ کرتے اور ریڈ صاحب کے میر منشی مولوی کریم بخش صاحب اُس کو بنظرِ اصلاح دیکھتے کیونکہ انگریزی منشی عظمۃ اللہ کی اچھی تھی اور عربی فارسی مولوی کریم بخش صاحب کی۔ اس کے بعد خود ریڈ صاحب ترجمے کو بہت احتیاط کے ساتھ سُنتے اور اُس میں تصرفات کرتے۔ آخر میں ترجمہ لارڈ صاحب کو سنایا جاتا اور یوں منشی محمد عظمۃ اللہ صاحب مولوی محمد کریم بخش صاحب ہنری سٹوارٹ ریڈ صاحب مسٹر جارج ریڈمنسٹن صاحب چار شخصوں کی رائے سے ترجمہ قرار پاتا۔ دورہ کرتے کرتے سر جارج اڈمنسٹن الہ آباد آئے جہاں مولوی نذیر احمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر تھے سر جارج ریڈمنسٹن تو منشی عظمۃ اللہ اور مولوی کریم بخش کو لے کر بنارس چلے گئے ریڈ صاحب کسی ضرورت سے الہ آباد ٹھہرے رہے مگر ترجمے کے چند اجزا ریڈ صاحب کے ساتھ تھے۔ ریڈ صاحب نے مولوی نذیر احمد صاحب سے کہا کہ یہ ترجمہ تھوڑا تھوڑا ہر روز مجھکو سنا جایا کرو۔ البتہ سنانے میں مولوی نذیر احمد صاحب بھی کچھ دخل دیتے ہوں گے یوں پہلے پہل ریڈ صاحب کو مولوی نذیر احمد صاحب کی انگریزی دانی معلوم ہوئی۔ مولوی بشیر الدین احمد کہتے تھے کہ والد صاحب ہر روز دس بجے سے پہلے جاتے اور چار بجے کے بعد واپس آتے اور تمام وقت کچہری میں بمشکل چھ سات دفعات کا تصفیہ ہوتا۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے چار پانچ دن میں ترجمے کا انداز معلوم کر کے چند ورق آگے سے اپنا ترجمہ کرنا شروع کیا اور جب ریڈ صاحب وہاں تک پہنچے تو منشی عظمۃ اللہ کا ترجمہ الگ رکھ کر اپنا ترجمہ سنایا پہلے ہی دن ۲۷ دفعہ کا تصفیہ ہوا برخاست کرتے وقت ریڈ صاحب ورق اُلٹ کر ضرور دیکھا کرتے تھے کہ آج کس قدر ہوا اُس روز ایک دم سے ۲۷ دفعہ دیکھ ان کو بہت حیرت ہوئی آخر مولوی نذیر احمد نے عرض کیا کہ یہ ترجمہ میرا کیا ہوا ہے ریڈ صاحب نے اسی وقت لارڈ صاحب کے نام کی چٹھی دے کر مولوی نذیر احمد صاحب کو بھی بنارس روانہ کیا اور آپ بھی دوسرے تیسرے دن کیمپ میں جا ملے پھر تو مولوی نذیر احمد صاحب

ترجمے میں ایسے پیش پیش ہوئے کہ انھوں ہی نے لکھنؤ میں رہ کر پہلا اڈیشن بحکم گورنمنٹ منشی نول کشور کے یہاں چھپوایا سنہ ۱۲

اور ڈکشنری بھی وبسٹر کی نہیں بلکہ رومن سکول ڈکشنری۔ مگر بات کیا تھی کہ طالب العلمی کے مطالعے نے فکر کو ایسا غائر بنا دیا تھا کہ الفاظ کی جامعیّتہ و مانعیّتہ پر نظر خوب دوڑتی تھی۔ ریڈ صاحب اپنے پندار میں اس کو استعدادِ انگریزی کی عمدگی پر محمول کرتے تھے حال آں کہ جو کچھ تھا مطالعۂ عربی کا طفیل تھا ✤

خط ۹۴

. . . ڈپٹی کلکٹر کی استعدادِ انگریزی کچھ ایسی اچھّی نہ تھی مگر انگریزی فیصلے خوب لکھتے تھے۔ بعض لوگ شبہہ کرتے تھے کہ کسی سے لکھوا لاتے ہیں۔ میں نے اس کی ٹوہ لگائی تو معلوم ہوا کہ نظائرِ[1] ہائی کورٹ کے چند (غالباً سو سوا سو) فیصلے ہیں کہ اوقاتِ فرصتہ میں اُن کو بالالتزام نقل کیا کرتے ہیں۔ نقل کرتے کرتے کورٹ[عہ] لینگویج دھیان پر چڑھ گئی ہے اور کثرۃِ کتابتہ سے سوادِ خط میں بھی پختگی کے نشان پیدا ہو گئے ہیں ✤

خط ۹۵

ایک دوست نے مجھ کو انگریزی میں ترقّی کرنے کی یہ تدبیر بتائی تھی کہ اخبار سے چھوٹے چھوٹے مضامین مثلاً آٹھ آٹھ دس دس سطر کے پڑھ لیے اور پھر اُنھی مضامین کو آپ انگریزی میں لکھ کر اخبار سے مقابلہ کیا اور جہاں اختلاف ہوا اُس کو غور سے دیکھ بھال لیا اور بہ تدریج مشق کو بڑھاتے گئے۔ مجھ کو اس تدبیر کے تجربہ کرنے کی تو فرصتہ نہیں ملی مگر عقل چاہتی ہے کہ بے شک مفید ہو گی۔ تم سے ہو سکے تو کر کے دیکھو ✤

خط ۹۶

جو لوگ گفت و شنود سے نہیں بلکہ کتاب بینی کے ذریعے سے انگریزی

---

[1] ہائی کورٹ کے فیصلے نظائر کہلاتے ہیں اس لئے کہ دوسرے حکام ماتحت ان کو نظیر یعنے مثال اور مقیس علیہ گردانتے ہیں [عہ] زبانِ عدالتہ ✤

ہیں استعداد حاصل کرنا چاہتے ہیں (یاد رکھو کہ اخبار کا پڑھنا بھی داخلِ کتاب بینی ہی) اکثر اُن سے ایک بڑی غلطی ہوتی ہی وہ یہ کہ طرزِ عبارۃ سے قطع نظر کرکے محض مضامین ہو جاتے ہیں اور اُن کی محنۃ کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ مثلاً کئی گھنٹوں میں اُنھوں نے ایک اخبار پورا کیا۔ فارغ ہوئے تو اُن کو نہ واقعات مستحفظ[1] ہیں اور نہ پیرایۂ عبارۃ کسی ایک مضمون کا بھی یاد نہیں۔ ان کی مثال ڈفالیوں کی سی ہی کہ ساری عمر گاتے بجاتے رہے اور تال اور سُر نہ جانا +

خط ۹۷

میں جب کسی میاں بی بی کو آپس میں لڑتے سُنتا ہوں گو وہ میرے ہی بیٹی داماد کیوں نہ ہوں تو بدوں اس کے کہ دونوں کا دُکھڑا سُنوں میں عورۃ ہی کو ملزم ٹھیراتا ہوں کیوں کہ ہماری سوسائٹی میں مرد کے مقابلے میں عورۃ اس قدر مجبور ہی کہ گویا اُس کی کچھ ہستی ہی نہیں پس جب بد نصیب عورۃ کو شوہر کی طرف سے کوئی امر خلافِ مزاج پیش آئے چار و ناچار اُس کو صبر کرنا چاہیے ورنہ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ[2] — (عبارۃ کو بہ تبدیلِ صیغ و ضمیر عورۃ سے متعلق کرلو) +

خط ۹۸

حضرۃ موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا تھا کہ خضر سے جا کر سیکھو۔ وہ قصہ قرآنِ مجید کے پندرھویں پارے کے اخیر اور سولھویں کے شروع میں ہی۔ فَوَجَدَا[3] (مُوسیٰ وَفَتَاهُ) عَبْدًا (خضرًا) مِنْ عِبَادِنَا

[1] یاد [2] آسمان تک ایک رسّی تانے اور پھر اُس کو کاٹ دے (یعنی لٹک کر مر رہے) اور دیکھے کہ آیا اس سے اس کی ضد پوری ہوئی [3] پس دونوں (موسی اور اُس کا خادم) ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) سے [4] ملے جس پر ہم نے اپنی طرف سے فضل کیا تھا اور جس کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا۔ اُس سے (موسی نے) کہا کہ آیا میں تیرے پیچھے چلوں اس (شرط) پر کہ خدا نے جو کچھ عقل تجھے بتائی ہی تو کچھ مجھے بتا دے کہا تو میرے ساتھ ضبط نہ کر سکے گا اور

آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا قَالَ لَهُ مُوسٰى هَلْ أَتَّبِعُكَ
عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ
تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ
أَمْرًا قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا
حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا
إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ
وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ
نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ
مَعِيَ صَبْرًا ✚ الغرض خضر نے موسیٰ سے شرط کر لی تھی کہ تم میری کسی بات میں
دخل نہ دینا۔ موسیٰ سے صبر نہ ہو سکا اور لگے بات بات پر اُلجھنے۔ پہلی دفعہ
خضر نے ان کو متنبہ کیا بہ این عبارۃ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔
پھر دوبارہ اُس عبارۃ میں لَكَ زیادہ کر کے گویا شکنجۂ ملامۃ کا ایک پیچ اَور کس دیا۔

---

۲ کیوں کر ضبط کرے اُس چیز پر جو تیری رسائی معلومات سے باہر ہو۔ کہا اگر خدا چاہے تو تو مجھ کو
ضبط کرتا پائے گا اور تیرا کوئی حکم نہ ٹالوں گا۔ کہا پھر اگر میرے پیچھے آتا ہی تو کوئی چیز مجھ سے
مت پوچھ یہاں تک کہ (خود) تیرے آگے اُس کا ذکر چھیڑوں پھر دونوں چلے یہاں تک کہ
جب ناؤ میں چڑھے تو (خضر نے) اُس میں شگاف کر دیا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا شگاف کرنے
سے تیرا یہ مطلب ہی کہ کشتی کے لوگوں کو ڈبا دے۔ یہ تو تو نے عجیب بات کی۔ کہا کیا میں نے
نہیں کہا کہ تو میرے ساتھ ضبط نہ کر سکے گا کہا میری بھول چوک پر تو گرفت مت کر اور
میرے کام میں مجھ پر دشواری مت ڈال پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے سے
ملے سو (خضر نے) اُس کو مار ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا تو نے ایک نفیس جان لی بغیر اس کے
کہ کسی جان کا بدلہ ہو۔ یہ تو تو نے بہت ہی بُرا کیا۔ کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ
تو میرے ساتھ ضبط نہ کر سکے گا ✚

اس پر ایک ظریف بے ساختہ بول اُٹھے کہ موسیٰ تو چُلبلے تھے ہی خضر بھی کچھ کم غصیلے نہ تھے کہ دوسری ہی خطا میں لام کاف[1] پر اُتر پڑے ٭

خط ۹۹

سیّد احمد خاں صاحب کی شان ایسی ارفع و اعلیٰ ہے کہ مادشما کو اُن کی نسبت کسی رائے کا ظاہر کرنا داخلِ شوخ چشمی ہے۔ جس طرح کا برتاؤ میں نے سیّد احمد خاں صاحب کے ساتھ رکھا ہے تم کو اُس سے میری رائے کا مستنبط کر لینا کچھ مشکل نہ تھا۔ میں نے مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں بورڈنگ ہوس بنوایا۔ دو کوٹھے ہیں دونوں میں چندہ دیا۔ اپنے سارے خاندان کے نام کی جالیاں احاطۂ مدرسہ میں نصب کرائیں یعنی مدرسۃ العلوم کو مسلمانوں کے لیے مفید اور اُس کی تائید کو داخلِ مثوبات سمجھا۔ اس وقت تک سیّد احمد خاں صاحب کے اخبار یا لکچر یا مواعظ یا تحریرات کا ایک پرچہ کبھی مول نہیں لیا یعنی مجھ کو اُن کے معتقدات سراپا[2] تسلیم نہیں۔ سیّد احمد خاں صاحب کی تفسیر ایک دوست کے پاس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میرے نزدیک وہ تفسیر دیوانِ حافظ کی اُن شروح سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی جن کے مصنّفین نے جوتڑوں سے کان گانٹھ کر سارے دیوان کو کتابِ تصوّف بنانا چاہا۔ جو معانی سیّد احمد خاں صاحب نے منطوقِ آیات قرآنی سے اپنے پندار میں استنباط کیے (اور میرے نزدیک زبردستی مڑھے اور چپکائے) قرآن کے مُنَزَّل مِنَ اللہ[3] ہونے سے انکار کرنا سہل ہے۔ اور ان معانی کو ماننا مشکل۔ مجھ کو کیا کہنا پڑا۔ ہاں ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ وہ معنی ہیں جن کی طرف نہ خدا کا ذہن منتقل ہوا نہ جبریل حاملِ وحی کا نہ رسولِ خدا کا نہ قرآن کے کاتب و مدوّن کا نہ اصحاب کا نہ تابعین کا

---

[1] لام کاف اردو میں تو تڑاق گالی گلوچ ٭ [2] سراپا۔ پورے طور پر ٭ [3] خدا کے ہاں سے اُترا ہوا ٭ ۱۲

نہ تبع تابعین کا نہ جمہورِ مسلمین کا - مگر میں نے تم کو بار بار منع نہیں کیا کہ مذہب کے گورکھ دھندے کو سلجھانے کا ابھی تمھارا وقت نہیں۔ محکماتؔ کیا کم ہیں کہ آدمی متشابہات کی تاویل میں لاحاصل بھٹکتا پھرے *

خط ۱۰۰

دنیا عبارۃ ہی روپئے سے - میں نہیں سمجھتا کہ افلاس کے ساتھ دنیا میں کوئی چیز بھی انسان کو راحۃ پونہچا سکتی ہی - بے وقعتی مفلسی کا نتیجہ عاجل ہی - دولۃ کا کمانا مشکل ہی خصوصاً اس زمانے میں خصوصاً مسلمانوں کو اور اُس کا حفظ کمانے سے بھی زیادہ مشکل - حاجۃ کے پیش آنے سے جو تکلیف محسوس ہوتی ہی اوس سے بچنے کی دو ہی تدبیریں ہیں اول نفس کشی جسکا مرادف شاید انگریزی میں سِلف ڈِنائل ہی - دوسری مایحتاج الیہ کا بہم پونہچانا - پہلی تدبیر اختیاری ہی انسان غور کرنے سے بہ تدریج اپنے خیالات پر غالب آسکتا ہی یہاں تک کہ جس طرح جسم کے سن پڑجانے سے قوۃِ لامسہ کا احساس باطل ہوجاتا ہی اسی طرح مجاہدے سے نفس کو احساسِ حاجۃ باقی نہیں رہتا - اور محتاج الیہ کا مہیا ہوجانا ظاہر ہی کہ ہمیشہ اختیاری نہیں ہوسکتا - دنیا میں سلف ڈنائل کے بدون زندگی نہیں ہوسکتی - تھوڑا بہت سلف ڈنائل سبھی کو کرنا پڑتا ہی فرق صرف اس قدر ہی کہ بعض کو خواہش کے مطابق سامان میسر آسکتا ہی مگر نفس پر قادر ہیں اور بہ طوعِ خاطر سلف ڈنائل کرتے ہیں وہ محمود ہی - اور بعض بہ مجبوری - ع عصمتِ بی بی است از بے چادری *

ہم لوگوں میں تربیتِ اولاد کا ایسا بُرا دستور ہی کہ ہم خود اپنے بچوں کو

ؔ محکمات وہ باتیں جن میں کسی طرح کے شک وشبہہ کا دخل نہیں اور متشابہات وہ جو تاویل طلب ہیں جیسے بل یداہ مبسوطتان خدا کے تو دونوں ہاتھ فراخ ہیں یعنی اُس کی داد و دہش ایسی وافر ہی کہ دونوں ہاتھوں سے لٹا رہا ہی یا اینما تولوا فثم وجہ اللہ جدھر کو مونہ کرو اُودھر کو اللہ کا بھی رخ ہی حال آن کہ خدا ہاتھ اور مونہ سے منزہ ہی ایسے مواقع میں ہم کو حکم ہی ظاہر عبارۃ پر ایمان لاؤ اور تاویل سے سکوت کرو تاکہ جلد سے مرتب ہونے والا ۱۲

سودے سُلف کی چاٹ لگا کر چٹور پن سکھاتے ہیں لاجرم ہمارے لڑکے بڑے ہو کر اکثر مُسرف[1] ہوتے ہیں۔ ہمارے شہر کے مسلمانوں میں پنجابی جن کا پیشہ تجارۃ ہی اچھا مقدور رکھتے ہیں اور خوش حال ہیں۔ میں ایک مُدّۃ تک غور کرتا رہا کہ یہ لوگ مال دار بھی ہیں اور خدا نے اس قوم کو روپئے پیسے کے علاوہ حُسن کی دولۃ بھی دی ہی اور ان لوگوں میں پڑھنے لکھنے کا رواج بھی بہت کم ہی کیا سبب ہی کہ ان کے نوجوان لڑکے ہم ہندوستانیوں کے لڑکوں کی طرح آوارہ نہیں ہوتے۔ آخر یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے لڑکے شروع سے بڑوں کو دیکھتے ہیں کہ دولۃ کے بڑھانے کے پیچھے پڑے ہیں اس سے دولۃ کی قدر بچپن سے ذہن نشین ہو جاتی ہی۔ پھر ان کا پیشہ کچھ اس طرح کے ابتلا کا پیشہ ہی کہ مال کی نکاسی اور اُگاہی اور تقاضے اور فرمایش اور حساب و کتاب کے فکر سے کسی وقت نجاۃ نہیں۔ یہ اشتغال اور انہماک ان کے لڑکوں کو نہیں بگڑنے دیتا۔

خط ۱۰۱

لوگ ایسا خیال کرتے تھے کہ انگریزی تعلیم رفتہ رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک کر دے گی لیکن علی رُغم التّوقُّع[2] چند سال سے دیکھتے ہیں کہ دونوں قوموں میں اُلٹی ایک طرح کی مخاصمۃ سی پیدا ہوتی جاتی ہی۔ اگر یہ مخاصمۃ صرف طرفین کے عوام میں ہو تو کچھ پروا کی بات نہیں مگر افسوس ہی کہ تعلیم یافتہ اور انلائٹنڈ[3] لوگوں کے دلوں میں تکدّر آ گیا ہی۔ یہ باہمی نفاق اگر جڑ پکڑ گیا ممکن نہیں کہ ملک کو پنپنے دے۔ اس فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کیا ہی تاریخوں نے جو سرکاری مدارس کے کورس[4] میں داخل ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بعض مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کے ساتھ ظالمانہ مُدارات کی لیکن کس قوم کی شخصی سلطنۃ ہیں (اور سلطنۃ بھی بہ زورِ شمشیر حاصل کی ہوئی)

[1] فضول خرچ [2] بہ خلافِ امید [3] روشن خیال [4] نصاب۔

ایسی مثالیں نہیں ہیں اور اگر بعض مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا ہی تو بعض نے (اور یہ بعض اُن بعض ظالموں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں) ہندوؤں کے ساتھ سلوک بھی ایسے ایسے کیے ہیں کہ کسی گورنمنٹ نے غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ نہ کیے ہوں گے۔ مسلمانوں کی سلطنۃ میں ظلم متوارث ہوتا تو آج ہندو دوا کو بھی ڈھونڈے نہ ملتے۔ (مجھ سے اور سررشتۂ تعلیم کے کسی افسر سے اگر کبھی ملاقاۃ کا اتفاق ہوا تو میں ضرور اُس سے کہ کر رہوں گا کہ ایسی تاریخیں بناؤ یا بہ فرمایش بنواؤ اور مدارس میں پھیلاؤ کہ یہ دونوں قومیں پچھلی ناتفاقیوں کو بھلا کر آیندہ صلح کاری سے زندگی بسر کریں مگر میری کون سُنے گا اور کیوں سُنے گا۔ خدا کرے گورنمنٹ کو خود ہی سوجھ پڑے ✤

خط ۱۰۲

یہ خیال کرنا بڑی بے انصافی اور ہٹ دھرمی کی بات ہی کہ دوسری قوموں کے رسم و رواج عموماً لغو و بیہودہ ہیں اور اس سے بڑھ کر بے انصافی اور ہٹ دھرمی کی بات یہ ہی کہ کسی دوسری قوم کے آدمی سے نفرۃ کی جاے یا اُس کو نظرِ حقارۃ سے دیکھا جاے صرف اس وجہ سے کہ وہ دوسری قوم کا ہی ہم کو ہندوؤں کے ساتھ بڑا قومی تعلق ہی جس کی لوگ کیسی عُمدہ تشبیہ دیتے ہیں کہ ہمارا ان کا چولی دامن کا ساتھ ہی۔ ہمارا ان کا ایک جگہ کا رہنا سہنا ملنا جُلنا۔ لین دین پشت ہا پشت اور سیکڑوں برس کا ہی۔ ہم آپس میں لڑیں یا جھگڑیں روٹھیں یا بگڑیں مگر کہلائیں گے دونوں ہندوستانی۔ انڈین[1] نیٹو کالا لوگ۔ ہم دونوں کے اغراض ایسے مشتبک[2] اور وابستہ یک دگر ہیں کہ ہم کسی طرح ایک دوسرے سے چھوٹ نہیں سکتے پس ہم دونوں کا مفاد اسی میں ہی کہ جہاں تک ہوسکے ایک دوسرے کی طرف سے دل صاف رکھیں ✤

---

[1] ہندوستانی [2] دست و بغل ✤

ہاں تو میں ہندوؤں کے چند رواج بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے گائے بیل کی بزرگ داشت[1] سے چلو۔ اُن منفعتوں پر نظر کرو جو بنی نوعِ انسان کو اس جانور سے پہونچتی ہیں تو دُنیا کا کوئی جانور اتنا یہ کارآمد نہیں سب پر مقدم کاشت کاری کہ اُس میں جتنے کام مشقت کے ہیں تنہا[2] اسی جانور سے لیے جاتے ہیں۔ سواری۔ بار برداری۔ دودھ۔ گھی۔ یہاں تک کہ مرے پیچھے بھی ہڈی چمڑا سینگ کوئی چیز بے مصرف نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس شخص نے ہندوستان میں اس جانور کی بزرگ داشت کا قاعدہ جاری کیا بڑا ہی دانش مند اور عاقبت اندیش ہو گزرا ہی۔ اُس نے ملکی ضرورت پر نظر کی اور یہ بھی سمجھا کہ تاوقتیکہ داخلِ احکامِ مذہبی نہ کی جائے پوری پوری بزرگ داشت ممکن نہیں ❖

اسی طرح گنگا جمنا کی تعظیم بھی بے اصل نہیں۔ میں اپنے نفس پر قیاس کرتا ہوں کہ مجھ کو بجنور کے تعلق سے گنگا کے ساتھ ایک اُنس خاص ہی۔ جب کبھی عبور کا اتفاق ہوتا ہی پیاس نہ بھی ہو تو بے اختیار اُس صاف اور شفاف اور سرد پانی کو جی چاہنے لگتا ہی۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ نماز کا وقت نہیں ہی اور میں ٹھیرا رہا ہوں کہ دریا کے پانی (گنگا جل) سے (اشنان نہیں) وضو کر کے دو رکعت پڑھ لوں تو چلوں۔ ہندوستان کی کروڑوں بیگھہ زمین گنگا اور جمنا سے سیراب ہوتی ہی۔ معلوم ہی کہ پانی محاسنِ قدرۃ میں سے ہی اور لوگ مصنوعی تالابوں اور نہروں سے جی خوش کر لیتے ہیں تو کیا گنگا جمنا ان سے بھی گئی گزری ہوئیں۔ ملک کی گرمی اور آب و ہوا کے لحاظ سے ہندوؤں میں ہر روز کے غسل (اشنان) کا قاعدہ بھی پسند کرنے کے قابل ہی ❖

یوروپ میں ڈاکٹروں کا اگر اجماع نہیں تو غلبۂ رائے اس طرف ضرور ہی کہ انسان کو خدا نے گوشت کھانے کے لیے نہیں بنایا کیوں کہ اس کام کے لیے

---

[1] خدمتگذاری۔ [2] کُل سب کے سب ❖

نہ تو اس کے دانت مناسب ہیں اور گوشت خوار جانوروں کے معدے میں ایک قسم کے تیزاب کی تولید ہوتی رہتی ہے جو گوشت کو خوب ہضم کرتا ہے۔ انسان کے معدے میں اس تیزاب کے پیدا کرنے کی بھی صلاحیت نہیں۔ یہ ہی ماخذ وجیٹیرین[1] لوگوں کا جو ہمارے ملک کے ہندوؤں کی طرح گوشت نہیں کھاتے اور یوروپ میں یوماً فیوماً زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ ایک بار اخبار میں نظر سے گزرا کہ امریکہ کے ڈاکٹروں نے بہ دلائل ثابت کیا ہے کہ آدمی کا جھوٹا آدمی کو طبّاً مضر ہے۔

غرض کسی قوم کسی ملک کا کوئی مبتذل سے مبتذل رواج بھی مصلحت سے خالی نہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ لوگ اس میں کچھ مبالغہ کرنے لگے ہوں یا لوگوں کی حالت بدل جانے سے اس میں ترمیم کی ضرورت ہو۔ ان وقتوں کے انگریزی خوانوں کا عام رجحانِ طبع کہ اپنے ملک کی ہر چیز کو حقارت سے دیکھتے ہیں انھی کے بے جا تعصّب اور نادانی کی دلیل ہے۔

مدّت کی بات ہے۔ گورکھپور میں کچھ دنوں شہر کی صفائی کا چارج میرے پاس رہا۔ ولایت سے صفائی کے متعلق ایک کتاب نئی آئی تھی۔ صاحب کلکٹر نے مجھ کو دی کہ دیکھو اس میں سے شاید کوئی بات اخذ کرنے کی ہو۔ میں نے اس کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ ایک کمیشن[2] بیٹھی تھی اس بات کی دریافت کے لئے کہ سلبِ عفونت کی آسان تدبیر کیا ہے۔ اہلِ کمیشن نے فرانس۔ قسطنطنیہ۔ عرب۔ مصر۔ ہندوستان۔ غرض تمام اطراف واکناف میں برسوں تحقیقات کی۔ آخر کار ثابت ہوا کہ مٹی بالخاصہ دافعِ عفونت ہے۔ وہ کتاب جو صاحب نے مجھ کو دی تھی اس کمیشن کی رپورٹ تھی۔ اس کے پڑھنے سے مجھ کو دو خیال پیدا ہوئے۔ اوّل تو انگریزوں کی تلاش کہ ایک سڑی سی بات کے لیے اس قدر زحمت۔ دوسرے جو بات اس قدر تحقیقات کے بعد دریافت ہوئی اب سے تیرہ سو

---

[1] نباتات خوار [2] انجمن

برس پہلے ہمارے پیغمبر صاحب کو عَلَیْہِ[1] مِنَ الصَّلٰوۃِ اَکْمَلُہَا وَاَتَمُّہَا معلوم تھی اور اُنھوں نے مٹی کو طاہِر[2] طہور فرمایا تھا ✤

خط ۱۰۳

متبنّٰی کی فِي شَرعِنا[3] کچھ اصل نہیں وَمَا جَعَلَ[4] اللّٰہُ اَدْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاہِکُمْ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَہُوَ یَہْدِی السَّبِیْلَ اُدْعُوْہُمْ لِاٰبَآئِہِمْ ہُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَآءَہُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ ✤

ایک آدمی جو متبنّٰی لیتا ہی اور ایک مُرغی جو اپنے انڈے سینے کو نہیں پاتی اور کنکر پتھر لے کر بیٹھتی ہی دونوں ایک ہی طرح کا ضعفِ طبیعۃ ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی ضرورۃ اکثر دولۃ مندوں کو پیش آتی ہی جو دولۃ کے لئے کوئی مصرف نہیں پاتے لیکن اس سے کہ ایک شخص خاص بلا استحقاق متمتّع ہو (اور جب بے زحمۃ پاوے گا تو بے دریغ اُڑاوے گا بھی ضرور) تعمیم[5] منفعۃ بہ مدارج بہتر ہی وَاَنْحَاؤُہَا کَثِیْرَۃٌ[6] وَمِنْہَا اِعَانَۃُ طَلَبَۃِ الْعُلُوْمِ وَالْعُمْیَانِ وَالصُّمِّ وَالْبُکْمِ وَالْمَرْضٰی وَغَیْرِہِمْ ✤

خط ۱۰۴

اُس شخص کو جس نے یونانی انگریزی کسی قسم کی طب نہ پڑھی ہو اور خدا کے فضل سے بیمار بھی کمتر ہوا ہو بلکہ بہ حسابے نہ ہوا ہو دونوں طریقوں میں محاکمہ

---

۱ اُن پر کامل تر اور تمام تر رحمۃ ۲ پاک اور پاک کرنے والی ۳ ہماری شرع میں ۴ اور جن کو بیٹا کہہ کر پکارتے ہو (یعنی تمھارے لے پالک) اُن کو خدا نے تمھارا بیٹا نہیں کیا۔ یہ تو تمھارے مُنہ کی بنائی بات ہی اور خدا سچّی کہتا ہی اور وہی راہ دکھاتا ہی۔ اُن کو اُن کے باپوں کا کہہ کر پکارو۔ یہ خدا کے نزدیک زیادہ قرینِ راستی ہی۔ پس اگر اُن کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمھارے دینی بھائی اور یار و مددگار ہیں ۵ نفع کو عام کرنا ۶ اور اُس کے طریقے بہت ہیں اور من جملہ اُس کے طالب علموں اور اندھوں اور بہروں اور گونگوں اور بیماروں اور دوسروں کی اعانۃ ہی ✤

کرنا مشکل ہی مگر میں بیمار نہیں رہا تو بیمار دار رہا اس سے میرا ذاتی خیال یہ ہی کہ انگریزی دوائیں لطیف ۔ قلیل المقدار ۔ سریع العمل ۔ قوی الاثر ۔ آلات عمدہ ۔ معلومات متعلقۂ تشریح کامل ۔ الغرض طبِ انگریزی کی طرف موجباتِ ترجیح بکثرۃ ہیں اور ہونے چاہییں مگر ایک بڑا بھاری نقصان بھی ہی کہ تشخیص کی غلطی (اور چوں کہ طب علم ظنی ہی اُس میں غلطی کا ہونا کچھ بعید نہیں بلکہ کثیر الوقوع ہی) بیمار کا جلد کام تمام کر دیتی ہی ۔ مرض کی وجہ سے طبیعۃ ہوتی ہی ضعیف ۔ علاجِ غلط کی مقاومۃ[۱] پر قادر نہیں ہو سکتی ۔ اور یہی سبب ہی کہ ڈاکٹروں کے بیماروں کو مہینوں برسوں گھلتے ہوئے نہیں دیکھتے ۔ چٹ پٹ یا اودھر یا اودھر ان کے علاج کی مثال ایسی ہی جیسے ریل کہ اگر انجن ڈرائور[۲] انجن کو جو سناٹے کے ساتھ فُل سپیڈ[۳] میں چلی جا رہی ہی بھولے سے غلط راستے پر لے جائے تو غالب ہی کہ اُس کو غلطی پر ایسے وقت تنبیہ ہوگا کہ ٹرین ٹوٹ پھوٹ کر برباد ہو چکی ہوگی یا ٹرین کا بچانا اُس کے اختیار سے خارج ہو گیا ہوگا ۔ اصل بات یہ ہی کہ حقیقۃً میں مدبّرِ بدن ہی طبیعۃ ۔ وہی مریض ہی وہی طبیب وہی دوا ۔ اور انگریزی یونانی کسی قسم کی طب کیوں نہ ہو حتّٰی کہ گنڈے ۔ تعویذ ۔ ٹونے ۔ ٹوٹکے ۔ جھاڑ ۔ پھونک سارے ڈھکوسلے ہیں طبیعۃ کو قوۃ دینے کے ۔ جس کو جس کا اعتقاد وہی اُس کی شفا اور اُسی میں اُس کا مفاد ۔ مفرد امراض کے لئے میرے نزدیک انگریزی علاج بہتر ہی مگر امراضِ مزمنہ[۴] میں میں یونانی علاج کو پسند کرتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ یہ میرا ذاتی خیال ہی ؎

خط ۱۰۵

چوں کہ اسلام میں رہبانیۃ[۵] نہیں اور یہ سب سے قوی دلیل اُس کی اصلی صداقۃ کی ہی تو جو خوشی انسان کانوں کی راہ حاصل کر سکتا ہی کلیۃً ممنوع

[۱] مقابلہ ؎ [۲] انجن کا ہانکنے والا ؎ [۳] پوری تیزی ؎ [۴] کہنہ ؎ [۵] جیسا ہندوؤں میں جوگ سنیاس ویسی ہی عیسائیوں میں رہبانیۃ ؎ ۱۲

نہیں ہونی چاہیے اور ممنوع ہی بھی نہیں مگر موسیقی کو باقتضا ایسے نالائق باجی لوگوں نے اپنا پیشہ ٹھیرا رکھا ہی کہ کوئی شریف ان کی صحبت میں بیٹھ کر (اگرچہ کبھی کبھی اور تھوڑی ہی دیر کے لیے کیوں نہ ہو) باوقار اور وضع دار لوگوں کی نظر میں شریف رہ نہیں سکتا اور یہ بھی ممکن نہیں کہ انسان موسیقی کا مذاق رکھے اور اہلِ فن سے نہ ملے۔ پس تقاضاے سوسائٹی یہ ہی کہ اس مذاق کو طبیعت میں پیدا نہ ہونے دیا جاے۔ مذاق کا پیدا نہ ہونے دینا کچھ بھی مشکل نہیں مگر پیدا ہونے پیچھے طبیعت کا ضبط کرنا مشکل نہیں بلکہ محال ہی ٭

خط ۱۰۶

تم مجھ سے انگریزی تعلیم کی بہت مدح سُنتے رہے ہو اس لیے کہ تمھیں انگریزی پڑھوانی منظور تھی۔ اب کہ تم نے اتنی انگریزی پڑھ لی جتنی کوئین[52] امپرس وکٹوریا کی رعایا میں سے ہر بھلے آدمی کو ضرور ہی تو لو اب اُس کی بُرائیاں بھی سنو کیوں کہ ہر چیز میں حُسن و قُبح دونوں کے محامل[53] ہوتے ہیں ۔ ع ۔

نفعِ می جملہ بگفتی ضررش نیز بگو

یہ میری اکیلے کی راے نہیں ہی بلکہ عام لوگوں کی اور خود انگریز بھی اس کے شاکی ہیں کہ ہندوستانی انگریزی پڑھ کر مغرور اور گستاخ اور خود پسند ہو جاتے ہیں۔ بات یہ ہی کہ جب ایک قوم کو خدا سلطنت دیتا ہی کہ وہ دنیا کی بہشت ہی تو اُس قوم کی سب چیزوں میں شانِ حکومت آجاتی ہی اور زبان بھی اس عموم سے مستثنیٰ نہیں۔ انگریزی کی وُسعت کا تو یہ حال ہی کہ اگر علم فلاحت۔ یا کیمیا یا طب یا تشریح یا نیچرل فلاسفی[54] غرض سائنس کی کسی کتاب کو ترجمے کے ارادے سے لے کر بیٹھو تو سطر پیچھے دو چار لفظ ضرور ایسے ہوں گے کہ اردو بے چاری کی تو کیا بساط ہی۔ کی آدمی کی پیر شدی۔ عربی میں جو ہماری کلاسکل[55] لینگویج ہی

---

[51] اس کی تمام قسموں کے ساتھ ٭ [52] ملکہ قیصرہ وکٹوریا فرماں رواے انگلستان وہندوستان
[53] پہلو ٭ [54] طبیعیات یا فلسفۂ طبیعی ٭ [55] طبقۂ اعلیٰ کی زبان ٭ ۱۲

ان کے مرادف نہیں ملتے پس بہ مجبوری یا تو نئے الفاظ گھڑ دیا بعینہا انگریزی کے الفاظ رہنے دو اور دونوں پیرایے بھونڈے اور انھی دقتوں کی وجہ سے ہم علوم جدیدہ سے محروم ۔ مصر اور قسطنطنیہ کے عربی اور فارسی کے اخبار دیکھو تو تم کو اس کی تصدیق ہو ۔ جو شخص فرنچ[۱] اور انگریزی کے مصطلحات نہیں جانتا ان اخباروں کا ایک آرٹکل بھی نہیں سمجھ سکتا ۔ شاہِ ایران کے روزنامچۂ سفرِ ولایتہ کا بھی یہی حال ہے اور خود ہماری زبان میں بھی الفاظ انگریزی برابر داخل ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ ضروری نتیجہ ہے انگریزوں کے غلبۂ قومی یعنی سلطنتہ کا کہ ان کی زبان دوسری زبانوں پر غالب آتی چلی جاتی ہے ۔ پس وہ جو میں نے کہا تھا کہ جب خدا کسی قوم کو سلطنتہ دیتا ہے تو اس کی سب چیزوں میں شانِ حکومتہ آجاتی ہے زبان انگریزی کی یہ ایک شانِ حکومتہ ہے ٭

دوسری بات یہ ہے کہ انگریزی میں ابتذال اور خوشامد اور مبالغہ اور جھوٹ نہیں ۔ ہمارے یہاں بیسیوں انشائیں صرف القاب آداب معمولی خیر و عافیتہ رسمی شوق و انتظار کے لیے پڑھنی پڑتی ہیں پھر اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی ؟ طرزِ مراسلتہ ایسا بگڑا ہے کہ بچپن سے عادتیں پڑی ہوئی ہیں اس سے احساس نہیں ہوتا ورنہ آدھا جھوٹ اور باقی آدھے میں اپنی تذلیل بے سبب مخاطب کی مدح بلا استحقاق ۔ لوگوں کو تعصب اور ہٹ دھرمی سے کفرانِ نعمتہ کرنے دو ۔ اپنا تو مقولہ یہ ہے کہ فارسی لٹریچر نے ہماری تہذیب کو بالکل برباد کر دیا تھا ۔ اب اردو پر انگریزی رنگ آتا چلا ہے ۔ زبان مبالغے اور ابتذال کے عیوب سے بہت پاک ہو گئی ہے اور ہوتی جاتی ہے ۔ سیدھی اور صاف بات میں لوگوں کو مزہ ملنے لگا ہے کچہری کا ایک ادنیٰ محرر بھی خاص کر مسلمان اپنے تئیں خانہ زاد اور نمک پروردہ اور فدوی اور غالب یا اور حاکم کو خداوند خدایگان ۔

[۱] زبان فرانس ٭

پیرومرشد قبلۂ عالم نہیں کہنا چاہتا۔ غرض انگریزی نے ہر ایک کے کان میں پھونک دیا ہے کہ وہ بھی آدمی ہے۔ جان اور مال اور عزّۃ رکھتا ہے۔ اُس کے سب حقوق محفوظ ہیں۔ کوئین امپرس وکٹوریا کی رعیّۃ اور ایک حد تک حاکمِ وقت کا محکوم ہے۔ مگر کسی کا زرخرید غلام نہیں۔ اُس پر اپنے افسر کا ادب لازم ہے نہ پرستش۔ وہ خوشی سے سلام کرتا ہے نہ سجدہ۔ مؤدّب الفاظ میں بات کا جواب دیتا ہے لیکن گڑگڑا کر اور ہاتھ جوڑ کر نہیں۔ وہ اگر قصوروار ہے ضابطے کی سزا کو خوش دلی سے انگیز کرتا ہے مگر ڈام فُول[1] سننے کی اُس کو مُطلق برداشت نہیں ❊

اگر انگریزی خوانوں کے غرور کی شکایۃ انگریزوں ہی سے سُنی گئی ہوتی تو ہم سمجھتے کہ بعض نوجوان۔ تازہ ولایۃ۔ تیز مزاج انگریز پاجی خدمۃ گاروں میں رہ کر بدزبانی کرنے لگتے ہیں۔ عجب نہیں کسی غیور[2] سے پالا پڑ گیا ہو اور اُس نے بات کا بتنگڑ بنا کھڑا کیا ہو۔ مگر انگریزی خوانوں کے غرور کے اَور بہت سے شواہد ہیں اور تم خود محتسبانہ ان کے حالات کی تفتیش کروگے تو مان لوگے کہ انگریزی خواں کُل نہیں تو اکثر اپنی ہی سوسائٹی کو نظرِ حقارۃ سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہماری سوسائٹی میں کوئی عیب نہیں۔ بے عیب ذات خدا کی۔ مگر ہم کو اپنے ملک کے انگریزی خوانوں سے دو طرح کی گفت و گو ہے۔ اوّل تو ہم کو اسی میں کلام ہے کہ جس کو انگریزی خواں عیب سمجھتے ہیں فی نفسہ عیب بھی ہے یا نہیں۔ انگریزی پڑھنے سے آدمی ضرور کسی نہ کسی قدر پریجوڈسڈ[3] ہو جاتا ہے یعنی اُس کے ذہن میں انگریزی کی خوبی قدرِ واجب سے زیادہ بیٹھ جاتی ہے۔ یوں تو حکومۃ کی وجہ سے انگریزوں کی تمام ادائیں تھوڑی بہت سبھی کی نظروں میں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں معلوم ہوں گی پر ہوں گی۔ النّاسُ علیٰ[4] دینِ مُلُوکِہِم۔

---

[1] پاجی گدھا [2] غیرۃ مند اس کا مرجع انگریزی ہے [3] بے تحقیق کیے ہوئے پہلے سے ایک خیال جما لینے والا [4] لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں ❊ ۱۲

مگر انگریزی خواں تو گویا انگریزوں کے بھاٹ ہیں - ہماری سوسائٹی کے عیوب بیچارے انگریزی خواں ہم سے زیادہ کیا جان سکتے ہیں - ہم آپ ہی نہ گنوادیں ہم میں لاکھ عیبوں کا ایک عیب تو ہی مفلسی اور مفلسی بھی لازم کہ اب سے شاید دس نسلوں تک دفع ہوتی نظر نہیں آتی - اس پر مزید تعصب - جہالۃ - بےہنری - بےحمیتی - کاہلی - ناعاقبۃ اندیشی - خودغرضی - باہمی نااتفاقی یعنی تمام لوازم بداقبالی - مگر بڑا رونا تو اسی کا ہی کہ ہمارے انگریزی داں بھائی جو ہمارے ملک کے گل[۱] سرسبد سمجھے جاتے ہیں ان وجوہ سے ہم کو ذلیل نہیں سمجھتے اور کس منہ سے سمجھیں کہ یہ عیوب بتمامہا مع شیٔ زائد - خود اُن میں موجود ہیں - ہماری آنکھ میں ناخنہ ہی تو اُن کی میں ٹینٹ - ہم کانڑے ہیں تو وہ اندھے - ہم ہکلے ہیں تو وہ گونگے - انگریزی خوانوں میں اگر بلند نظری ہوتی تو بھلے ہی دن نہ ہوتے - ان کو تو ہم میں ایک ہی عیب سوجھتا ہی کہ ہم انگریزوں کی طرح کا طرزِ تمدن کیوں نہیں اختیار کرتے - اُنھی کے سے مکان میں رہیں - اُنھی کے سے کپڑے پہنیں - اُنھی کی طرح کھائیں پئیں - اُنھی کی طرح عورتوں کو آزاد کردیں کہ مُہر دنگیاں باہر پڑی پھریں - گویا ان دانشمندوں کے نزدیک انگریزوں کا دُنیاوی عروج اُن کے طرزِ تمدن کی وجہ سے ہی ع فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست ✤ ارے عقل کے دشمنوں انگریزوں کی وہ صفتیں ہی دوسری ہیں جو اُن کی ترقی کا سبب واقع ہوئی ہیں - محنت - جفاکشی - تفتیش و تلاش - استقلال - ضبطِ اوقات - علومِ جدید میں توغل - قومی اتفاق ✤

مجھ کو تمام عمر انگریزی سوسائٹی میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ کبھی اس کی تمنا کی پس مجھ کو انگریزی سوسائٹی کا بہت ہی تھوڑا حال معلوم ہی لیکن جتنا معلوم ہی اُس کی نسبۃ تو میرا خیال اچھا نہیں - بھلا ایسے لوگوں کی

---

[۱] ڈالی کے سرے پر کے پھول کے گل بلکہ کسی قدر زیادہ ہی ✤

سوسائٹی میں داخل ہونے کی کیا کسی غیر قوم کے آدمی کو رغبۃ ہوگی جن کے مزاجوں میں اس قدر اجنبیۃ ہو کہ ایک ہی قوم کے دو آدمی مدتوں ایک ہوٹل یا جہاز میں رہیں۔ دونوں وقت ایک میز پر کھانا کھائیں۔ اور ایک دوسرے سے معرفۃ نہ پیدا کر سکیں۔ معلوم ہی کہ انگریزوں میں عورتوں کے پردے کا دستور نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ مرد ہو یا عورۃ علیٰ رُءُوسِ الْاَشْہَاد[1] ناچنے کا عیب نہیں۔ اور ناچنا بھی ہمارے ملک کا سا نہیں بلکہ مرد اور عورۃ ایک وضعِ خاص سے بغل گیر ہو کر ناچتے ہیں۔ خیر یہ تو ہر ملکے و ہر رسمے۔ مجھ کو اس مقام پر اور ہی بات کہنی منظور ہی کہ اگر ناچنے میں مثلاً جیمس اور میری کا جوڑا الگ جائے تو یہ اختلاط داخلِ ملاقاۃ نہیں۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے اجنبی کے اجنبی۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو یہ لوگ پڑھنے کے لیے ولایۃ بھیج ہی دیتے ہیں۔ تم نے بھی خیال کیا ہوگا کہ یہ لوگ چاہے اکیلے ہوں مگر اکثر رہیں گے الگ کوٹھی میں۔ ان باتوں سے ایسا مستنبط ہوتا ہی کہ انگریزوں کی طبیعتیں اُنس پذیر کم ہیں۔ آدھے وحشی تو ہم اب سمجھے جاتے ہیں۔ اگر کہیں ایسے روکھے مزاج ہمارے ہوتے تو پورے وحشی نہیں بلکہ ڈیوڑھے پون دونے وحشی ہونے میں کیا کسر بھی رہ گیا طرزِ تمدن۔ اس میں عورتوں کو بڑا مدخل ہی۔ اور کیوں نہ ہو آخر وہ بھی تو سوسائٹی میں داخل ہیں۔ ہم میں اور انگریزوں میں بڑا اختلاف ان عورتوں کی وجہ سے ہی۔ اب اس کا محاکمہ کون کرے کہ عورتوں کے ساتھ کون سی سوسائٹی کی مداراۃ مناسب ہی۔ اس مقام پر مجھے ایک نقل یاد آئی۔ میرے ایک معزز دوست کہتے تھے کہ ہمارا سارا خاندان کا خاندان شیعہ ہی۔ میں نے بڑے ہو کر سنی شیعوں کے اختلافات کی تحقیقات کی اور آخر کار میری رائے اس پر قرار پائی کہ سنی برسرِ حق ہیں چنانچہ میں سنی ہو گیا۔ خاندان کے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ مباحثات رہتے تھے اور میں ہر ایک کو

[1] لوگوں کے سامنے کھلے خزانے ۱۲م

سُنّی ہو جانے کی ترغیب دیا کرتا تھا۔ ایک بی بی میری بزرگ تھیں۔ اُن سے بھی میں ہمیشہ کہتا رہتا تھا کہ سُنّی ہو جاؤ۔ وہ بی بی میری باتوں کا جواب تو کیا دیتیں سُن کر چُپ ہو رہا کرتی تھیں۔ ایک دن میں نے ان بی بی سے کہا کہ آخر کچھ بیان تو کرو کہ تم کو سُنّی ہو جانے میں تامل کیوں ہے تو اُن بی بی نے فرمایا کہ بیٹا بات یہ ہے کہ مجھ کو ان موؤں (اصحابِ ثلٰثہ) کے نام ہی بُرے معلوم ہوتے ہیں ۔ سچ ہے انسان ایسا ہی ضعیف مخلوق ہے کہ اُس کی رائے پر سوسائٹی کا تھوڑا بہت اثر ضرور ہوتا ہے۔ یہ انگریزی خوانوں کے صرف مُنہ سے کہنے کی باتیں ہیں۔ ذٰلِکَ قَوْلُهُم بِاَفْوَاهِهِم[۱]۔ کہ ہمارا طرزِ تمدّن انگریزی ہو جائے۔ دوسرے اختلاط تو درکنار۔ مجمع میں کوئی ان سے ان کی جورو کا مزاج شریف پوچھ بیٹھے گا یا ان کے رو در رو اُس کی خوب صورتی کی تعریف کرے گا تو ممکن نہیں کہ سر سے پانو تک میاں کے تن بدن میں پتنگے نہ لگ جائیں؟

ہماری تمام اخلاقی عمارۃ عورتوں کی پردہ داری پر مبنی ہے۔ جس دن عورتوں کی پردہ داری میں ذرا بھی خلل پڑے گا ساری عمارۃ متزلزل ہو جائے گی۔ اگرچہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس معاملے میں کسی ہندوستانی یا کسی انگریز کی رائے بر سرِ صواب نہیں ہو سکتی کیوں کہ ہر شخص بہ تصنّع نہیں بلکہ بالطبع اپنی ہی سوسائٹی کی جانب داری کرے گا مگر میں حتّی الوُسع انصاف کے ساتھ تم پر اتنی بات ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے طرزِ تمدّن کی جس قدر بُرائی کی جاتی ہے اُس قدر بُرائی کا وہ سزاوار نہیں۔ کہتے ہیں کہ ہندوستانیوں کی عورتیں دائم الحبس ہیں۔ شوہر و کے انتخاب میں ان کا اختیارِ واجب زبردستی سلب کر لیا گیا ہے۔ ان کو ظلماً گھروں کی چار دیواری میں قید رکھ کر جائز تمتعات سے محروم کیا گیا ہے۔ یہ اور اس قسم کے اَور اعتراضات[۲] جو ہندوستانیوں کے نہیں بلکہ مسلمانوں کے پردے کے رواج پر وارد کیے جاتے ہیں

۱؎ وہ اُن کے مُنہ کی (بنائی ہوئی) باتیں ہیں ۲؎ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عورتوں کا پردہ مسلمانوں سے چلا ورنہ ہندوؤں میں پردہ نہ تھا اور اب جو ہے مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ہے

انگلش پوائنٹ آف ویو یعنی انگریزوں کی آنکھ سے دیکھا جائے تو ہمارے وحشی اور بے رحم اور سنگ دل ہونے کی بڑی قوی دلیل معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جو عورتیں رواجاً پردہ نہیں کرتیں (اور ہندوستان میں خاص کر دیہات میں ایسی قومیں بہ کثرۃ ہیں) اور خود انگریزوں کی عورتیں بھی مَیں اپنے پندار میں سب کو مردوں کے اختلاط سے گریزاں پاتا ہوں یعنی پردہ تمام جہان کی نسوان کا تقاضائے طبیعۃ معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر میرا یہ خیال غلط بھی ہو تاہم انگریز تو خیر غیر قوم۔ غیر مذہب۔ اور غیر ملک کے ہیں۔ یہ تو پردہ دار خاندانوں کا حال کیا جان سکتے ہیں۔ مگر ہم ہی میں کے بگڑے ہوئے مسلمان جن پر انگریزی کی سنوار ہے اور جو انگریزوں سے بڑھ کر پردے کی بُرائیوں کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں ایک تو ہمارے مُنہ پر کہ دے کہ اُس نے کبھی کسی پردہ دار عورۃ کو پردے کی سختی کا شاکی پایا ہے۔ اس کو بھی جانے دو۔ اس کُلیے سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ اَلْعَادَۃُ طَبِیْعَۃٌ ثَانِیَۃٌ۔ یا انگریزی خوانوں کے یقین دلانے کے لیے اُسی بولی میں کیوں نہ کہو جس کی وقعۃ ان کے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہے ہیبِٹ اِز دِی سیکنڈ نیچر۔ تو اگر پردہ داری عام صنفِ نسوان کا تقاضائے طبیعۃ نہ بھی ہو تاہم رواجِ مستمر نے اُس کو طبیعۃ بنا دیا ہے۔ پرنس آف ویلز ہندوستان میں تشریف لائے تو کچھ قیدی رہا کیے گئے۔ ان میں ایک دائم الحبس آغازِ جوانی میں قید ہوا تھا۔ رہا کیا گیا تو بوڑھا ہو گیا تھا۔ چند روز بعد اس نے عرضی دی کہ مجھے جیل خانے کے باہر اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ چالیس پچاس برس کی قید اس شخص کو جیل خانے سے مانوس کر دے اور صدہا برس کی اُمًّا عَنْ جَدَّۃٍ متوارث پردہ نشینی کے بعد عورتوں کا دیدہ ہوائی رہے کسی کی عقل اس کو قبول کرے گی؟ غرض عورتوں کی طرف سے وکالۃً جو پردہ داری کی شکایۃ کی جاتی ہے محض لغو اور بے اصل ہے۔ مجھ کو حقیقۃ

لہ انگریزوں کے زینۂ خیال سے۔ انگریزوں کی آنکھ سے ؎ عادۃ دوسری طبیعت ہے ؎ نانی سے چلی آنے والی

ںیں ہنسی آتی ہی کہ پردے کی وجہ سے مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہی کہ عورتوں کی کچھ قدر نہیں کرتے اور میں کہتا ہوں کہ پردہ ہی اس بات کا ثبوت ہی کہ جیسا اپنی عورتوں کو ہم عزیز رکھتے ہیں دُنیا میں کوئی قوم نہ رکھتی ہوگی ٭ ؎

غیرۃ از چشم برم روے تو دیدن نہ دہم　　گوش را نیز حدیث تو شنیدن نہ دہم

جتنے اعتراض عورتوں کے پردے پر وارد کیے جاتے ہیں سب میں یہ اعتراض کسی قدر جان دار ہی کہ شوہروں کے انتخاب میں پردہ دار عورتوں کو آزادی نہیں۔ لیکن ساری دُنیا اور خاص کر ہندوستان میں یہ مشکل مقدمہ عورتوں کو ایسی ابتدائی عمر میں پیش آتا ہی جب کہ ناتجربہ کاری اور نقصانِ عقل کی وجہ سے اُن کو اس کے قابلِ اطمینان فیصلے کی قابلیت نہیں ہوتی اور زن وشو کی حالتوں میں آخر عمر تک معمولی غیر معمولی ایسے ایسے عظیم تبدّلات واقع ہوتے ہیں کہ بڑے سے بڑے دانش مند پختہ کار کی عقل بھی اُن پر احاطہ نہیں کر سکتی۔ اس صورۃ میں ایسے سترگ معاملے کا تصفیہ طرفین کے بزرگوں کی تجویز سے ہونا قرینِ مصلحۃ ہی۔ اور عورتوں کی کیا تخصیص ہی ہم تو اپنے یہاں کے مردوں کو بھی اس معاملے میں قریب قریب ایسا ہی بے اختیار پاتے ہیں۔ میں اس کو مانتا ہوں کہ انگریزوں کی عورتیں لیاقۃِ علمی میں ہنرِ خانہ داری میں سلیقہ شعاری میں ہندوستانی عورتوں سے بہ مدارج بہتر ہیں اور مجھ کو یہ بھی معلوم ہی کہ انگریزنوں میں بعض صاحبِ تصانیف ہیں۔ بعض نے مردوں کے ساتھ کمپیٹ[۱] کر کے بی اے اور ام اے کے خطاب اور ڈپلومے[۲] پاے ہیں ــ غرض ان عورتوں نے بہ خوبی ثابت کر دیا ہی کہ جسمانی توانائی کو چھوڑ کر کہ وہ ایک قدرتی بات ہی باقی دنیا کے سارے کام جو مرد کر سکتے ہیں عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔ مگر خوب سمجھے رہو کہ مجھ کو اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ ہندوستان کی عورتوں کو ان کی حالۃ کے مناسب تعلیم کرنا نہایۃ ضرور ہی مگر ساتھ ہی

[۱] مقابلہ بالمسابقہ ٭ [۲] اسناد ۱۲٭

رواج پردہ کی موقوفی کا میں سخت مخالف ہوں۔ اوّل تو میں انگریزوں کا کوئی کارِ نمایاں ایسا نہیں دیکھتا جس کو میں سمجھوں کہ پردہ اس میں حارج ہو سکتا ہی۔ اور اگر ہو بھی تو بے پردگی کے خراب نتیجے اخباروں میں پڑھتے پڑھتے کلیجا پک گیا۔ ایسے فائدوں کو (اگر ہوں) سلام ہی جو سوسائٹی کو گندہ کریں۔ ہماری بیبیاں بلا سے پھوہڑ ہوں۔ بے ہنر ہوں۔ بے سلیقہ ہوں بے علم ہوں۔ کہ بچوں کا ہاتھ مُنہ دُھلانے۔ پھٹا اُدھڑا سینے۔ روٹی دال پکا لینے کے سوائے اَور کچھ نہ جانتی ہوں۔ ساری دنیا میں کوئین امپرس وکٹوریا کی جوبلی[1] کا غُل ہو اور ان کو خاک خبر نہ ہو۔ سوواں اور بلغاریہ اور برہما کے نام تک ان کو معلوم نہ ہوں۔ روس کے جھگڑے اور فرانس کے ٹنٹے ان کے کانوں تک نہ پونہچے ہوں۔ غرض ہماری بیبیاں جانور ہوں پتھر ہوں بلکہ ان سے بھی بدتر ہوں۔ ہم کو قبول۔ خدا نے سر چارلس ڈائک اور مدراس والے راس اور ایک ڈائک اور ایک راس ایسے ایسے پچاس کی فضیحت اور رسوائی سے تو بچایا ہی۔

اب رہا انگریزی لباس۔ اس میں سے عورتوں کی فُل[2] ڈرس اگر بہتر ہی تو بلا مبالغہ اس شعر کا مصداق ہے

تنِ عُریانی سے بہتر نہیں دُنیا میں لباس ٭ یہ وہ جامہ ہی کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا

اور فل ڈرس کی بھی ایک ہی کہی۔ ع برعکس نہند نام زنگی کافور ٭

غرض فُل ڈرس اور اُس کے نام سے انگریزوں کا مذاقِ لباسی معلوم ہوا۔ زیادہ صراحۃ کی کیا ضرورۃ ہی۔ کیا خوب کہا ہی۔ ے

ناصحِ خود یافتم کم در جہان ٭ ہر یکے ناصح برائے دیگراں ٭

دوسروں کو کیسا مُنہ بھر بھر کے جانور اور وحشی اور نامہذب کہتے ہیں اور اپنا یہ حال کہ سچ پوچھو تو تن بدن ڈھانکنے تک کا سلیقہ نہیں۔ ان لوگوں کے

[1] پچاسویں سال گرہ کی تقریب [2] پوری پوشاک ٭

مردانہ لباس میں انضمام حکومت سے البتہ ایک شانِ وقعت پیدا ہوگئی ہی ورنہ فی حدّ ذاتہ مڑھے ہوئے کپڑوں پر ایک چھچھورپن سا برستا ہی۔ اور خود انگریزوں کو دیکھا ہی کہ گرمی کے موسم میں بوکلا بوکلا اُٹھتے ہیں۔ اپنے قومی لباس کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ اور گھروں پر اوقاتِ خاص میں ہماری طرح کے ڈھیلے کپڑے پہنے رہتے ہیں۔ ہم تو ان کو پابندیِ رسم و رواج سے آزاد نہیں جانتے۔ ایک وضع کو موجبِ راحت سمجھا تھا تو پھر اس کے اختیار کرنے میں جھینپنا کیا معنی!

میں سمجھتا ہوں کہ انگریزی لباس ہی نے انگریزوں کو اس بات پر مجبور کر رکھا ہی کہ دن رات کُرسی۔ کوچ پر لدے رہتے ہیں ورنہ اگر ہٹ وھرمی نہ کی جائے تو جو آسایش فرش پر بیٹھنے میں ہی اُس کا عُشرِ عشیر بھی کُرسی کوچ میں نہیں۔ کُرسی پر ایک ہی وضع سے آدمی کو بیٹھنا پڑتا ہی۔ بہت کیا تو ذرا پیٹھ لگالی یا اکیلے ہوئے تو میز پر ٹانگیں سیدھی کرلیں مگر یہ ڈولی ڈنڈے کا طور قابلِ دید ہوتا ہی۔ اور وہاں ایک وضع اَور بھی ہی۔ پیروں پر زور دے کر کُرسی سمیت پیچھے کو تن گئے۔ مرکزِ ثقل جگہ سے بے جگہ ہوا ٹانگیں اوپر اور سر نیچے ــ پتلون کی قینچی چڑھی ہوئی ہی اور پڑے چلا رہے ہیں کہ آدمی آئے تو اُٹھا کر کھڑا کرے۔ فرش پر آدمی اتنی اوضاعِ کثیرہ سے بیٹھ سکتا ہی کہ اُن کا شمار نہیں ہوسکتا اور از روے اُصولِ طِبّ فرش پر بیٹھنا تن درستی کے لیے نہایت مفید ہی۔ مگر حکومت کے آگے آسایش اور طِبّ پر کون نظر کرتا ہی۔ ایک عالم اسی خبط میں مُبتلا ہی کہ بے جا ہو یا بے جا جہاں تک ہوسکے انگریزوں کی تقلید کیجیے۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہر ملک کے لوگ خصائص ملک کے لحاظ سے ایک خاص طرح پر زندگی بسر کرنے کے خوگر ہیں یعنی اُن کے لیے آسایش کی وہی ایک خاص طرح ہی۔ اُس کو بے داعیۂ قوی بدلنا ضرور تکلیف دہ ہوگا۔

جو لوگ وضعِ انگریزی کے گرویدہ ہیں کیوں کر ہوسکتا ہی کہ لباس انگریزی ہو

نشست برخاست انگریزی ہو۔ اور کھانا انگریزی نہ ہو۔ انگریزی کھانے کے ایک تو یہ معنی کہ میز کرسی کانٹا چھری ہو یعنی دیسی کھانا انگریزی طور پر کھایا جائے۔ دوسرے یہ کہ کھانا بھی انگریزی ہو۔ ہم میں کے ایک نئے رفارمر[1] بگڑے ہیں۔ انھوں نے ہاتھ سے کھانے پر (کہیں یہ مت خیال کرلینا کہ رفارمر صاحب کتّے کی طرح مُنہ سے یا کوّے کی طرح پانوں سے کھانے تھے بلکہ چھری کانٹے سے) ہندوستانیوں کو کیسا کیسا لتاڑا ہی کہ توبہ ہی بھلی۔ مگر ان کی ساری بکواس کا ماحصل اتنا ہی تھا کہ ہاتھ سے کھانا غلیظ پن ہی۔ اس میں شک نہیں کہ ہاتھ سے کھانے میں ہاتھ تو خواہ مخواہ تھوڑا بہت بھرتا ہی ہی مگر پھر ہم کہتے ہیں کہ رغبۃ اور نفرۃ عام نہیں بلکہ عادۃ پر موقوف ہی۔ سارڈین[2] وغیرہ انگریزوں کی بہت چیزیں ہیں کہ ہم کو اُن سے گھن آتی ہی کھانے کے بعد کُلّی نہ کریں تو ہماری طبیعۃ مالش کرنے لگتی ہی۔ اور بعض کو تو بے تبدیل ذائقہ چین نہیں پڑتا۔ غرض صفائی اور طہارۃ کا قومی بلکہ شخصی اسٹینڈرڈ[3] مختلف ہی اور کسی کو کسی پر جرح وطعن کا منصب نہیں۔ ایک بار ایک دُکان پر ایک خاص طرح کی چاے کی پیالیاں دیکھنے میں آئیں۔ پیالی کے کنارے پر اندر کی طرف کو ایک چھجّا سا نکلا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ مونچھوں کے بچاؤ کے لیے یہ تجویز سوچی گئی ہی۔ اُسی وقت مجھ کو قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی[4] یاد آیا اور خیال ہوا کہ شارع نے کس قدر ہمارے مصالح کا حفظ کیا ہی۔ پھر اس طرف ذہن منتقل ہوا کہ پابندیِ رواج بھی کیا بُری چیز ہی۔ یہ تکلفات کرتے ہیں اور اتنا نہیں ہو سکتا کہ لبیں کترا ڈالیں ہاتھ سے کھانا انگریزوں کو مکروہ معلوم ہوتا ہوگا مگر اس میں ایک تو مفادِ صریح یہ ہی کہ جس خوبی کے ساتھ ہاتھ لقمے کو گرفت کرسکتا ہی ممکن نہیں کہ چھری کانٹا

---

[1] کفیل اصلاح [2] ایک قسم کی مچھلی جو ولایت سے پک کر آتی ہی [3] پیمانہ۔ نصاب [4] مونچھیں گھٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

ہاتھ کا کام دے سکے۔ دوسرے اب انھی کے ڈاکٹر قائل ہو چلے ہیں کہ ہاتھ میں ایک قوتِ مقناطیسی ہی اور وہ ہاتھ سے کھانے میں داخلِ لقمہ ہو کر ممدِّ ہضم ہوتی ہی۔ انگریزی کھانوں میں اوّل تو مزہ ہی کیا خاک دھرا ہی۔ سالنوں میں اُبلا ہوا ایسا ہندا ادھ کچرا گوشت۔ مٹر کی گھنگنیاں۔ اُبلے ہوئے آلو۔ پسایا ہوا خشکہ۔ چپاتی پراٹھوں کی جگہ نان پاؤ۔ ایک پیالی میں نمک۔ دوسری میں سیاہ مرچیں۔ وہ نقل شاید تم نے سُنی ہو کہ ایک شہری کُتّے نے ایک دیہاتی کُتّے کو مہمان بُلا کر ایک کبابی کی دُکان پاس بٹھا دیا۔ جب کبابی دُکان بڑھا کر چلا گیا دیہاتی کُتّا لگا ہر طرف سونگھنے۔ کہیں مرچوں کا دَونا پڑا رہ گیا تھا۔ جوں اُس میں مُنہ ڈالا مرچیں مغز کو چڑھ گئیں۔ کھانستے کھانستے اور چھینکتے چھینکتے باولا ہو گیا۔ شہری دوست سے شکایت کی تو اُس نے کہا یار انھی چٹخاروں کے لیے تو ہم شہر میں پڑے ہیں۔ غرض ہم لوگوں کے مُنہوں کو تو چٹخارے لگے ہیں۔ انگریزی کھانوں میں کیا مزہ آئے۔ ایک حکایت آور اینڈ دی انگلش ڈنر ازا اور۔ غدر سے پہلے اُمرا ئے شاہی میں سے کسی امیر نے دہلی کالج کے پرنسپل کی دعوت کی۔ کھانے کی بہنگیاں بھجوا دیں۔ انگریزی قاعدے سے کھانا میز پر چُنا جا چکا تو آدمی نے صاحب کو اطّلاع کی۔ ہر قسم کا کھانا میٹھا سلونا شاہی رکاب داروں نے پکایا تھا۔ اور دعوت تھی تو بلا شبہہ اہتمام بھی ضرور ہوا ہو گا۔ سبحان اللہ اُس کے ذائقے کا کیا پوچھنا ہی۔ جس وقت سے کھانا آیا ساری کوٹھی مہک اُٹھی تھی۔ مگر پیچھے سُنا کہ جوں صاحب نے کھانے کے کمرے کے اندر پانو رکھّا اور مشک اور زعفران اور گلاب اور کیوڑے کی بھبک آئی اُلٹے پانو باہر نکل آئے۔ اور کھانا کیسا اُنھوں نے آنکھ بھر کر کھانے کی طرف کو دیکھا تک بھی تو نہیں ✤

---

۱ اور انگریزی کھانا تمام ہی ✤ ۲ مدرسے کا افسرِ اعلیٰ ✤

پس جو لوگ انگریزی تمدن انگریزی تمدن پکار رہے ہیں اس نہ کو نہیں پہونچتے کہ مذاقوں کے اختلاف قدرتی باتیں ہیں۔ یہ کسی کے میٹے مٹتی ہیں؟ اپنا تو یہ مقولہ ہی کہ جس کا جو طرز ہی وہ اُسی کو پسند کرتا ہی۔ اُسی میں اُس کو راحت ملتی ہی۔ اور آخر تک اُس کو اُسی طرز پر چلا جانا چاہیے۔ ہم جانتے ہیں کہ انگریز اپنی تمام حالتوں میں نمایاں ترقی کر رہے ہیں اور اپنے طرزِ تمدن کی اصلاح سے بھی غافل نہیں۔ با ایں ہمہ یہ فرض کر لینا کہ ان کا تمدن اعلیٰ درجے کی شایستگی کو پہونچ گیا ہی فرضِ غلط ہی۔ کھانے کپڑے کی تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ ہم کو تو ان کی سوسائٹی میں بہت سی بڑی بڑی باتیں کھٹکتی ہیں۔ عورتوں کی بے پردگی کا مذکور تو ضمناً اوپر ہو چکا۔ اور لو بادہ خواری۔ اس میں تو کسی کو کلام کرنے کی گنجایش ہی نہیں کہ جس طرح کھانسی اُم الامراض ہی من حیث الاخلاق[۱] شراب اُمّ الخبائث۔ اور تمام جہان کے ڈاکٹروں کا اجماع ہی کہ یہ ملعون عرقِ تن درستی کو بھی سخت مضر ہی۔ باوجود اتنی بُرائیوں کے جس کثرۃ سے اس کا رواج انگریزوں میں ہی شاید روے زمین پر کسی دوسری قوم میں ہو۔ بس اس خیال نے غضب ڈھا رکھا ہی کہ اعتدال کے ساتھ اس کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔ مگر شراب اور اعتدال فکرِ باطل خیالِ محال ✤

انگریزوں کے طرزِ تمدن میں ایک عیب اَور ہی جس کا نقصان انگریزوں کو شاید کم محسوس ہوتا ہو یا نہ بھی ہوتا ہو لیکن اگر ہم لوگ ان کی وضع پر رہنا چاہیں تو یقیناً ہماری بربادی کا موجب ہی۔ وہ کیا ہی۔ ہائی لائف۔ یعنی اونچی شان دار زندگی جو بڑے مصارف کے بدون ایک دن نہیں نبھ سکتی ظاہر میں دیکھو تو سیدھے سادے موٹے ڈھٹ کپڑے اکیلے کوسوں پیادہ پا چلے جائیں۔ کسی بات کی عار نہیں۔ کسی طرح کی شیخی نہیں مگر سواری اور مکان اور سامانِ آرایش اور شاگرد پیشہ کے خرچ دیکھو تو عقل دنگ ہو کر رہ جاے اور اگر کہیں میم صاحب کی بلا بھی سر پر مسلط ہوئی تو پھر کچھ ٹھکانا نہیں۔

[۱] اخلاق کے اعتبار سے ۱۲

دو دو تین تین درزی ہیں کہ صبح سے شام تک سوئی ہاتھ سے نہیں چھوٹتی۔ اور بیڈ ہیم پائل[۵۱] کی تہائی تنخواہ کی قسط علاوہ۔ غرض اس ارزانی کے ملک میں بی پی بچنے والا انگریز میرے حساب سے ہزار روپئے ماہوار سے کم میں جنٹلمینلی یعنی شریفانہ فارغ البالی اور آسایش سے نہیں رہ سکتا +

ہم تو ہندوستانیوں ہی کو ملامت کرتے تھے کہ ان کو دولت کی نگہ داشت کا سلیقہ نہیں اور ان کا بہت روپیہ نمود و نمایش میں ضائع ہوتا ہی۔ انگریزوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ہندوستانیوں پر بھی سبقت لے گئے ہیں۔ ہندوستانی تو پھر بھی زیوروں اور باسنوں کے پیرایے میں اپنی دولت کا ایک معقول حصہ پس انداز کرتے ہیں۔ ان کے یہاں ٹھاٹھ اور کانچ اور گلٹ کے سوائے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ قلعی تو اُس وقت کھلتی ہی کہ جب کسی کی بدلی ہوتی ہی اور اسباب نیلام کیا جاتا ہی۔ کسی کے خوش آمدی آونے پونے خرید لیں تو وہ بات ہی دوسری ہی اور وہ حقیقت میں ایک قسم کی رشوۃ ہی ورنہ نیلام میں روپئے کے آٹھ آنے تو بندھے ہیں +

خیر شاید انگریز تو اس شان میں رہ بھی سکتا ہی۔ اُس کو روپیہ کمانے کے بہت سے ڈھب یاد ہیں۔ اُس کی ہمّت بلند اور اُس کا حوصلہ وسیع ہی اُس کو تمام روے زمین خشکی اور تری جنگل اور پہاڑ آبادی اور اُجاڑ اپنا اور بیگانہ سب یک ساں ہی۔ نوکری تو اُس کی جوتیوں سے لگی پڑی ہی مگر وہ اس کا پابند نہیں۔ ایک ذراسی بات خلافِ مزاج[۵۲] پیش آئی اور وہ فوراً اس کو لات مار کر اُٹھ کھڑا ہو۔ اُس کی قوم کا مالوف ہی ملک خدا تنگ نیست پاے گدا لنگ نیست۔ وہ چل پھر کر کہیں نہ کہیں اپنا ٹھکانا کرکے رہے گا۔ شاید وہ کوئی سکول کھول بیٹھے۔ وکالۃ کرنے لگے۔ کسی قسم کا کارخانہ جاری کرے سوداگر بن جاے۔ کہیں کسی چیز کی کان ڈھونڈ نکالے۔ یا کوئی موقع مناسب

---

[۵۱] بیڈہیم پائل ایک مشہور ٹیلر یعنی درزی ہی جو سیئے سلائے کپڑے دیتا ہی [۵۲] نقش نگیں۔ دستور العمل؟

دیکھ کر گانوں[٩١] بسانے کا ڈول ڈالے - غرض یہ کہ وہ کسی جگہ اور کسی پیشے پر بند نہیں - ایسے آدمی کو معاش کی کیا کمی - پھر اُس کی سوسائٹی کا یہ دستور نہیں کہ کمانے والا ایک اور کھانے والے بیس - کیا مرد کیا عورۃ سب اپنی اپنی جگہ خوش دلی کے ساتھ محنۃ کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ محنۃ ہی کے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں اور محنۃ ہمارا فرض ہے - بھلا ہندوستانی کاہل بے ہنر قاصر الہمۃ سے کیا ان کی ریس ہو سکتی ہے اور کرے گا تو مفلس جیئے گا اور قرض دار مرے گا ❖

انگریزی سوسائٹی کا آخری نقصان دی لاسٹ[٩٢] ود ناٹ دی لیسٹ لامذہبی ہے - جہاں تک مجھ کو ان لوگوں کے حالات سے آگہی ہے (اگرچہ تھوڑی ہی مگر نمونے ہمیشہ تھوڑے ہی ہوا کرتے ہیں) میں تو یہی کہتا ہوں کہ ان لوگوں میں اکثر کی تمام ہمۃ اصلاحِ دنیا کی طرف مصروف ہے اور یہ انہماک اس وجہ سے زیادہ تر قابلِ اعتراض ہے کہ اُس کا منشا فطری غفلۃ نہیں ہے جس سے کوئی فردِ بشر بری نہیں - بلکہ مذہب کا استخفاف مذہب کی بے وقعتی کہ میری نظر میں یہ مکروہ ترین پیرایہ ہے الحاد کا - اور در حالے کہ صرف انگریزی تعلیم سے (وہ بھی ادھوری) ہمارے ملک کے انگریزی خواں ابتدائے[٩٣] بادی لامذہب ہوتے چلے جاتے ہیں ضرور لامذہبی کا رنگ انگریزی سوسائٹی میں بہت گہرا ہونا چاہیے اور افسوس کہ ہے بھی ❖

انسان کے تمام افعال معلل بالاغراض ہوتے ہیں اس اصول کے مطابق انگریزی طرزِ تمدن کے اختیار کرنے میں بھی کوئی مفاد منوطی[٩٤] ہونا چاہیے اور اب تک جس قدر میں نے لکھا ہے اُس سے تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ انگریزی تمدن جس جس چیز سے عبارۃ ہے اُن میں بعض چیزیں تو بے مفاد محض ہیں اور بعض بے مفاد محض نہیں بلکہ ہمارے حق میں مضر مفاد ہیں - لیکن لوگ ایک اور ہی مفاد کی طمع سے انگریزی تمدن کی طرف کو دوڑتے

[٩١] نوآبادی [٩٢] آخری گذرتے ہیں سب سے اخیر نہیں [٩٣] من حیث المجموع [٩٤] مضمر - پوشیدہ ١٢

ہیں۔ ان کو یہ توقّع ہی کہ انگریزی تمدّن کے اختیار کر لینے سے انگریز ہم کو اپنی سوسائٹی میں لے لیں گے۔ کہیں لے نہ لیں۔ جب تک انگریزوں میں اور ہم میں حاکم و محکوم۔ فاتح و مفتوح۔ غالب و مغلوب کے تفرقے باقی ہیں ہماری ان کی مثال تیل پانی کی ہی۔ نہ ملے ہیں نہ ملیں گے ؁

میری یہ تحریر بہت لمبی ہوگئی مگر تم دیکھتے ہو کہ مطلب بھی مہتم بالشان تھا۔ جس طرح بعض جسمانی امراض بعض اوقات کثرۃ سے شائع ہو جاتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ زمانہ لا مذہبی کے شیوع کا ہی۔ بہت تھوڑے سر انگریزی تقلید کے مالیخولیا سے خالی ہیں۔ میں نے تم کو اپنی سمجھ کے مطابق آگاہ کر دیا ہی سلہ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ فقط

عادۃ

عادۃ کا ماخذ ہی عود جس کے معنی ہیں لوٹنا۔ پھرنا۔ یہیں سے تم عادۃ کی وجہ تسمیہ بھی مستنبط کر سکتے ہو کیونکہ جب آدمی بار بار لوٹ لوٹ کر کسی فعل کا مرتکب ہوتا ہی تو اُس فعل پر عادۃ کا اطلاق کیا جاتا ہی۔ اگرچہ لُغۃً عام ہی مگر عرف میں عادۃ کا استعمال صرف افعالِ ارادی و اختیاری میں ہی اضطراری مثلاً تنفس میں نہیں۔ افعال ارادی میں جسمانی ہوں یا دماغی سب میں تھوڑا بہت جہد کرنا ہوتا ہی جس کو تم انگریزی میں اگزرشن کہتے ہو۔ عادۃ کا ضروری نتیجہ ہی تخفیفِ مشقتِ جہد۔ یہاں تک کہ جب عادۃ راسخ ہو جاتی ہی تو فعلِ عادی افعالِ اضطراری کی طرح بلا قصد و ارادۃ اور بے اعمال فکر و رویّۃ سرزد ہونے لگتا ہی اور یہی درجہ ہی جس پر پہونچ کر کہا جاتا ہی العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ۔ تشبیہ کا قاعدہ ہی کہ مشبہ بہ اکمل و افضل ہوتا ہی تو العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ سے شاید تم سمجھو کہ طبیعۃ میں بالنسبۃ الی العادۃ غلبہ اور اشتداد اور

سلہ اور ہمارا کام صرف پونہچا دینا ہی ۱۲

تقاضا قوی تر ہی ع والحال منقلب والامر معکوس - امور طبیعی و اضطراری میں اُسی تنفس کو لو جس کا ذکر آچکا ہی - فقراء کی ریاضات و مجاہدات میں سے ایک حبس نفس ہی اور یہ ان کی تعلیم کی شاید ابجد ہی - لوگ تو امتداد حبس نفس میں بہت مبالغہ کرتے ہیں مگر خیر دن اور ہفتے اور مہینے نہ سہی یہ تو میں نے دیکھا ہی کہ پاس انفاس کا ایک عامل ایک سانس میں سو مرتبہ لا الہ الا اللہ بہ اعادۂ ضروب بآسانی تمام کر لیتا تھا - آسانی کو میں نے اس سے جانا کہ برابر کئی کئی گھنٹے تک وہ اسی شغل میں رہتا - الغرض اگر انسان تقاضائے طبیعۃ کے معدوم کرنے پر قادر نہ بھی ہو تاہم وہ اُس کی شورش کو مجاہدہ و ممارسۃ یعنی عادۃ کی مدد سے بہت کچھ فرو کر سکتا ہی یعنی عادۃ حاکم ہی اور طبیعۃ محکوم ✤ ایک شخص نے حکیم امام الدین خاں مرحوم کی حذاقۃ کی ایک حکایۃ نقل کی کہ کوئی مولوی صاحب (راوی نے اُن کا نام بھی لیا تھا مجکو یاد نہیں رہا) بیمار پڑے حکیم صاحب نے جلّاب تجویز کیا باوجودے کہ معدہ مجیب تھا اور مؤیدات بھی دیئے گئے مگر دست نہ آئے حکیم صاحب کو خبر ہوئی استفسار حالات کے بعد بیمار دار سے فرمایا کہ جلد جاؤ اور مولوی صاحب سے کہو بدستور کتاب دیکھیں - راوی کہتا تھا کہ آدھا گھنٹہ نہیں گزرنے پایا تھا کہ جلاب کا عمل ظاہر ہوا لوگوں کو حیرۃ ہوئی تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ طبیعۃ تھی کتاب بینی کی خوگر اُس کو خلاف عادۃ شغل مانوس سے ہوئی مفارقۃ انقباض پیدا ہوا - یہ حکایۃ اگر سچ ہی اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ سچ کیوں نہ ہو تو اس سے ہم عادۃ کی قوۃ کا اندازہ کر سکتے ہیں ✤

جن لوگوں نے علم اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں میں نہیں جانتا اُن میں سے کسی نے اس خیال کو ظاہر کیا ہی یا نہیں (مگر میری نظر سے نہیں گزرا) کہ عادۃ ام الاخلاق ہی - باوجودے کہ عادۃ کو اخلاق کے پیدا کرنے بنانے اور بگاڑنے میں مدخل عظیم ہی مگر افسوس ہی کہ عادۃ کی نگرانی میں پرلے درجے

کی غفلت کی جاتی ہے۔ لوگوں کو عادۃ کا شعور ہوتا بھی ہے تو اکثر کہیں ایسے آخر وقت میں جاکر کہ طبیعت مغلوب عادۃ ہو چکتی ہے۔ تم نے شاید خیال کیا ہو کہ اطباے یونانی کا کوئی نسخہ شربت یا نبات یا خمیرے سے خالی نہیں ہوتا۔ کچھ اس کی لم بھی سمجھے۔ وہ لم یہ ہے کہ شیرینی بالطبع ہے مرغوب فلہذا ہر دوا میں کسی قسم کی شیرینی شامل کر دی جاتی ہے تا کہ طبیعت شیرینی کو بالاصالۃ اور دوا کو بالتبع قبول کرلے۔ بعینہ یہی حال ہے انسان کی طبیعت اور اخلاق کا۔ طبیعت کو معدے کی جگہ سمجھو اخلاق کو دوا اور عادۃ کو شیرینی۔ کوئی کام کیسا ہی ناموافق طبع ہو عادۃ کی مٹھائی سے مل کر ضرور اشتہی اور احلی ہو جاتا ہے اگرچہ آدمی بری لت بھی اپنے پیچھے لگا سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عادۃ فی نفسہا من حیث انہا قوۃ من القویٰ الانسانیۃ بری چیز ہے۔ انسان کی تمام قوتوں کا یہی حال ہے کہ بھلائی اور برائی دونوں کے محامل اُن میں ودیعت رکھے گئے ہیں اب یہ انسان کی اپنی تجویز رہی کہ ان قوتوں کو کس پہلو پر ڈھالے۔ قطعہ

آدمی زادہ طرفہ معجونے است — از ملائک سرشتہ و ز حیوان
گر کند میل این شود کم ازین — ور رود سوے آں شود بہ ازاں

عادۃ میں یہ کتنی بڑی خوبی ہے کہ مشکلات پر غالب آنے کے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ عادۃ کے متعلق میں نے جو کچھ لکھا وہ اس بات کی تمہید ہے کہ تم کتاب بینی کی عادۃ ڈالو۔ ممکن ہے کہ شروع شروع میں طبیعت گریز کرے اور بادل ناخواستہ کتاب کا دیکھنا بار خاطر ہو لیکن اس وقت میرے کہنے سے اتنی بات کا تیقن کر لو کہ یہ ہرب و نفرۃ عارضی اور چند روزہ ہے۔ ع ہیچ تیغ در آفتاب نیم روز ٭ ایک وقت مجھ پر گزرا ہے اور وقت سے میری مراد گھنٹہ دو گھنٹہ دن دو دن مہینے دو مہینے نہیں بلکہ بیس پچیس برس کہ تم مطمئن کے لیے پلنگ پر میرا اپنے کتاب کا ہونا ایسا ہی

ضرور تھا جیسے تکیے کا۔ اب وہ کیفیت نہیں ہی تاہم تم نے کم تر اوقات مجلو کتاب سے بے تعلق دیکھا ہوگا بلکہ میں تو خیال کرتا ہوں کہ نہیں دیکھا ہوگا۔ کیا تم کو پٹن چیرو کی بات یاد نہیں کہ تم نے بڑی محنت سے ایک چمن درست کر کے چاہا کہ میں کسی وقت ایک نظر اُس کو دیکھوں میں نے یہی جواب دیا کہ کسی تقریب سے بلدے جانا ہو تو اپنے کمرے سے باہر نکلوں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اپنے کمرے میں ملول اور دل گرفتہ بیٹھا رہتا تھا جیسے قفس میں جانور؟ نہیں نہیں۔ ویسا ہی خوش دل جیسے تم اپنے چمن میں یا واجد علی شاہ لکھنؤ کے قیصر باغ یا اب مرتیوں کو کلکتے کے مٹیابرج میں یا دلّی کے سیلانی جیوڑے دو گھڑی دن رہے سے چاندنی چوک میں یا ان دنوں کے آزاد مزاج انگریزی خوان سمجھیں یا نہ سمجھیں تھیٹر میں۔ میں نے انگریزی خوان کے ساتھ آزاد مزاج کی قید کیوں لگائی ہوگی؟ میرے اور ماشاء اللہ تمہارے سوا ایسا بھی کوئی انگریزی خوان ہی جو آزاد مزاج نہ ہو۔ اِلّا اِنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَقَلِیْلٌ مَّا ہُمْ +

خلاصہ مقصد یہ ہی کہ میں تم کو کتاب بینی کا شوق دلانا چاہتا ہوں اور خود اپنی حالت سے استشہاد کرتا ہوں کہ بدولت کتاب بینی میرا وقت بہت ہی جمعیت خاطر کے ساتھ گزرتا ہی نہ ملاقات کا مشتاق نہ زیارۃ کا منتظر نہ معاشرۃ کا متمنی۔ میرے نزدیک سوسائٹی ہی اور کتاب ہی۔ ع وخیر جلیس فی الزمان کتاب اکثر ایسا ہوتا ہی کہ میں کتاب نہیں بھی دیکھتا تاہم کتاب کے سامنے رکھے رہنے سے میرے دل کو ایک طرح کی تسلی سی رہتی ہی اس مضمون کو غالب نے کیا اچھی طرح ادا کیا ہی ؎

گو ہاتھ میں طاقت نہیں آنکھوں میں تو دم ہی + رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خودداری

اگر تم سے کہا جائے کہ فلاں شخص مزاج کا غصیلا ہی تو ضرور تمہارا ذہن

اسی طرف متبادر ہوگا کہ مغلوب الغیظ ہی سریع الغضب ہی زود رنج ہی - لیکن لفظ کی بناوٹ پر نظر کرو تو غصیلے کے معنے ہیں صرف غصے والا - سو غصے والا ہونا کچھ عیب کی بات نہیں - غصہ ہمارا قدرتی حربہ ہی - اگر بالفرض کسی شخص میں مطلقاً غصہ نہ ہو تو اس کے یہ معنے ہیں کہ دفع ضرر پر قادر نہیں یا بعبارۃ دیگر اُس کی خلقت ناقص واقع ہوئی ہی - اسی طرح اگر کہیں کہ فلاں شخص خود دار ہی تو لوگ خیال کریں گے خود بین ہی خود پسند ہی معجب ہی - لیکن واقع میں خودداری وہی ہی جس کو انگریزی میں سلف رسپکٹ کہتے ہیں اور عربی میں تعزز - خودداری اور خود بینی میں بڑا فرق ہی مگر نازک اور اس فرق کا شعور کماحقہٗ اُسی شخص کو ہو سکتا ہی جس سے خودداری یا خود بینی کا کوئی فعل سرزد ہوا اور وہ خود دواعیِ فعل پر محتسبانہ اور منصفانہ نظر کرکے اُس فعل کا فضیلۃ خودداری یا رذیلۃ خود بینی ہونا تجویز کرے - معانی کی جامعیۃ اور مانعیۃ پر منطقی طور سے نظر کرو تو ہماری زبان کے کم تر الفاظ اس جانچ میں ٹھیر سکتے ہیں ولکن لا مشاحۃ فی الاصطلاح میں اس پیچیدگی میں تم کو نہیں ڈالنا چاہتا اور اس تحریر سے میرا مقصد اسی قدر ہی کہ خودداری کی فضیلۃ تمھارے ذہن میں بٹھا دوں - قرآن میں خدائے تعالیٰ نے انسان کی آفرینش کو اس طور پر بیان فرمایا ہی کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ - میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانا چاہتا ہوں - ظاہر ہی کہ خلافۃ الٰہی ایک طرح کی خدائی ہی اور جب انسان خلیفۃ اللہ ہوا وہ آپ سے آپ اشرف المخلوقات بھی ہوا - فرض کرو کہ اجرام فلکی پر لوگ بستے ہوں جیسا کہ علمائے ہیأۃ خیال کرتے ہیں اور ایسے بہت سے قرائن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ محض بے تکی بات تو نہیں کہتے پھر فرض کرو کہ مثلاً چاند پر سے جو ہم سے قریب تر ہی کوئی آن جان سا آدمی کسی طرح زمین پر اُتر آئے تو وہ یہاں آکر دیکھے گا کہ روی زمین پر ہزاروں لاکھوں قسم کی مخلوقات آباد

ہیں مگر انسان باوجودے کہ بہت سی دوسری مخلوقات کے مقابلے میں ضعیف و محتقر ہی پر اس کو عقل کا کچھ ایسا وہب یاد ہی کہ تمام روے زمین پر اُس نے اپنی حکومتہ قاہرہ بٹھا رکھی ہی بڑے بڑے قوی ہیکل اور خون خوار جانور اس کی خدمتہ کرتے اور جو زیادہ سرکش ہیں اس کے ڈر کے مارے جنگلوں میں چھپے پھرتے۔ وہ کسی چیز کے پیدا کرنے پر تو قادر نہیں لیکن جتنی چیزیں زمین کے اندر اور زمین کے اوپر ہیں۔ وہ سب میں مالکانہ تصرف کرتا ہی۔ اسی حکومتہ اور اسی تصرف کا نام ہی خلافتہ الٰہی اور اس کا شعور کہ ہم کو اس حکومتہ کی شائستگی اور تصرف کی قابلیتہ دی گئی ہی اور حکومتہ اور تصرف کا انفاذ یعنی انسان کا اپنے تئیں انسان سمجھنا خودداری ہی جو موقوف علیہ ہی دنیا اور دین دونوں کی فلاح اور تکمیل کی۔ نحن رجال و ہم رجال۔ وہاٹ مین ہیز ڈن مین کین ڈو۔ اُن ہی لوگوں کے مقولات ہیں جن کے دلوں میں خودداری کی امنگیں جوش مار رہی تھیں۔ ہم ہرگز اپنی حالتہ میں ترقی نہیں کر سکتے تاوقتے کہ ہم کو اس کا اذعان نہ ہو کہ ہم اُس سے بہتر حالتہ میں رہنے کے اہل ہیں۔ غرض ترقی کی محرک اول خودداری ہی۔ آزادی جس کی آواز تمام یورپ میں بڑی گونج رہی ہی اور اُس کی بھنک اب چند روز سے ہندوستان میں بھی سنائی دینے لگی ہی اُسی خودداری کا نغمۂ دل کش ہی۔ یہی خودداری ہی جو صفحۂ زمین سے غلامی کا نام و نشان مٹا دینے کے پیچھے پڑی ہی۔ یہی خودداری قومی عروج اور تنزل کی شناخت کی معیار ہی۔ یہی خودداری ظلم و انصاف اور حق و ناحق کی پہچان کی کسوٹی ہی۔ یہی خودداری مارل فلاسفی بلکہ تمام ادیان کا ماحصل ہی۔ یہی خودداری تہذیب و شائستگی کا لب لباب ہی۔ یہی خودداری ہم کو اکتساب فضائل کی ترغیب دینے والی اور ارتکاب رذائل سے باز رکھنے والی ہی۔ ۵

ہمتہ بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق — باشد بقدرِ ہمتہٖ تو اعتبارِ تو

ذوق نے اس بارے میں فطرۃ انسانی کو کیا اچھی طرح بیان کیا ہی ؎

آدمیتہ سے ہی بالا آدمی کا مرتبہ — پست فطرۃ یہ نہ ہو اور پست فاقتہ ہو تو ہو

مذہب اسلام کی عمدگی کی عمدہ ترین دلائل میں سے ایک یہ بھی ہی کہ اسلام کے اصول و فروع میں خودداری کی مراعاۃ عمدہ طور سے کی گئی ہی جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں مل نہیں سکتی۔ ہم ہندوؤں کو دیکھتے ہیں کہ چاند اور سورج اور آگ اور پانی اور ہوا اور درخت اور ذلیل سے ذلیل جانور سب کے سامنے ماتھا ٹیکنے کو موجود ہیں یعنی مذہب ہنود کی رو سے آدمی رذیل ترین مخلوقات ہی لیکن مسلمان ایک خدائے نامشاہد اور غیر مرئی کے سوا کسی کی عبادۃ نہیں کرنی چاہتا اور وہ اپنے ہی تئیں کل مخلوقات میں افضل خیال کرتا ہی اور فی الواقع وہ افضل ہی بھی۔ صحابہ علیہم السلام بتقریب تجارۃ اطراف و اکناف میں جاتے لوگوں کو اپنے اعاظم و اکابر کی تعظیم ایک وضع خاص کے ساتھ کرتے دیکھتے اور واپس آکر حضرۃ پیغمبر صاحب سے عرض کرتے کہ یا حضرۃ ہم بھی آپ کو سجدہ (تعظیمی) کیا کریں جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کے آگے کرتے ہیں۔ آپ بسختی منع فرماتے حتیٰ کہ تعظیماً کھڑے ہونے سے بھی ناخوش ہوتے۔ یہ خودداری کی تعلیم نہ تھی تو کیا تھی۔ اسلام نے اسلام علیکم کے سوا ہم کو اپنے ابنائے جنس کی اور کسی طرح کی تعظیم نہیں سکھائی اگرچہ وہ پیغمبر یا خلیفہ یا امیر یا سلطان یا استاد یا پیر یا اپنا سگا باپ ہی کیوں نہ ہو ہاتھ اٹھانا یا جھکنا یا الفاظِ آداب وغیرہ سب شیوۂ اعاجم ہی۔ زید عمرو کو ذلیل کرتا ہی اور بقاعدۂ فضلنا بعضکم علی بعض عمرو کو بکر کے آگے ذلیل ہونا پڑتا ہی نتیجہ یہ ہی کہ خودداری کسی میں نہ رہی اور سب ذلیل ہو گئے عیسائی باوجودے کہ بر سرِ عروج ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں تو خودداری کی تعلیم ان کے یہاں بھی ٹھیک نہیں۔ احکام عشرہ میں سے ایک یہ بھی ہی

کہ اگر کوئی تیرے داہنے گلے پر تماچہ مارے تو بایاں کلہ بھی اس کے سامنے کر دے کہ لے اور مار۔ اس کو خودداری سے کیا مناسبت؟ اور چونکہ خودداری ایک امر جبلّی ہی جن احکام میں اس کی پوری پوری مراعاۃ نہیں از قبیل محالات ہیں صرف کتاب ہیں لکھنے کے لیے۔ ان کی تعمیل نہ کبھی ہوئی اور نہ آیندہ کبھی ہونی ممکن ہی۔ اب دیکھو کہ اس خصوص ہیں اسلام کیا فرماتا ہی وما عند اللہ خیر و ابقی للذین آمنوا وعلی ربہم یتوکلون والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا ہم یغفرون۔ والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لہم عذاب الیم ولمن صبر وغفر فان ذلک من عزم الامور ٭

میرے نزدیک ہم مسلمانوں کے تنزل کا اصلی سبب یہی ہی کہ ہم میں خودداری کی گدگدی نہیں رہی یا اس قدر کم ہوگئی ہی کہ گویا نہیں رہی۔ محصنات کے آخر میں جو مرثیہ ہی اُس میں ایک بند یہ بھی ہی معلوم نہیں تمھارا ہی یا میرا اگر تمھارا ہی تو بہت اچھا ہی اور میرا ہی تو بھی برا نہیں

افسوس قوم میں عصبیۃ نہیں رہی — ہم میں کسی طرح کی مزیۃ نہیں رہی
مضبوطی ارادہ و نیۃ نہیں رہی — جراۃ کہاں سے ہو کہ حمیۃ نہیں رہی
ہم میں ہر ایک بشر کے خیالات پست ہیں
پس لاجرم ذلیل ہیں اور تنگ دست ہیں

خدا جانے کہاں دیکھا تھا کہ آدمی چاہتا ہی کہ دوسرے اس کی عزۃ کریں تو چاہیے کہ وہ خود دوسروں کی عزۃ کرے خیر یہ تو ایک معمولی سی بات ہی کما تدین تدان۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر آدمی چاہتا ہی کہ دوسرے اس کی عزۃ کریں تو چاہیے کہ پہلے آپ اپنی عزۃ کرے۔ انسان دوسروں کو مغالطہ دے

بھی ان کی نظر میں معزز ہو سکتا ہی لیکن یہ عزۃ دھوکے کی ٹٹی ہی اصلی اور سچی عزۃ وہی ہی کہ انسان اپنی عزۃ آپ کرے جس کو میں نے خودداری سے تعبیر کیا۔ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ خودداری مارل فلاسفی (علم اخلاق) کا ماحصل ہی تمام محامد اخلاق میں شاید تم کو خودداری کا امتیاز نہ ہو تو اتنا کیا کم ہی کہ جس میں خودداری نہیں اُس میں غیرۃ نہیں قناعۃ نہیں سیرچشمی نہیں بلند نظری نہیں شجاعۃ نہیں سخاوۃ نہیں رحم نہیں ہمدردی نہیں یعنی سیدھی طرح یہ یہی کیوں نہ کہا جائے کہ انسانیۃ نہیں*

فرائض انسانی

آدمی کے تمام افعال معلّل بالاغراض ہونے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آدمی مخلوق خودغرض ہی۔ متقدمین فلاسفہ کا یہی خیال تھا کہ آدمی کے تمام افعال کی محرّک اوّلی اُس کی ذاتی غرض ہوتی ہی جلب منفعۃ ہو یا دفع مضرۃ۔ لیکن ہم اب سے ہزاروں برس پہلے کے لوگوں کے حالات تاریخ میں پڑھتے یا محض اجنبی لوگوں کی (جن کے ساتھ تمام عمر کسی طرح کا تعلق ہونے کی مطلق توقع نہیں) بلکہ جانوروں تک کی مصیبتۃ دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں۔ ہماری کونسی ذاتی غرض ان کیفیتوں کی (اور یہ کیفیتیں داخل افعال تو ہیں) محرّک ہو سکتی ہے؟ کوئی سی بھی نہیں۔ یہ خیال کرنا کہ اگر ایسے ہی افعال ہم پر مؤثر ہوتے تو ہم اُن کو اپنی ذاتی غرض کے تعلق سے اچھا یا بُرا سمجھتے یا جن حالتوں کو دیکھ کر ہم ترس کھاتے ہیں اگر ویسی ہی حالتیں ہم پر گزرتیں تو ہم دوسروں سے رحم کے امیدوار ہوتے منطقیوں کے عقلی ڈھکوسلے ہیں جن کو وجدان سلیم ہرگز تسلیم نہیں کرے گا۔ مجکو اس سے انکار نہیں کہ انسان میں خودغرضی نہیں ہی بلکہ بہت ہی۔ میرا مطلب اسی قدر ہی کہ خودغرضی انسان کے تمام افعال کی محرک نہیں ہی۔ اس مسئلے کا دوسرا پیرایہ وہ ہی کہ افعال کا حُسن و قبح ذاتی ہی؟

نہیں یعنی انسان سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ افعال فی حد ذاتہا اس کے متقاضی ہیں کہ اُن میں کوئی اچھا اور کوئی بُرا سمجھا جائے یا حُسن و قبح کا مدار نتائج افعال ہیں اس حیثیت سے کہ انسان کے حق میں مورث حزن یا مُنتج فرح ہوتے ہیں۔ فلسفیوں کے ان گورکھ دھندوں کا سلجھانا آسان نہیں۔ مگر تم ان بکھیڑوں میں کیوں پڑھو۔ تم کو اس بات کی ٹوہ لگانے سے کیا فائدہ ہوگا کہ دنیا میں افعال کے حسن و قبح کا خیال کیوں کر پیدا ہوا۔ اس قدر بس کرتا ہی کہ ہم بے غرضانہ انسان کے بعض افعال کو حسن اور بعض کو قبیح سمجھتے ہیں۔ ؎

کیا جانیں ہم زمانے کو حادث ہی یا قدیم　　کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہیں فانیوں میں ہم

میرے نزدیک (اور خوب دھیان لگا کر دیکھو تو میں سمجھتا ہوں تم کو بھی اس کی تصدیق ہو جائے گی) بچوں میں خود غرضی یعنی حرص و طمع زیادہ ہوتی ہی۔ وہ بہت جلد لالچ میں آجاتے ہیں اور کوئی چیز کیسی ہی بے قدر کیوں نہ ہو اول تو اُن کے دل سے نکلتی ہی نہیں اور نکلتی ہی بھی تو مشکل سے۔ اس سے دو باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ بے غرضی اُن صفتوں میں نہیں ہی جن کے قبول کرنے کے لیے نفس انسانی شروع سے مستعد ہوتا ہی جیسے حیا یا راست گوئی۔ دوسرے یہ کہ بچوں کے حال پر قیاس کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شروع شروع میں اگر ہمارے ابنائے جنس اس صفت سے بالکل بے بہرہ رہے ہوں تو بھی تعجب نہیں بلکہ میں تو ایسا خیال کرتا ہوں کہ اب بھی وحشی قوموں میں خود غرضی کا رنگ ضرور گہرا ہوتا ہوگا۔ لیکن ایک بے غرضی پر کیا موقوف ہی تمام اخلاق حسنہ کا یہی حال ہی کہ جوں جوں آدمیوں میں شائستگی جس کو انگریزی میں سولزیشن کہتے ہیں آتی گئی اخلاقی خیال نکھرتے اور اونچے ہوتے چلے گئے ؛

اب ہم انگریزوں کی نظر میں آدھے وحشی ہیں (ذرا اس بات پر

خیال کرنا کہ آدھے وحشی کی جگہ آدھے مہذب کہتے تب بھی وہی مطلب تھا مگر آدھا مہذب چٹکلی ہی تو آدھا وحشی نو ہٹا) اور سچ یہ ہی کہ ہم اپنی دنیاوی حالۃ کو انگریزوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو آدھے وحشی کے خطاب کے بھی اہل نہیں لیکن مجکو اپنی قوم کا انگریزوں کے مقابلے میں آدھا مہذب (نہیں نہیں) آدھا وحشی ہونا یہیں تک تسلیم ہی (اس سے زیادہ نہیں) کہ ہمارے پاس سلطنۃ نہیں (اور یہی نہیں کہ نہیں بلکہ تھی اور ہم اُس کو اپنی نالیاقتی سے کھو بیٹھے) مال نہیں مال کے پیدا کرنے کا سلیقہ نہیں یعنی ہنر نہیں اور سب سے بڑا رونا اس کا ہی کہ نہ ہونے کا احساس نہیں جس کا ضروری نتیجہ یہ ہی کہ قومی حالۃ کی درستی کی توقع نہیں مگر با این ہمہ خدا کا شکر ہی کہ اخلاقی خیالات میں ہم انگریز کیا روے زمین کی کسی قوم سے ہیٹے نہیں اور ہیٹے ہو نہیں سکتے کیونکہ ہمارے اخلاقی خیالات جزو مذہب ہیں خدانخواستہ ہمارے اخلاقی خیال ہیٹے ہوں تو لازم آئے کہ اسلام ہیٹا ہو حال آں کہ اسلام کی نسبتہ مخبر صادق کا فرمودہ ہی ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علے الدین کلہ میں تم کو قرآن کے چند مقامات کا نشان دیتا ہوں۔

(۱) ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءا ولا شکورا۔

علے حبہ کے مرجع میں لوگوں نے اختلاف کیا ہی بعض نے طعام اور بعض نے خدا کو مرجع ٹھیرایا ہی اگر طعام مرجع قرار دیا جاے تو معنے میں ایک لطف خاص پیدا ہوتا ہی جس کی تائید ایک جگہ اور بھی ہی ویؤثرون علے انفسہم ولو کان بہم خصاصہ۔

(۲) ویتجنبہا (النار) الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلے۔

(۳) ولا یخافون لومۃ لائم

(۴) ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ۔

اسی طرح تتبع کیا جائے تو قرآن میں بہت سے مقامات نکلیں گے

جن سے ظاہر ہوگا کہ شارع اسلام نے بڑے شدومد کے ساتھ ہم کو بےغرضانہ نیکی کی تعلیم کی ہے +

اب سوچو کہ جب انسان کا ذاتی مفاد محرک نیکی نہ ہوا تو دوسرا کونسا خیال محرک ہوسکتا ہے۔ اسی خیال کو انگریزی میں سنس آف ڈیوٹی کہتے ہیں یعنی آدمی ایک فعل کرتا ہے صرف اس خیال سے کہ وہ اس کو اپنا ڈیوٹی یعنی فرض سمجھتا ہے۔ ممکن ہے کہ انسان غلطی سے کسی فعل کو اپنا ڈیوٹی سمجھ لے اس پر بھی سنس آف ڈیوٹی ایک عمدہ اور بہت بکار آمد قوۃ ہے اور اس کو جہاں تک ہوسکے کلٹویٹ کرنا چاہئے۔ کیونکہ سنس آف ڈیوٹی ارادے کی جان غفلۃ کا تازیانہ افعال کا صلۂ نقد اور نتیجہ عاجل دل کی تسلی حلال مشکلات میسر صعوبات اور آدمی کے کردار کا محتسب اور کاتب الاعمال ہے۔ انسان کو زندگی میں ایسا کوئی معاملہ پیش آ نہیں سکتا جس میں فوراً اس کا کانشنس (وجدان) اُس کو بتا نہ دے کہ تیرا ڈیوٹی یہ ہے۔ استفت قلبک۔ اگر کانشنس نے ڈیوٹی کی تعیین میں غلطی بھی کی تاہم انسان ڈکٹیٹس آف دی سنس آف ڈیوٹی کے مطابق عمل کرنے سے بری الذمہ ہوجاتا ہے۔ الغرض مثل فلاسفی بارل فلاسفی کی کتابوں میں فلاسفہ کی موشگافیاں دیکھ کر کہیں ہمارے اخلاقی سٹینڈرڈ کو کہ وہ شعبۂ دین ہے قیاساً علے الدنیا تو سست سمجھ لینا ہم دنیا کے اعتبار سے ناقص اور ادھورے ہیں مگر دین میں کامل اور پورے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا +

کرنا کہ آدھے

مہذب چٹکی

مقابلہ کرتے ہیں

کہ نہ ہونے کا احساس

باایں ہمہ خدا کا شکر

نہیں اور بیٹھے ہو

ہمارے اخلاقی خیال ہے

کا فرمودہ ہی ہو الذی

چند مقامات کا نشا

(۱) ویطعمون ا

لانرید منکم جزاء

علی حبہ کے مرجع

بعض نے خدا کو

ایک لطف خاص

علی انفسہم ولو کا

(۲) ویتجنبہا ا

نعمۃ تجزی الا ا

(۳) ولا یخافوا

(۴) ویخشونہ

اسی طرح تتبع

خاتمة الطبع

یہ کتاب فرطِ شہرۃ سے محتاج توصیف نہیں - اس زمانہ
کی تصنیفات میں جیسی مقبولیتِ عام مولوی حافظ محمد نذیر احمد
صاحب بہادر سابق ڈپٹی کلکٹر و ممبر بورڈ آف ریونیو ریاست
حیدرآباد دکن حال وظیفہ خوار سرکارِ عالی نظام کی تصنیفات
کو ہے کم تر کسی کو نصیب ہوئی ہوگی - مصنف نے اپنی تمام
تصنیفات کو نظرِ ثانی و اصلاح کے بعد اس مطبع میں چھپوانا
شروع کیا ہے چنانچہ مرآۃ العروس و توبۃ النصوح و محصنات و ابن الوقت
و موعظۂ حسنہ و اتمام حجت اس مطبع میں چھپکر بہت سی فروخت ہو چکی
ہیں اور عنقریب بنات النعش و دیگر تصنیفات بھی شائع ہونے والی ہیں

المشتہر
الضعیف عباد اللہ محمد عنایۃ اللہ جالیسری منصرم مطبع انصاری

اعلان

مین مدت سے نہایت شکرگزاری اور خوشی کے ساتھ دیکھ رہا ہون کہ عام و خاص میری کتابون کی استحقاق سے بہت زیادہ قدر کرتے ہین لیکن اس کے ساتھ مجھ کو سخت تاسف بھی ہوتا ہے کہ عبارۃ کی غلطی کتابۃ کی درآوردگی کاغذ کی بُرائی چھاپے کی خرابی نے عام بے دلی پیدا کر رکھی ہی - اب تک مین عدیم الفرصتی بلکہ بے پروائی کی وجہ سے اس طرف ملتفت نہیں ہوا - اب مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہی کہ اپنی کتابون کو بگڑنے نہ دون چنانچہ مین نے اپنی تمام کتابین ترمیم اور نظرِ ثانی کے بعد از سرِ نو رجسٹری کرا کے بسعی مولوی تلطف حسین صاحب مطبع انصاری دہلی مین چھپوانی شروع کر دی ہین - اور مولوی تلطف حسین صاحب نے نذیر حسین تاجر کتب سے میری رائے کے موافق خاص طور پر معاہدہ کر لیا ہی کوئی شخص کیسے باشد کسی حیلے سے میری کتابون کے چھاپنے چھپوانے کا قصد نہ کرے ورنہ خسارۃ و تاوان دونون بھگتنے پڑین گے - اور جس شخص کو کتابون کا لین دین کرنا ہو محمد نذیر حسین تاجر کتب دہلی دریبہ کلان سے کرے -

العبد محمد نذیر احمد وفقہ اللہ التمیز و لغد